صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

پیر، ۲۶ دسمبر ۱۹۸۸ء

(دو شنبہ ۱۴ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ)

جلد ۳ ——— شمارہ ۱۵

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مندرجات

پیر ۲۶ دسمبر ۱۹۸۸ء

		صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ	———	۱۱۳۵
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	———	۱۱۳۸
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	———	۱۱۶۸

مسئلہ استحقاق

ایم پی اے محمد وصی ظفر کی تحریک استحقاق پر غور و خوض کے لئے کمیٹی کی تشکیل	———	۱۱۷۰

تحریک التوائے کار

طلباء کا رائے ونڈ روڈ کے دکاندار کو اغوا کرنے کی کوشش	———	۱۱۸۳

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیسرا اجلاس

پیر ۲۶ دسمبر ۱۹۸۸ء

(دو شنبہ ۱۴ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۹ بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ○
يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ
اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ○ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ
فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ○ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ
سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي
اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ○

سورۃ الصف 4-1 سورہ التحریم 8-7

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے سب خدا کی تنزیہ کرتی ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ مومنو تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے ○ خدا اس بات سے سخت بیزار ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں ○ جو لوگ خدا کی راہ میں (ایسے طور پر) پرے جما کر لڑتے ہیں کہ گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں وہ بے شک محبوب کردگار ہیں ○

مومنو! خدا کے آگے صاف دل سے توبہ کرو۔ امید ہے کہ وہ تمہارے گناہ تم سے دور کر دے گا اور تم کو باغہائے بہشت میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا اس دن خدا پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا بلکہ ان کا نور (ایمان) ان کے آگے اور داہنی طرف (روشنی کرتا ہوا) چل رہا ہو گا اور وہ خدا سے التجا کریں گے کہ اے پروردگار ہمارا نور ہمارے لئے پورا کر اور ہمیں معاف فرما۔ بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے ○

وما علینا البلاغ

نواب زادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف انفارمیشن۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ 24 دسمبر کی رات کو ہم یہاں پر تقریباً" 12 بجے تک بیٹھے رہے۔ کیونکہ ہم نے ایک بل تھرو کرانا تھا اور اس کی ہم نے ریڈنگ بھی پوری نہیں کروائیں۔ کیونکہ وہ اتنا ضروری تھا کہ اس کو غیر قانونی پروسیجر سے ہم نے تبدیل کیا اور آدھی رات تک قائد ایوان سمیت اور خواتین سمیت اور اقلیت کے اراکین جن کا کہ مقدس دن تھا وہ بھی وہاں بیٹھے رہے۔ کیا اس کے تناظر میں یہ سمجھوں کہ آج حکومت کے نزدیک کوئی ایسا اہم بزنس نہیں ہے کہ ہم لوگ ایوان میں نہیں ہیں اور آپ اس حاضری کی قواعد کے مطابق اس کی حیثیت بھی جانتے ہیں اور اس کو اگر آپ کے نوٹس میں لایا جائے اٹھ کر اگرچہ وہ آپ کے نوٹس میں ہے اور آپ Suo moto ایکشن نہیں لیتے۔ اگر ہم اس کی نشاندہی کر دیں تو کیا یہ اجلاس جاری رہ سکتا ہے اور آخر اس کا حل کیا ہے جناب والا! آپ کو اس سلسلے میں کوئی نہ کوئی اقدام کرنا ہو گا اور اس کی ذمہ داری ہمیشہ کے لئے خزانے کے بینچوں پر ہوتی ہے۔ اس میں میں آپ کا آج ایک غیر مبہم واضح اور حتمی فیصلہ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب! اس بارے میں پہلے بھی کئی دفعہ بات ہو چکی ہے اور کئی ممبران نے یہ نشاندہی کی ہے کہ بعض دفعہ ہاؤس میں حاضری پوری نہیں ہوتی اور کورم بھی نہیں ہوتا اور اس میں میں پہلے بھی واضح طور پر بات کر چکا ہوں۔ کہ حاضری ایوان میں پوری کرنا یہ ٹرژری بینچز کا اور اپوزیشن کا کام ہے اور آپ کے چیف وہپس کا دونوں طرف سے آپ کے جو چیف وہپس ہیں ان کا یہ کام ہے کہ وہ معزز اراکین کو یہاں ایوان میں رہنے کے لئے تلقین کریں اور اس کو Ensure کریں کہ وہ یہاں موجود ہوں۔

لیکن اگر ایوان میں کورم نہیں ہوتا تو یہ بھی ایوان کی روایات کے مطابق بات ہے کورم کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔ یہ کورم کے نہ ہونے کے بارے میں نشاندہی ہونا یہ بھی ایک روایت ہے اور یہ پارلیمانی روایت ہے کہ جب وقفہ سوالات ہوتا ہے اور آج اس سیشن کا پہلا وقفہ سوالات ہے تو وقفہ سوالات میں اگر کورم نہ ہو تو یہ ایک پارلیمانی روایت ہے کہ اس کی نشاندہی عام طور پر نہیں کی جاتی تاکہ ممبروں کے سوالات کے جوابات آئیں اور یہ ممبرز پر منحصر ہے کہ اگر وہ وقفہ سوالات پر دلچسپی رکھتے ہیں اپنے سوالات پر دلچسپی رکھتے ہیں اور ان پر وہ کوئی ضمنی سوالات کرنا چاہتے ہیں اور اس ایوان کی کارروائی میں وہ دلچسپی لینا چاہتے ہیں تو یہ ان پر منحصر ہے کہ وہ بروقت تشریف لائیں تاکہ وہ ان میں دلچسپی لیں تو ایوان میں نہ آنے کو کسی کو سزا کا سزاوار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: حضور والا!

میں نے سزا کے متعلق تو نہیں کہا میں نے تو آپ سے عرض کیا ہے کہ اگر ہم نے

اس ایوان میں وقت پر نہیں آتا ہے تو پھر انتخابات کی کیا ضرورت ہے اور الیکشن contest کرنے کی کیا ضرورت ہے اور اس ملک اور قوم کا سرمایہ اور وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے کیا ہمارے مقاصد انتخابات اس ایوان سے ہٹ کر یہ پوچھتے ہیں کہ ہم نے اس ایوان میں نہیں آنا ہے کچھ اور کام کرنے ہیں اور میں نے سزا کا نام نہیں لیا اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ آپ اس مسئلے کو قائد ایوان کے نوٹس میں نہیں لائیں گے آپ نہ لائیں اس ایوان کے وقار سے آپ کا وقار ہے اگر اس ایوان کو ایسے چلانا چاہتے ہیں تو "مجھے فکر جہاں کیوں ہو جہاں تیرا یا میرا" اس لئے یہ آپ پر ہے مجھے "حکم اذاں ہے لا الہ الا اللہ" میں تو آپ کو نشاندہی کر رہا ہوں اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ایسا ہونا بھی روایت ہے اور قانون کا نہ ہونا بھی روایت ہے اور بل کی تیسری خواندگی ہونا بھی ایک روایت ہے اور رات کے بارہ بجے تک ممبران کو یرغمال بنا کر اور رولز کو معطل کر کے قانون پاس کرنا بھی روایت ہے اگر ہر صحیح اور غلط اقدام کی یہ روایت ہے تو پھر یہ روایات ہم سب کو مبارک جناب والا۔

MR. KHALID LATIF KARDAR: Mr. Speaker Sir, may I spéak in English?

MR. SPEAKER: Yes.

MR. KHALID LATIF KARDAR: Sir, Rule 12 of the Rules of Procedure touches upon the powers and functions of the Speaker of Provincial Assembly of the Punjab. In view of that, I will be grateful if you kindly let me know whether the Speaker could give a decision contrary to the Rules. No doubt that he has the necessary power to maintain the decourum of the House but I want to know whether the Speaker can go against the rules and procedures framed under the Constitution of 1973 and whether his decision could be contrary to the Rules.

MR. SPEAKER: No.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: And decourum includes quorum. Decourum is a combination of two words i.e. de and courum and the quorum is part of decourum and it is your responsibility.

MR. SPEAKER: Is it my responsibility?

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: No. I am not saying that to maintain quorum is your responsibility. My intention is that the word decourum includes quorum in itself and in order to maintain decourum you have to make efforts or take steps to keep the house in quorum so that it looks a respectable house or the house in order.

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ جناب راجہ جاوید اخلاص۔

میاں محمود الرشید: جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق تھی اور اسے آپ نے آج کے لئے ملتوی کیا تھا۔

جناب سپیکر: جی! وقفہ سوالات کے بعد تحاریک استحقاق آئیں گی۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جھونکل بندوٹ روڈ کی تکمیل

☆ 16- **راجہ جاوید اخلاص:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جھونکل بندوٹ روڈ پر محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی تیزی سے کام کر رہا ہے مگر بندوٹ سے چک بیلی روڈ تک دو میل کا ٹکڑا چھوڑ دیا گیا ہے۔ جس سے آبادی کو مکمل فائدہ نہیں پہنچا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سڑک کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی نے جھونکل بندوٹ روڈ جس کی لمبائی پانچ میل ہے۔ مکمل کر دی ہے۔ یہ سڑک وزیر اعلیٰ اور گورنر کی ہدایات کے تحت منظور ہوئی تھی۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

		میل	فرلانگ
-1 1983-84ء	6 لاکھ روپے	2	1
-2 1986-87ء	19 لاکھ	0	2
-3 1987-88ء	9.71 لاکھ	6	1

(ب) بندوٹ سے چک بیلی روڈ تک دو میل کا ٹکڑا چھوڑا نہیں گیا ہے۔ بلکہ یہ ٹکڑا اصل منصوبہ میں شامل نہیں تھا۔ چونکہ اصل منصوبہ کے تحت پانچ میل کی سڑک منظور ہوئی تھی۔

جو کہ مکمل کر دی گئی ہے۔ بندوٹ سے چک بیلی روڈ تک رابطہ سڑک کے لئے مزید تیس لاکھ روپے درکار ہوں گے۔ راستہ میں کس وڈالہ پڑتا ہے۔ جس پر پل بنانا پڑے گا۔ مفادعامہ کے پیش نظر اس منصوبہ پر غور کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال؟

میاں منظور احمد موہل: کیا وزیر موصوف اس سلسلہ میں بیان فرمائیں گے کہ اس وقت حکومت کا فی میل کتنا خرچ ہو رہا ہے؟

وزیر بلدیات: یہ جگہ تو جناب والا specifications اور اس علاقے کا سروے کر کے بتایا جا سکتا ہے کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ پل یا پلیاں وغیرہ بنانی پڑتی ہیں اور اگر زیادہ خراب ہو تو اس پر زیادہ خرچہ آتا ہے اگر survey خراب نہ ہو تو پھر اتنا خرچہ نہیں آتا یہ تو سروے کر کے ہی بتایا جا سکتا ہے ورنہ ایسے بتانا بہت مشکل ہے۔

(اس سوال کے محرک ایوان میں موجود نہ تھے)

نواب زادہ غضنفر علی گل: سوال نمبر24

جناب سپیکر: کیا آپ ان کے hehalf پر یہ پیش کر رہے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جی۔ جناب والا!

جناب سپیکر: سوال نمبر24-

کھاریاں میں تفریح پارک بنانے کے لئے اقدامات

☆ 24- **چودھری محمد صفدر:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کھاریاں شہر ایک قدیم اور گنجان آباد شہر ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس شہر میں عوام کی سہولت کے لئے کوئی پارک اور تفریح گاہ نہیں ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جی ٹی روڈ پر تھانہ کھاریاں کے سامنے سرکاری زمین ہے۔

(د) اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس پر تفریح گاہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) ہاں

(ب) ہاں ـــــــــ کیونکہ بلدیہ کے پاس مناسب جگہ نہ ہے اور فنڈز کی بھی کمی ہے۔

(ج) ہاں۔ تقریباً" 400 کنال اراضی تھانہ کھاریاں کے سامنے واقع ہے لیکن یہ محکمہ دفاع کے قبضہ میں ہے۔

(د) چونکہ سرکاری زمین مذکورہ جزو (ج) محکمہ دفاع حکومت پاکستان کی ملکیت ہے اس لئے حکومت پنجاب اس زمین کے حصول کے لئے محکمہ مذکورہ سے رابطہ قائم کرے گی۔ اگر زمین مل گئی تو تفریح گاہ بنانے پر غور کیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: اس پر کوئی ضمنی سوال؟

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! اس سوال کا جواب جناب وزیر کو پہلے پڑھنے دیں۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب عام طور پر یہ پریکٹس رہی ہے ـــــــــ

نواب زادہ غضنفر علی گل: جی یہ بھی روایت رہی ہے کہ سوال کا جواب اس ایوان میں پڑھے بغیر اس پر ضمنی سوال ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: تو پھر مجھے پڑھ لینے دیجئے۔

جناب سپیکر: جی۔ آپ نہیں پڑھ سکتے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: نہیں جناب والا! میں اپنی جگہ پر بیٹھ کر اسے پڑھ لیتا ہوں اور اس کا مطالعہ کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کس چیز کا مطالعہ کریں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جی۔ اس سوال کا۔

جناب سپیکر: جی آپ کو مطالعہ پہلے کر کے آنا چاہیے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! مجھے تو اس کا جواب ابھی ملا ہے اور یہ سوالات اور

جوابات ابھی آئے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ جوابات بہت پہلے تقسیم ہو چکے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا۔ You want to kill the question.

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب۔ جوابات پہلے تقسیم ہو چکے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: نہیں جناب والا! یہ ابھی ملے ہیں اور یہ ابھی تقسیم ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: تو آپ کو انہیں پڑھ کر آنا چاہیے تھا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال۔

آوازیں: کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: سوال کے محرک اگر موجود ہوں تو عام طور پر وزیر صاحب کو جواب پڑھنے کے لئے کہتا ہوں اور اگر سوال پیش کرنے والے کوئی دلچسپی نہ رکھتے ہوں اور ایوان میں موجود نہ ہوں تو متعلقہ وزیر صاحب کو کہتا ہوں کہ وہ جواب نہ پڑھیں اور جو صاحبان ضمنی سوال کرنا چاہتے ہوں تو میں انہیں موقع فراہم کرتا ہوں اور اس پر جتنے بھی ضمنی سوالات ہوں ہم ان کو entertain کرتے ہیں۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! ایک روایت یہ بھی ہے کہ اگر وہ فاضل ممبر موجود نہ ہوں جنہوں نے سوال کیا ہو تو ان کی جگہ پر کوئی دوسرا فاضل ممبر سوال پوچھ سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی بالکل پوچھ سکتا ہے۔

جناب نذر حسین کیانی: تو جناب والا! وہ جواب پڑھا جائے تو اس میں کوئی حرج بھی نہیں۔

جناب سپیکر: جی۔ اس وقت عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ پڑھا نہیں جاتا اس لئے کہ اگر ممبر متعلقہ جس نے سوال کیا ہے اگر ان کو اپنے سوال میں اتنی دلچسپی نہیں ہے کہ وہ حاضر ہوں اور اپنے سوال کا جواب سننا چاہیں تو پھر ہم ان کے لئے اس ایوان کا وقت کیوں لیں اس طرح سے اگر وقت بچ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا وہ نواب زادہ صاحب کی طرح وہ پابند تو نہیں ہوتے جو صبح سے آپ کے ساتھ محبت اور پیار کی باتیں کر رہے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! حاضری تو انتہائی ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی۔ اسی لئے تو ہم حاضری کو ensure کرنے کے لئے یہ اقدامات کرتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: اسی لئے تو آپ کی ذمہ داری بھی نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: ہم آپ کی بات کو مانتے ہیں کہ جس حد تک سپیکر کے اختیار میں ہے وہ حاضری کو ensure کرنے کے لئے مسلسل اقدامات کرتا رہے۔

نواب زادہ غصفر علی گل: جناب والا لیکن یہ ماقبل کے بیان میں کچھ تھوڑا سا تضاد ہے۔

جناب سپیکر: کوئی فرق نہیں ہے صرف آپ کے سمجھنے میں تھوڑا سا فرق ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا میزان کا جھکاؤ تھوڑا سا دائیں طرف ہے۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب' یہ مسلسل جو سلسلہ ہے اس کو بند ہونا ہے۔ کوئی ضمنی سوال ـــــ اگلا سوال میاں محمود الحسن ڈار

پرتال نگر کچی آبادی کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کے لئے اقدامات

☆ 26- **میاں محمود الحسن ڈار:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پرتال نگر' کٹر منڈی جھنگ روڈ فیصل آباد کچی آبادی کے مکینوں کو ابھی تک حقوق ملکیت نہیں دیئے گئے اور نہ ہی وہاں بنیادی سہولتیں میسر ہیں۔

(ب) اگر ایسا ہے تو حکومت کب تک اس آبادی کے مکینوں کو حقوق ملکیت دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) جی ہاں۔

(ب) اس آبادی سے متعلق انٹرکورٹ اپیل نمبری 1981ء/259 تا حال ہائی کورٹ لاہور میں دائر ہے۔ اس لئے اس آبادی کے مکینوں کو حقوق ملکیت دینے کی کارروائی عدالت کے فیصلے کے بعد کی جا سکے گی نیز اس کیس میں عدالت عالیہ نے حکم امتناعی جاری کر رکھا ہے؟

جناب سپیکر: اس پر کوئی ضمنی سوال؟

میاں محمود الحسن ڈار: جناب سپیکر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کے جواب میں جناب وزیر موصوف نے صرف ایک آبادی کا ذکر کیا ہے جبکہ میں نے دو آبادیوں کا ذکر کیا تھا۔ اس میں ایک پرتاب نگر اور دوسری لکڑ منڈی ہے۔ یہ دونوں آبادیاں جھنگ روڈ کے دونوں کناروں پر واقع ہیں۔ وزیر موصوف نے لکڑ منڈی کے بارے میں بتایا ہے جس پر stay order ہے۔ پرتاب نگر کی کچی آبادی کے متعلق انہوں نے نہیں فرمایا۔ وہاں کے لوگ بھی حقوق ملکیت کے لئے حکومت کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ حکومت کب ان کو حقوق ملکیت دیتی ہے جبکہ کچی آبادیوں کے متعلق چیف منسٹر صاحب نے وہاں پر یہ اعلان بھی کیا تھا کہ ان لوگوں کو حقوق ملکیت دے دیئے جائیں گے لیکن یہ حقوق ان کو ابھی تک نہیں ملے۔

جناب سپیکر: جی چودھری صاحب ـــــــ

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: اس میں چونکہ رقبہ ایک ہی ہے جوکہ ٹوٹل 90 کنال 6 مرلے ہے اس لئے پورے رقبے کے اوپر stay order جاری ہوا ہے۔

میاں محمودالحسن ڈار: جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کو عرض کر رہا تھا کہ وہ جس آبادی کا ذکر فرما رہے ہیں اور جس کا رقبہ بتا رہے ہیں وہ لکڑ منڈی ہے لیکن پرتاب نگر کی آبادی علیحدہ ہے۔ کبھی یہ وہاں پر تشریف لے جائیں یا انہوں نے وہاں کوئی جگہ لی ہو تو ان کو پتہ ہو کہ وہاں پر جھنگ روڈ پر دو آبادیاں ہیں۔ اگر شہر کے اندر سے داخل ہو تو دائیں طرف پر لکڑی منڈی آتی ہے اور بائیں پر پرتاب نگر ہے۔ یہ دونوں آبادیاں بالکل آمنے سامنے ہیں۔ اس لئے ان دونوں کا رقبہ علیحدہ علیحدہ ہے اگر میونسپل کارپوریشن کے وارڈ کے نمبر کی ضرورت ہو تو ایک وارڈ نمبر66 ہے اور دوسرا وارڈ نمبر67 ہے۔ پرتاب نگر کی آبادی کا Stay بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی چودھری صاحب' اس پر آپ کیا فرمائیں گے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اس میں دراصل رقبہ ایک ہی ہے اور اس رقبے پر دو مختلف آبادیاں ہیں لیکن ان کے نام مختلف ہیں۔ رقبہ ایک ہی ہے۔ اس کو دوبارہ ہم چیک کروا لیتے ہیں اگر تو اس رقبے پر Stay order نہ ہوا تو پھر اس پر ان کو حقوق ملکیت دینے کے لئے ہم انشاء اللہ ضرور غور کریں گے۔ یہ ریونیو ریکارڈ سے چیک کرنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ ویسے ہمارے

پاس جو ریکارڈ ہے اس لحاظ سے تو یہ رقبہ ایک ہی ہے اور اس کے اوپر دو مختلف علیحدہ علیحدہ ناموں کی کچی آبادیاں ہیں لیکن پھر بھی اگر اس پر stay order نہ ہوا تو پھر اس پر غور کیا جا سکتا ہے کہ اس کو حقوق ملکیت دے دیئے جائیں گے۔

میاں محمود الحسن ڈار: جناب والا وزیر موصوف جو اس بات پر مصر ہیں کہ اس کا رقبہ ایک ہی ہے ان کی اطلاع کے لئے میں عرض کر دوں کہ اس کا رقبہ ایک نہیں ہے لیکن یہ جو آخر والی بات کر رہے ہیں اگر یہ اس پر عمل کرا دیں جوکہ ان کی پالیسی بھی ہے اور چیف منسٹر صاحب کا وہاں پر اعلان بھی ہوا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ان غریبوں کو ان کا حق ملے گا ورنہ ہم یہ سمجھیں گے کہ اس کچی آبادی کو جان بوجھ کر نظرانداز کیا گیا ہے کیونکہ وہ غریب جو ہیں وہ جناب کو بھی علم ہے کہ کس کے ماننے والے ہیں اور کس کی سائیڈ لیتے ہیں۔ خاص طور پر وہ میرا حلقہ انتخاب ہے ان لوگوں نے میری کافی امداد کی ہے اور مجھے ووٹ دیئے ہیں۔ براہ مہربانی ان پر توجہ فرمائیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: اس پر منسٹر لوکل گورنمنٹ نے یہ فرمایا ہے کہ ہم اس کا ریکارڈ چیک کر لیں اور اگر ریکارڈ میں ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ فرما رہے ہیں تو ہم اس پر ایکشن لیں گے۔
اگلا سوال جناب میاں محمود الحسن ڈار صاحب _____

مقرر حد سے زیادہ ایکسپورٹ ٹیکس وصول کرنے والے ٹھیکیداروں کے خلاف کارروائی

☆ 31- **میاں محمود الحسن ڈار:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں اشیاء کی نقل و حمل پر ایکسپورٹ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹھیکیداران کاروباری طبقہ سے مقررہ نرخوں سے زیادہ رقم وصول کرتے ہیں جس سے کاروباری طبقہ میں بہت بے چینی پائی جاتی ہے۔ بدیں وجہ قیمتوں میں اضافہ بھی ہو جاتا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک حکومت ٹھیکیداران کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ٹھیکیداران ضلع کونسل کے ساتھ بذریعہ تحریری معاہدہ پابند ہیں کہ مقررہ نرخوں سے زائد وصولی نہ کریں تاہم کبھی کبھار زائد وصولی کی شکایات محکمہ مقامی حکومت کو موصول ہوتی ہیں جو متعلقہ ضلع کونسل کو ازالہ کے لئے ارسال کر دی جاتی ہیں۔ ضلع کونسل شکایات کا جائزہ لیتی ہے اور ثابت ہونے پر شکایت کنندہ کو زائد حصول شدہ رقم ٹھیکیدار سے واپس کرواتی ہے۔ جہاں تک کاروباری طبقہ میں بے چینی اور قیمتوں میں اضافے کا تعلق ہے تاحال محکمہ ہذا کے نوٹس میں کوئی ایسی بات نہ ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ زائد وصولی کی شکایات پر متعلقہ ضلع کونسل ضروری کارروائی کرتی ہے۔ جہاں تک تادیبی کارروائی کا تعلق ہے اس کا انحصار شکایت کی نوعیت اور تحقیقات کے نتیجے پر ہے۔ زائد وصول شدہ رقم کی واپسی بھی تادیبی کارروائی کا حصہ ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوالات۔

میاں محمود الحسن ڈار: جناب سپیکر وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہمیں کوئی ایسی شکایت نہیں اور اگر کوئی اس قسم کی شکایت ہو تو اس کے ازالہ کے لئے ایکشن لیا جاتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر اس ایوان کے کئی معزز رکن کافی دفعہ اس بارے میں پوچھ چکے ہوں گے کہ انہوں نے یہ جو ایکسپورٹ ٹیکس لگایا ہوا ہے انہیں اس کے متعلق اپنے اپنے علاقے سے شکایات ملی ہیں کہ وہاں کے ٹھیکیدار اس میں کافی دھاندلی کرتے ہیں لیکن ہمارے ٹھیکیدار کی بات یہ ہے کہ وہ ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین کا چہیتا خاص ہے اور یقین کریں کہ فیصل آباد کے تاجر اس سے بہت زیادہ پریشان ہیں ______

جناب سپیکر: ڈار صاحب اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو وہ فرمایئے ______

میاں محمود الحسن ڈار: جناب سپیکر میرا ضمنی سوال تو یہی ہے کہ ٹھیکیدار وہاں پر بہت زیادتیاں کر رہا ہے اور وہ زائد رقم وصول کرتا ہے میں اس کا ثبوت دے سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا میرا یہ ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی نواب زادہ صاحب۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا ا سوال کے جواب جز (ج) میں وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ کبھی کبھار زائد وصولی کی شکایات وصول ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔ جی نواب زادہ صاحب۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جزو (ب) میں وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ کبھی کبھار زائد وصولی کی شکایت وصول ہوتی ہے کیا یہ فرمائیں گے کہ کبھی کبھار اکثر یہ شکایت وصول ہوتی ہیں؟ کیا یہ اکثر وصول نہیں ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب' سوال کے جواب میں جو آپ نے کبھی کبھار کا لفظ استعمال کیا ہے۔ نواب زادہ صاحب کا خیال ہے کہ یہ اکثر شکایات وصول نہیں ہوتی ہیں؟

وزیر بلدیات: جناب والا محکمہ کو اکثر شکایات موصول نہیں ہوتی ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! کیا وہ کبھی کبھار کو تعداد کی صورت میں بتا سکیں گے۔ دو' چار یا چھ' کتنی تعداد میں ہوتی ہیں۔ اس کبھی کبھار سے ان کی کیا مراد ہے؟ تعداد ہے یا وقت ہے؟

جناب سپیکر: ضمنی سوال یہ ہوا کہ کبھی کبھار سے مراد کیا ہے۔

وزیر بلدیات: جناب والا! اس کا یہ مطلب ہے کہ جب بھی محکمہ کو کسی ضلع سے کبھی کوئی شکایت موصول ہوتی ہے تو اس کا ازالہ کر دیا جاتا ہے۔ اکثر نہیں ہوتی ہے۔

سردار سکندر حیات خان: میں یہ دریافت کروں گا کہ کبھی کبھار اور جب بھی ان کے محکمے کو شکایت وصول ہوتی ہے تو کیا یہ کبھی کبھار تب ہی اس پر ایکشن لیتے ہیں یا اس ٹھیکیدار کو آئندہ کے لئے بلیک لسٹ کرتے ہیں؟

ایک معزز ممبر (حزب اختلاف): جناب سپیکر! یہ مسئلہ صرف فیصل آباد کا ہی نہیں ہے پورے پنجاب میں عوام کو نہایت تنگ کیا جا رہا ہے۔ یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ اس کو پورے پنجاب میں حل کیا جائے۔ تب مسئلہ حل ہو گا۔ پورے پنجاب میں لوگوں کو تنگ کیا جاتا ہے۔ زیادہ پیسے وصول کئے جاتے ہیں اگر وہ نہیں دیتے تو پھر لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں' پرچے درج ہوتے ہیں اور یہ کبھی کبھار

کا مسئلہ نہیں ہے۔ روز مرہ کا یہ مسئلہ ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! جس چیز کا اخبارات میں بہت زیادہ واویلا مچایا جا رہا ہو۔ آیا وہ کبھی کبھار ہوتا ہے؟ واویلا اکثر شکایات پر مچایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی یہ ضمنی سوال ہے؟ خواجہ محمد یوسف ضمنی سوال کریں گے۔

خواجہ محمد یوسف: جناب والا! اسی سلسلہ میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آیا وزیر موصوف یہ فرما سکتے ہیں کہ انہوں نے اس کبھی کبھار کے سلسلہ میں کبھی بھی کوئی ایکشن لیا ہو کسی ٹھیکیدار کے خلاف۔

وزیر بلدیات: جناب سپیکر! جب بھی ہمیں کوئی شکایت موصول ہوتی ہے۔ تو اس پر ضرور ایکشن لیا جاتا ہے۔ اور جو رقم زائد وصول کی گئی ہو وہ بھی واپس دلائی جاتی ہے اور متعلقہ ضلع کونسل کے چیئرمین اور ٹھیکیدار دونوں کو باقاعدہ تنبیہہ کی جاتی ہے۔

خواجہ محمد یوسف: میں نے یہ عرض کی تھی کہ جو کچھ انہوں نے کبھی کبھار فرمایا ہے۔ میرا سوال وزیر موصوف سے یہ تھا کہ کوئی ایکشن جو انہوں نے کبھی لیا ہے اس کی نشاندہی وہ کر سکتے ہیں؟ لیکن پھر انہوں نے جنرل بات فرمائی ہے کہ کبھی کبھار جب کبھی کوئی افسانہ ہوتا ہے تو اس کی تحریر بھی ہوتی ہے تقریر بھی ہوتی ہے اور تشہیر بھی ہوتی ہے میں نے یہی گزارش کی تھی کہ کبھی کبھار سے متعلق کسی ٹھیکیدار کے خلاف شکایت آئی ہو' اس پر کوئی ایکشن لیا ہو۔

جناب سپیکر: اس پر انہوں نے پالیسی Statement آپ کو دے دی ہے۔ اگر آپ کوئی مخصوص چیز پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے فریش سوال دے دیں۔

نواب شیر وسیر ملک: جناب والا! وزیر موصوف نے سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ جب بھی کوئی شکایت آتی ہے اس کا جائزہ لیا جاتا ہے اور جب یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس نے زیادہ رقم وصول کی ہے' میں یہ دریافت کروں گا کہ جب یہ ثابت ہوتا ہے کہ زائد رقم وصول کی گئی ہے تو صرف یہی کہا جاتا ہے کہ زائد رقم واپس کرائی جاتی ہے۔ اس ٹھیکیدار کے خلاف جرم ثابت ہونے کے باوجود اس کے خلاف کارروائی کیوں نہیں ہوتی۔ جب وہ مجرم ثابت ہو جاتا ہے۔ زائد رقم ثابت ہو جاتی ہے' اس کے خلاف کارروائی کیوں نہیں ہوتی۔

جناب وزیر بلدیات: جناب سپیکر' اس میں اگر کوئی معزز رکن اگر کسی خاص شکایت کے بارے

میں دریافت کرے۔ یا کوئی خاص شکایت سامنے لائے تو اس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ اس کے بارے میں کیا ہوا۔ ویسے ٹھیکیدار کے خلاف شکایت پر اس کو جرمانہ بھی ہوتا ہے۔ اس کو بلیک لسٹ بھی کیا جاتا ہے۔ اور کئی جگہوں پر Cases بھی رجسٹر کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس میں آپ کو عرض کروں کہ سوالات کے بارے میں Normally ضمنی سوالات تین تک ہم اجازت دیتے رہے ہیں۔ میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ آیا آپ چاہتے ہیں کہ اسی گزشتہ روایات کے مطابق چلایا جائے یا اس سے زیادہ ضمنی سوالات ایک سوال پر کرنے کی اجازت ہو؟ جناب وصی ظفر صاحب میں پہلے آپ سے یہی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کیا پسند فرمائیں گے کیونکہ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے۔ پہلے یہ پریکٹس رہی ہے۔ آج تو تھوڑے سوالات ہیں یہ پہلا اجلاس ہے اور پہلا وقفہ سوالات ہے عام طور پر یہ ہو گا کہ آئندہ اجلاسوں میں آپ کے سوالات بہت زیادہ ہوں گے اور ایک ایک ڈیپارٹمنٹ پر سو سو سوالات ہو جاتے ہیں اور جس میں Normally 35/36 ایک نشست میں لاتے ہیں۔ اس غرض سے وہ سارے سوالات بھی شامل ہو سکیں اور اس پر خاطر خواہ ضمنی سوالات بھی ہو جائیں' تو ہم نے یہ طریقہ کار اختیار کیا تھا کہ تین ضمنی سوالات ایک سوال کے جواب کے بعد ہم اجازت دیں گے۔ اس سے یہ ہوتا ہے کہ ضمنی سوالات بھی درست طور پر ہو جاتے ہیں اور جو سوالات اس پر موجود ہوتے ہیں وہ بھی سارے کے سارے تقریباً Take up ہو جاتے ہیں' تو اس سلسلہ میں میں آپ سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے۔ آپ وصی ظفر صاحب فرمایئے۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا' آپ اسی طرح سے کریں کہ جتنی Ratio پہلے اس ایوان میں حزب اختلاف کے ممبران کی تھی۔ اور اب جو Ratio ہے۔ اگر پہلے بیس اور اب چالیس ممبران ہیں۔ تو ضمنی سوالات کی تعداد کو آپ ڈبل کر لیں۔ کیونکہ ہر ممبر اپنی رائے دینا چاہے گا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اس سلسلہ میں ایسی پابندی نہیں ہونی چاہئے کہ کوئی بھی فاضل ممبر ہو' ان کا کوئی اہم سوال رہ سکتا ہے اور آپ اس کو مناسب حد تک کر لیں اور یہ بات بہتر ہو گی اگر آپ ہمارے لیڈر آف اپوزیشن سے یہ بات طے کر لیں کیونکہ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ یہ کوئی عام سا مسئلہ نہیں ہے کہ کتنے سوال کئے جائیں اور کس پر یہ بات ختم کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس میں ایک تو وقت مقرر ہے ایک گھنٹہ کے لئے وقفہ سوالات ہوتا ہے ______ جی میاں صاحب۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا' Rules میں سوالات کے متعلق ایک مخصوص بات ہے اور اس میں یہی ہے کہ کسی ایک سوال کی چھان پھٹک کرنے کے لئے ضمنی سوالات ہوتے ہیں۔ تو آج جس طرح آپ نے فرمایا' پہلا اجلاس ہے اور پہلا وقفہ سوالات ہے۔ تھوڑے سوالات ہیں۔ اس میں 35 سوالات تک آ سکتے ہیں۔ جب 35 سوالات ہوں گے تو ایک گھنٹہ ہو گا۔ اس میں ضمنی سوالات واقعی کم آتے ہیں اس لئے کم سے کم آپ تین رکھ لیں۔ تو سوال اور جواب ایوان کے سامنے ہوتا ہے۔ اس کی نوعیت کے اعتبار سے' اہمیت کے اعتبار سے' ضمنی کی ضرورت ہو تو اس میں آپ ایزادگی بھی کر سکتے ہیں' یہ میری رائے ہے۔

جناب سپیکر: اسی کے مطابق ہم معاملات چلاتے رہے ہیں وقفہ سوالات کے۔ اور اس کی اہمیت کے بارے میں سپیکر فیصلہ کرے گا۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! اب میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہوں گا کہ وہ کوئی ایسا Specific instance بتا دیں کہ انہوں نے فلاں جگہ ایکشن لیا ہے۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب یہ معاملہ ابھی طے نہیں ہوا ہے۔ کیا صاحبان پھر یہ سلسلہ چلتا رہے کہ عام حالات میں ایک سوال پر تین ضمنی سوالات ہوں' اور اگر سوال زیادہ اہم ہو' اور معزز اراکین اس پر زیادہ ضمنی سوالات کرنا چاہیں تو سپیکر زیادہ ضمنی سوالات کی بھی اجازت دے؟ (قطع کلامیاں)

آپ میری بات توجہ سے نہیں سن رہے۔ میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ ایک سوال پر تین ضمنی سوالات کافی ہوں گے۔ آپ کو آگے چل کر خود یہ محسوس ہو جائے گا کہ عام حالات میں تین ضمنی سوالات کافی ہوں گے' کیونکہ ایک گھنٹے میں 35 سوالات پیش ہونے ہیں' جب لسٹ میں 35 سوال آئیں گے' تو ہر معزز رکن یہ ضرور چاہے گا کہ میرا سوال اس میں ضرور شامل ہو۔ جو سوال آخری نمبر پر ہوں گے' وہ معزز اراکین بھی چاہیں گے کہ وہ سوال بھی اس دن ایوان میں پیش ہو سکیں۔ اس لئے ہماری یہ خواہش ہے کہ سوالات بھی زیادہ سے زیادہ آ جائیں اور ان پر ضمنی سوالات بھی زیادہ سے زیادہ ہو جائیں اور ہم اس ایک گھنٹہ کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں جو طریقہ کار پہلے سے چلا آ رہا ہے وہ یہ ہے کہ جو سوال زیادہ اہمیت کا حامل ہو گا' جو ایوان کے زیادہ سے زیادہ ممبر ضمنی سوال کریں گے تو اس پر زیادہ سے زیادہ ضمنی سوالات کرنے کی اجازت دے دوں گا۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! اس سلسلے میں منظور موہل صاحب کی اپنی رائے ہو سکتی ہے

اس کا ہماری پارٹی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے عادت بنا لی ہے یہ ایوان میں اپنے ممبر کو بھی کھڑے ہو کر Neglect کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کل بھی میں نے یہ بات کی اور ایک فاضل رکن نے بات کی انہوں نے کہا ٹھہرو جی۔ اور فرمایا کہ ایوان میں یہاں پر کوئی آدمی نہیں آ سکتا' میں یہ کہتا ہوں کہ Rules معطل ہو کر بل پیش ہو سکتے ہیں تو Rules معطل کرکے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میری اس میں گزارش یہ ہے کہ یہ جو آپ نے زیادہ سے زیادہ تین ضمنی سوالات کی شرط رکھی ہے' اس کو کم از کم پانچ یا چھ سوالات کریں۔ کیونکہ اس وقت جو حزب اختلاف کے ممبران ہیں ان کی تعداد زیادہ ہے' وہ زیادہ سے زیادہ ضمنی سوالات کریں گے' اور زیادہ سے زیادہ مطمئن ہونے کی کوشش کریں گے' وہ مسئلے کو زیادہ کریدنا چاہیں گے اور میرے خیال میں ہر سوال کی نوعیت انتہائی اہم ہے۔ بے شمار سوالات ہم خود بھی داخل کر چکے ہیں' جن پر بیس بیس چالیس چالیس ضمنی سوالات ہونے چاہئیں اور آپ دیکھیں گے کہ ان پر اتنے ضمنی سوالات ہوں گے۔ اگر ہم براہ راست وزیر اعلیٰ پر کوئی سوال کرتے ہیں اور اس پر ہمیں یہ کہہ کر دبا دیا جاتا ہے کہ آپ تو صرف تین ضمنی سوالات کر سکتے ہیں تو میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہو گا۔ (قطع کلامیاں)

راؤ کنور اعجاز علی: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ منظور موہل صاحب کی بات ہماری طرف سے حتمی بات نہیں ہے۔ ہر آدمی کو اپنی رائے دینے کا اختیار حاصل ہے۔ وصی ظفر صاحب کو بھی اپنی حد تک اختیار حاصل ہے لیکن میاں منظور احمد موہل کو ہماری طرف سے زیادہ اختیارات حاصل ہیں' ساروں کی طرف سے اختیارات ہیں اور جو انہوں نے فرمایا کہ ہر سوال کی نوعیت کے مطابق' اور جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ ایک گھنٹہ اور 35 سوال ہوں گے' وہ بھی ہم نے مدنظر رکھنا ہے' ہر معزز رکن نے یہ کوشش کرنی ہے کہ اس کا سوال زیر بحث آئے۔ اس لئے بہتر یہ ہو گا کہ آپ اپنی صوابدید پر تین ضمنی سوالات رکھ لیں' اور اگر کوئی زیادہ اہمیت کا حامل سوال ہو خواہ وہ کسی بھی رکن کا ہو' کیونکہ وہ پنجاب سے متعلقہ ہو گا اس کے لئے آپ زیادہ وقت مقرر کر لیں۔ لہذا میں میاں منظور احمد موہل کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ اور یہ میں اپنی رائے کے مطابق کہہ رہا ہوں۔

جناب ریاض فتیانہ: جناب والا! اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ ایک گھنٹے میں اگر 35 سوال پیش ہو اور ہر ایک پر تین ضمنی سوالات ہوں تو یہ بھی 105 سوال بن جائیں گے۔ لہذا ایک گھنٹے میں تو یہ بھی بہت مشکل کام ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! یہ فیصلہ ہو رہا ہے کہ تین ضمنی سوالات ہونے چاہئیں یہ مسئلہ حزب اقتدار یا حزب اختلاف کا مسئلہ نہیں' بلکہ یہ سارے ایوان کا مسئلہ ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ تین سوال اگر اس طرف سے ہو گئے۔ پھر ہماری طرف سے اگر کوئی سوال کرنا چاہے تو اس کا فیصلہ کیسے ہو گا؟

جناب سپیکر: نہیں Side کا تو اس میں مسئلہ ہی نہیں ہے۔ یہ تو سارے ہاؤس کے لئے ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! اگر حزب اختلاف نے ہی تین سوال کئے تو حزب اقتدار کی تو باری ہی نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر: اس کا اس طرف سے یا اس طرف کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ تو سارے ایوان کا سوال ہے۔ پہلا استحقاق سوال کنندہ کا ہو گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! کہیں ایسا نہیں کہ ضمنی سوالات کے نیچے اصلی سوال دب جائیں۔ پہلے بھی روایات رہی ہیں اگر کوئی اہم سوال ہو تو اس کے لئے وقت بڑھا دیا جائے۔

جناب سپیکر: درست ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) خواجہ محمد یوسف: جناب والا! پہلے تو حزب اختلاف کی تعداد کم ہوتی تھی۔ اس وقت تو ہو سکتا ہے کہ ایک گھنٹہ مناسب ہو تو کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ اس وقت کو بڑھا دیں۔

جناب سپیکر: Rules میں ترمیم کرکے ایسا کیا جا سکتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) خواجہ محمد یوسف: جناب والا! Rules میں بھی تو ہم نے ترمیم کرنی ہے۔

جناب سپیکر: اگر ایوان ایسا کر دے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ بے شک چار گھنٹے مقرر کر لیں لیکن کہیں بھی ایک گھنٹے سے زیادہ کا وقت مقرر نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) خواجہ محمد یوسف: ممکن ہے کہ بہت سی جگہوں پر اپوزیشن بھی اتنی زیادہ نہ ہو کہ اس کے لئے ایسی ضرورت محسوس ہو۔

جناب سپیکر: ویسے میرے علم کے مطابق کہیں بھی ایسا نہیں ہے کہ وقفہ سوالات کے لئے ایک گھنٹہ سے زیادہ کا وقت مقرر ہو۔

جناب علی اکبر وینس: جناب والا! اگر مجھے ضمنی سوالات کی اجازت ہو تو ______

جناب سپیکر: وینس صاحب اگر ضمنی سوالات کی اجازت ہوئی تو میں سب سے پہلے راجہ صاحب کو اس کے لئے اجازت دوں گا کیونکہ وہ پہلے کھڑے ہیں۔ میں آپ کو بھی ضمنی سوال کے لئے اجازت دوں گا لیکن اس کے بعد میں اس سوال پر کسی معزز رکن کو ضمنی سوال کے لئے اجازت نہیں دوں گا۔

راجہ صفدر حسین: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ سوال پوچھنے کی جسارت کروں گا کہ جب یہ ٹھیکہ دیا گیا اس وقت ٹھیکیدار کے ساتھ جو Agreement ہوتا ہے' اس کے مطابق کوئی ایسی شق موجود ہے کہ کبھی کبھار اگر ٹھیکیدار عوام سے کوئی زیادتی کرے تو اس کا ٹھیکہ منسوخ کر دیا جائے۔ کیونکہ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ ایسے ٹھیکیدار کا ٹھیکہ بھی منسوخ کر دیا جاتا ہے اور اس کی سکیورٹی بھی ضبط کر لی جاتی ہے۔ جیسا کہ وزیر موصوف نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے۔ کیا اس پر کوئی ایسی کارروائی نہیں کی جا سکتی؟ اس کے علاوہ کیا محرکات ہیں کہ اس ٹھیکیدار کا ٹھیکہ ضبط نہیں کیا گیا اور اس کی سکیورٹی ضبط نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب اس پر جواب آ چکا ہے' وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ایسے ٹھیکیدار کو بلیک لسٹ کیا جاتا ہے۔

راجہ صفدر حسین: جناب والا! بلیک لسٹ کرنے کا تو اب قانون نہیں ہے۔ گورنمنٹ کا ٹھیکیدار کے ساتھ جو معاہدہ ہوتا ہے' یعنی کارپوریشنوں کا یا ضلع کونسل کا جو ٹھیکیدار کے ساتھ معاہدہ ہوتا ہے اس میں ایک ہی شق ہوتی ہے کہ اس کا ٹھیکہ منسوخ کر دیا جائے اور اس کی سکیورٹی ضبط کر لی جائے۔ بلیک لسٹ کا جو طریقہ کار انہوں نے بتایا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب یہ بھی انہوں نے کہا ہے کہ ان کے خلاف کیس بھی رجسٹرڈ ہوتا ہے۔

راجہ صفدر حسین: جناب پھر یہ کوئی ایک مثال دے دیں کہ فلاں جگہ پر ایسا ہوا تو ہم نے یہ کارروائی کی۔

جناب سپیکر: اس کے لئے میں نے آپ سے پہلے عرض کیا ہے کہ آپ اس پر کوئی Specific بات پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے نیا سوال کریں۔ پھر ان سے اس بارے میں جواب لیا جا سکتا ہے۔

وینس صاحب۔

جناب علی اکبر وینس: جناب والا! کچھ دیہات ایسے ہیں' جہاں پر لوگوں کی زمینیں سڑک کے اس پار بھی ہیں اور اس پار بھی ہیں لہٰذا انہیں ادھر پہنچنے کے لئے ٹول ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا وہ بیچارے جب اپنی زمین پر یا اپنے گھر جاتے ہیں' مثال کے طور پر وہ اپنا کوئی سامان لے کر جائیں' ٹریکٹر ٹرالی یا کوئی گاڑی لے کر جائیں تو انہیں ٹول ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ ان کے متعلق ہماری وزیر موصوف سے گزارش ہے کہ وہ چکوں یا دیہات جو سڑک کے دونوں طرف آتے ہیں' انہیں ٹول ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ کیونکہ وہ اپنے گھر سے تھوڑا سا گزر کر اپنی زمین تک جاتے ہیں اور واپس اس سڑک سے تھوڑا سا گزر کر اپنی گاؤں میں آتے ہیں ان سے یہ ٹیکس نہ لیا جائے۔ کیونکہ اس سے ان لوگوں کو بڑی تکلیف ہے اور یہ ان لوگوں کا بڑا جائز مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: وینس صاحب یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔ بلکہ یہ آپ کی تجویز ہے۔

محمود الحسن ڈار: میں سمجھتا ہوں محکمہ والوں نے بھی ان کو صحیح نہیں بتایا اور ڈسٹرکٹ کونسل والوں نے صحیح رپورٹ نہیں دی۔ میں آپ کی وساطت سے استدعا کروں گا کہ اس کا دفاع نہ کریں۔ وہ واقعی فیصل آباد کا مشہور آدمی ہے۔ بد دیانت آدمی ہے۔ لوگ اس سے تنگ آئے ہوئے ہیں۔ تاجر برادری اس سے تنگ ہے۔ میرا یہ سوال خاص عوم کے مسئلہ کو Touch کرتا ہے۔ میں پھر جناب وزیر صاحب سے استدعا کروں گا کہ اس پر غور فرما کر صحیح رپورٹ ایوان میں دیں۔ اور خاص طور پر ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین' جس کے بارے میں یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ کون ہیں' وہ کیسا بازیگر آدمی ہے۔ ایوان کے سب دوستوں کو پتا ہے کہ اس نے اپنے عزیزوں کو ٹھیکے دیئے ہوئے ہیں۔ چنگیوں کا ٹھیکہ بھی اس کے پاس ہے۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ اس کا دفاع نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی میاں منظور احمد موہل صاحب

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر' میں آپ کی وساطتؐ سے ایک بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب آپ ایک معاملہ اس ایوان میں پیش کرتے ہیں اس پہ ممبران کی رائے لینا چاہتے ہیں۔ اس وقت یہ بات نہیں ہوتی کہ اس پہ پارٹی کا موقف کیا ہے۔ اس وقت ہر آدمی انفرادی حیثیت سے اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے کہ میری ان Rules کے تحت یہ رائے ہے۔ پھر آپ نے وہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ تو آپ نے سوال کے بارے میں جو پوچھا تھا تو میں نے قواعد کے اندر رہتے ہوئے

اپنا موقف پیش کیا تھا۔ وہ میری انفرادی رائے تھی اس میں قطعاً" پارٹی کا کوئی موقف نہیں ہوتا نہ کبھی ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ آپ نے ہر ایک کے ساتھ یکساں سلوک کرنا ہوتا ہے۔ اس وقت آپ حزب اختلاف یا حزب اقتدار کا موقف معلوم نہیں کرنا چاہتے۔ تو میں آپ کی وساطت سے یہ چاہتا ہوں کہ یہ بات یہاں سے Clarify ہو جائے اس وقت ایسا نہیں ہوتا۔ تاکہ دوستوں کے ذہن سے یہ شک و شبہ دور ہو جائے۔

جناب سپیکر: جناب راجہ جاوید اخلاص صاحب

مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دینے کے لئے اقدامات

☆20- راجہ جاوید اخلاص: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ درج ذیل یونین کونسلوں میں لڑکیوں کے ہائی سکول موجود نہیں ہیں۔ جس کی وجہ سے اس پسماندہ علاقے میں لڑکیاں تعلیم نہیں حاصل کر سکتیں۔

1- یونین کونسل بیج گرال کلاں
2- یونین کونسل دیوی
3- یونین کونسل سید
4- یونین کونسل جھونگل
5- یونین کونسل ساھنگ
6- یونین کونسل کوری دولال
7- یونیل کونسل کرتب الیاس
8- یونین کونسل کینٹ خلیل
9- یونین کونسل کنگریلہ

(ب) کیا حکومت ان یونین کونسلوں میں مڈل سکول کو ہائی کا درجہ دینے کا ترجیحی بنیادوں پر پروگرام رکھتی ہے۔ جبکہ لوگ اراضی بھی دینے کے لئے تیار ہیں۔

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) اس سال سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت 100 گرلز مڈل سکولوں کا ہائی کا درجہ دینے کا پروگرام ہے۔ اس وقت پنجاب میں 1248 یونین کونسلیں ایسی ہیں جن میں گرلز ہائی سکول نہیں ہیں ان میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت سکولوں کا درجہ سالانہ ترقیاتی پروگراموں کے ذریعے بڑھایا جا رہا ہے۔ باقی اضلاع کے ساتھ اس سال ضلع راولپنڈی کے گرلز سکولوں کو بھی ہائی سکولوں میں اپ گریڈ کیا جائے گا۔ مندرجہ بالا سکولوں کو بھی استحقاق کے مطابق مدنظر رکھا

جائے گا؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب کوئی ضمنی سوال؟

راجہ جاوید اخلاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میرا حلقہ تقریباً" گیارہ یونین کونسلوں پر مشتمل ہے اور ان میں سے 9 یونین کونسلوں میں ہائی سکول موجود نہیں ہے۔ یہ قریباً" جتنی یونین کونسلیں ہیں ان کی حدود آپس میں ملتی ہیں۔ تو اتنا بڑا علاقہ جو تیس چالیس میل رقبہ پر مشتمل ہے بچیوں کے لئے ہائی سکول موجود نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس سال پنجاب میں جو 100 سکول اپ گریڈ کیا جا رہا ہے تو کیا ان یونین کونسلوں میں سے کسی ایک سکول کو ہائی سکول کا درجہ دے دیا جائے گا؟

وزیر تعلیم: جناب والا! میں عرض کر چکا کہ استعداد کے مطابق ان سکولوں کو زیر غور لایا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی جناب فضل حسین راہی صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! یہ آپ دیکھ لیں۔ سوال گندم جواب چنا۔ وہ اپنے حلقے کے بارے میں پوچھ رہے ہیں کہ ان کی جو 9 یونین کونسلیں ہیں ان میں سے کسی یونین کونسل میں کوئی ہائی سکول بنانے کے لئے آپ تیار ہیں۔ اور جناب وزیر تعلیم پورے پنجاب کے بارے میں بتا رہے ہیں۔ جس میں ان کا وہ حلقہ شامل نہیں ہے۔ سوال پوچھنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ متعلقہ وزیر فاضل رکن کو اس کے سوال کے بارے میں مطمئن کرے۔ یہ ضمنی سوال بھی اسی لئے ہوتے ہیں کہ اس سوال کا آپریشن کرکے کم از کم اس سوال کے متعلقہ تمام معلومات حاصل کی جائیں۔ اب وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ ان 9 یونین کونسلوں میں کوئی ہائی سکول نہیں ہے تو یہ کہہ رہے ہیں کہ اس سال سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت 100 گرلز مڈل سکولوں کا ہائی کا درجہ دینے کا پروگرام ہے۔ یہ جواب پورے پنجاب کا دے رہے ہیں۔ وہ اپنے حلقے کا پوچھ رہے ہیں' یہ پورے پنجاب کا جواب دے رہے ہیں۔ پھر وہ پوچھ رہے ہیں کہ اس حلقہ کے 9 میں سے کسی ایک سکول کو اپ گریڈ کریں گے تو وہ کہہ رہے ہیں کہ استحقاق کی بنیاد پر کئے جائیں گے۔ یہاں ضرورت نہیں ہے کہ پورے پنجاب کے بارے میں بات کریں۔ آپ معزز رکن کے متعلقہ حلقہ کے بارے میں مطمئن کریں۔ اب اس طرح سے جواب آئیں گے تو رکن بھی مطمئن نہیں ہوں گے اور جواب سوال کا فائدہ بھی کوئی نہیں ہو گا۔ یہ وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ جناب سپیکر' انہیں چاہئے تھا کہ انہیں 9 یونین کونسلوں کے حدود

میں رہتے۔ یہ پورے پنجاب کے متعلق جواب دے رہے ہیں۔ یہ Policy matter پر بات کر رہے ہیں۔ یہ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ انہیں کہیں کہ سوال کا جواب Specific دیا جائے۔

جناب سپیکر: جناب فضل حسین راہی صاحب کی بات کو میں اس حد تک درست مانتا ہوں کہ سوال کے جزو (الف) میں یہ دیا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ درج ذیل یونین کونسلوں میں لڑکیوں کے ہائی سکول موجود نہیں ہیں۔ جس کی وجہ سے اس پسماندہ علاقہ میں لڑکیوں کے ہائی سکول موجود نہیں ہیں۔ جس کی وجہ سے اس پسمانده علاقہ میں لڑکیاں تعلیم حاصل نہیں کر سکتیں۔ اور آگے ان کے نام لکھے ہیں۔ اور محکمہ تعلیم کی طرف سے جو جواب آیا ہے اس کے جزو (الف) میں یہی دیا گیا ہے کہ "یہ درست ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے سوال کا جزو (الف) درست ہے کہ واقعی ان جگہوں پر ہائی سکول نہیں ہیں۔ جزو (ب) میں اس کی تفصیل بتائی گئی ہے۔ جہاں جزو(ب)میں سوال ہے کہ کیا حکومت ان یونین کونسلوں میں مڈل سکول کو ہائی کا درجہ دینے کا ترجیحی بنیادوں پر پروگرام رکھتی ہے۔ جبکہ لوگ اراضی بھی دینے کے لئے تیار ہیں۔ تو اس کی تفصیل میں یہ بتایا گیا ہے کہ حکومت اس سال 100 گرلز مڈل سکولوں کو ہائی سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ راہی صاحب' اس میں تفصیل بتائی گئی ہے کہ باقی اضلاع کے ساتھ اس سال ضلع راولپنڈی کے گرلز سکول کو بھی ہائی سکول کا درجہ دیا جائے گا۔ مندرجہ ذیل سکولوں کو بھی استحقاق کی بنیاد پر مدنظر رکھا جائے گا۔ یہ جواب جامع اور صحیح ہے۔ چودھری غلام سرور صاحب ضمنی سوال پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔ جیسے کہ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ اس سال کے ترقیاتی پروگرام میں دو گرلز مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا جائے گا۔ میں یہ ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ ضلع راولپنڈی کے لئے کیا ایلوکیشن کی گئی ہے۔

جناب وزیر تعلیم: ایلوکیشن تو ابھی تک نہیں کی گئی لیکن جیسا میں نے عرض کیا مکمل جائزہ لے کے جہاں استحقاق بنے گا وہاں ضرور درجہ ہائی دیا جائے گا۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جناب نذر حسین کیانی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے سوال کیا گیا تھا کہ 9 یونین کونسلوں میں جیسے کہ میرے فاضل ممبر نے فرمایا کہ کوئی ہائی سکول نہیں ہے۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا حکومت کے

اس پروپیگنڈے کی یہ نفی نہیں ہے کہ حکومت نے بہت سے ترقیاتی کام کئے ہیں۔ جس میں تعلیم کو بھی عام کرنے کی بات کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: زرا اپنا سوال دھرایئے گا کیانی صاحب۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ سوال میں کہا گیا ہے کہ 9 یونین کونسلوں میں کوئی ہائی سکول نہیں ہے۔ یہ جناب والا' آپ کے علم میں ہے اور اخبارات کے ذریعے تشہیر بھی ہوتی ہے کہ حکومت نے بہت سے ترقیاتی کام کئے ہیں۔ کیا یہ اس پراپیگنڈے کی نفی نہیں ہے کہ تعلیمی میدان میں ضلع راولپنڈی بہت پسماندہ ہے اس میں کوئی تعلیمی ادارہ اور ہائی سکول قائم نہیں کئے گئے۔

جناب سپیکر: کیانی صاحب یہ ضمنی سوال تو نہ ہوا؟ ______ چودھری محمد صفدر صاحب ______

کھاریاں میں بوائز کالج قائم کرنے کے لئے اقدامات

☆23- **چودھری محمد صفدر:** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ تحصیل ہیڈکوارٹر پر گرلز/ بوائز کالج قائم کئے جائیں گے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کھاریاں ایک بڑا شہر ہے اور تحصیل ہیڈکوارٹر ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کھاریاں اور متعلقہ دیہات میں کوئی بھی بوائز کالج نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے یہاں کے عوام کو بہت دشواری ہے۔

(د) کیا حکومت اس سال کھاریاں میں بوائز کالج قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر تعلیم:

(الف) حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ طلباء اور طالبات کے لئے نئے کالجوں کے قیام کی بجائے موجودہ ہائی سکولوں میں بتدریج گیارہویں اور بارہویں جماعتوں کا اجراء ہر تحصیل ہیڈکوارٹر پر کیا جائے۔

(ب) کھاریاں، تحصیل ہیڈکوارٹر ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ کھاریاں میں دو فیڈرل کالجز برائے طلباء اور طالبات اور ایک ہائر

سیکنڈری سکول برائے طالبات موجود ہیں۔ مزید براں کھاریاں سے تیرہ اور اٹھارہ کلومیٹر کے فاصلے پر لالہ موسیٰ اور جہلم میں بھی کالجز ہیں۔ جو اس علاقہ کی تعلیمی ضروریات بطریق احسن پوری کر رہے ہیں۔

(د) اس سال حکومت ہائی سکول برائے طلباء کھاریاں کا درجہ بڑھانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ مناسب وقت پر اس کا درجہ بڑھا دیا جائے گا؟

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

کچی آبادی میں رقوم کی تقسیم کی تفصیلات

جناب خالد لطیف کاردار: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ نے سال 1988ء میں کچی آبادی کے مکینوں میں رقوم تقسیم کی ہیں؟

(ب) اگر ایسا ہے تو وزیر اعلیٰ کی جانب سے مذکورہ رقم کس مد سے کس قانون کی رو سے تقسیم کی گئی؟

(ج) وصولی کی رقم اور وصول کنندگان کے ناموں کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے تحت نہ تو سال 1988ء نہ اس سے پیشتر نہ اس کے بعد کچی آبادی کے مکینوں میں کوئی رقم تقسیم کی گئی ہے۔

(ب) جواب بالا کے پیش نظر کسی قانونی وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) چونکہ کوئی رقوم تقسیم نہیں کی گئیں ہیں لہٰذا وصول کنندگان کے ناموں کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف انفریشن

جناب سپیکر: جی۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: اکثر اس ایوان میں دیکھنے میں آیا ہے کہ ممبران کسی کو مخاطب کرتے

وقت کہتے ہیں کہ جناب وزیر تعلیم صاحب' غرض یہ ہے کہ یہ جو لفظ "صاحب" ہے وہ وزیر تعلیم کے ساتھ آتا ہے' جناب وزیر تعلیم صاحب' پھر تعلیم' ہم وزیر کو صاحب کہنے کی بجائے تعلیم کو صاحب کہہ دیتے ہیں' حالانکہ تعلیم ہی زیادہ معزز ہوتی ہے میں یہ بھی مانتا ہوں۔ لیکن ہمارا مقصد کہنے کا یہ ہوتا ہے کہ ہم نے وزیر کو صاحب کہنا ہے' تعلیم کو نہیں۔ اور اس طرح وزیر امداد باہمی صاحب' تو آئندہ کے لئے یہ خیال رکھا جائے کہ وزیر صاحب امداد باہمی یا وزیر صاحب مقامی حکومت' ان کی صاحبیت میں فرق نہ ڈالا جائے۔

جناب منظور احمد موہل: جناب والا! یہ صاحب کا لفظ انگریزی دور کی ایک یادگار ہے' یہ بالکل متروک ہو چکا ہے' ہمیں یہ لفظ استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ جناب وزیر تعلیم' بس This is suficient صاحب کا لفظ اس دور میں نہیں چلتا' لہذا صاحب کا لفظ کسی کو بھی نہیں کہنا چاہئے۔ جناب والا اس پر آپ اپنا فیصلہ بھی دیں' کیونکہ جو صاحب کا لفظ ہے وہ گورے کے متعلق ہے کالوں کو صاحب نہیں کہا جاتا۔

جناب سپیکر: اس پر بات یہ ہے کہ جب آپ جناب کہہ دیں تو پھر صاحب کہنے کی کیا ضرورت ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! وزیر کو صاحب کہا جائے' ان کے محکمے کو صاحب نہ کہا جائے۔

جناب سپیکر: یہ درست بات ہے۔

راجہ محمد خالد خان: جناب والا! یہ کوٹ پتلون اور ٹائی بھی انگریز کے دور کی یاد دلاتی ہے اور اس کے ناطے سے ہم ان کو صاحب کہتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: اگر صاحب سے مراد سیکرٹری ہیں تو پھر صاحب استعمال ہو سکتا ہے کیونکہ سیکرٹری تو صاحب ہوتے ہی ہیں اور خاص کر جو سول سرونٹ ہوتے ہیں ان کو تو ہم کہتے ہی صاحب ہیں۔

جناب محمد اسلم: انگریزی میں جب بھی کسی کو مخاطب کیا جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہمیشہ سر' یا مسٹر ہوتا ہے۔ صاحب آگے کبھی نہیں لگاتے' صاحب اردو پڑھنے والے لگاتے ہیں۔ لہذا جب جناب لکھ دیا جائے تو صاحب کا لگانا ضروری نہیں۔

سردار سکندر حیات خان: جناب والا میں نے پہلے بھی درخواست کی تھی کہ یہ جو کارروائی کے بارے میں ہے یہ اردو میں کیا جائے بالکل ٹھیک ہے لیکن جناب والا جس طرح یہ تفصیلی باتیں پہلے اردو کے ساتھ انگلش میں بھی آیا کرتی تھیں' برائے مہربانی اب بھی ان کو ساتھ انگریزی میں بھی کر دیا جائے' کرے تو بڑی مہربانی ہو گی۔

مسئلہ استحقاق

ایم پی اے محمد وصی ظفر کی تحریک استحقاق پر غور و خوض کے لئے کمیٹی کی تشکیل

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ تو ہم یہ تحریک استحقاق Take up کر رہے تھے۔ جناب وصی ظفر کی' اور جناب لاء منسٹر نے اس پر فرمایا تھا کہ انہوں نے اس بارے میں کوئی انکوائری کرنی ہے۔ اور میں نے ان کو آج کے لئے کہا تھا کہ وہ آج اپنی طرف سے اس سلسلے میں حکومت کا نقطہ نظر پیش کریں۔ تو جناب لاء منسٹر۔

جناب وزیر قانون: اس سلسلہ میں اے ڈی سی (جی) لاہور کو رابطے کے لئے کہا گیا تھا' کل وہ جناب وصی ظفر کے پاس گئے تھے اور ان کو Personaly Contact کیا تھا۔ اس وقت وہ پرائم منسٹر صاحبہ کو Receive کرنے جا رہے تھے شائد ان کو دوبارہ ٹائم دیا گیا اور ان کے ساتھ تو رابطہ کر لیا ہے۔ کچھ دوسرے صاحبان سے بھی رابطہ ہوا ہے' لیکن ایک ایڈووکیٹ وصی ظفر کے ساتھ تھے' محمد اشرف صاحب' وہ بھی تشریف لے گئے تھے سیالکوٹ' ان کے ساتھ اے ڈی سی (جی) کا رابطہ نہیں ہو سکا' ایک پولیس اہلکار کی بھی پرائم منسٹر صاحبہ کے ساتھ ڈیوٹی لگی ہوئی تھی ان سے بھی رابطہ نہیں ہو سکا۔ اس وجہ سے ابھی تک رپورٹ نہیں ملی ہے۔

جناب سپیکر: جی جناب وصی ظفر صاحب

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا کہ مجھے انتہائی افسوس ہے کہ وزیر موصوف نے اس ایوان میں بالکل غلط بیانی سے کام لیا اور سفید جھوٹ بولا ہے' اے ڈی سی (جی) نے میرے سامنے فائنڈنگ کی ڈکٹیشن دے دی تھی میں یہ حلفاً بیان کرتا ہوں' اگر یہ ایسی بات کرتے ہیں

تو انہوں نے اے ڈی سی (جی) کو دباؤ ڈالا ہے۔ میں نے کس ایڈووکیٹ کا بیان نہیں کروانا ہے۔ اور اس نے میرے سامنے کہا تھا کہ پولیس کو مزید کسی بیان کی ضرورت نہیں ہے۔ جناب والا میں بتاتا ہوں کہ سوا دس بجے کے قریب اے ڈی سی (جی) اور مجسٹریٹ میرے گھر آئے ہیں انہوں نے مجھے کہا ہے کہ ہم یہ انکوائری Conduct کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں بالکل حاضر ہوں' لیکن میں انکوائری تب کرواؤں گا جب پولیس میرے آمنے سامنے بات کریں اور جو بیان لیتا ہے وہ میرے منہ پہ ہو' آپ کیوں دشنام طرازی کر رہے ہیں۔ جو یہ ایس ایس پی خود ملک وارث کے بیٹے کی شادی پہ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ اس نے میرے بارے میں اخبار میں خبر چھپوائی ہے ایڈیٹر نوائے وقت کے ساتھ مل کر' جس کی میں تحریک استحقاق الگ پیش کر رہا ہوں۔ انہوں نے اس میں فرسٹ کزن جو کہ ڈی آئی جی ہے کو بے جا ملوث کرنے کی کوشش کی ہے' اخباری خبر کے ذریعے' جو بیانوں میں بالکل نہ آئی' تین پولیس والوں نے میرے بیان دیئے اور میں نے ان کے سامنے بیان دیا۔ اے ڈی سی (جی) نے انکوائری کو Conclude کر دیا اس نے اپنے سٹینو کو Findings لکھوا دیں' شام تک یہ رپورٹ دی گئی کہ Findings ڈلیور کر دی گئی ہیں' جنہوں نے Findings ڈلیور کر دی ہیں اور پھر اس کو کچھ اور طرز سے گھما پھرا کر پھر انہوں نے کہا کہ جی ہم نے سب انسپکٹر کو Revert کرکے معطل کر دیا ہے۔ یہ کہاں تک اب اپنی جان چھڑائیں گے۔ ایس ایس پی نے آکر تمام کیبنٹ کو مس گائیڈ کیا' انہوں نے کہا جی کہ یہ نشے میں تھا' یہ فلاں تھا' کسی بھی بیان میں یہ بات نہ آئی اب یہ اس بات کا ٹرن دینا چاہتے ہیں' یہ آخر اس کو کس حد تک دیکھنا چاہتے ہیں آیا میں بھی اس ایوان میں یہی بیان دوں کہ میں بھی یہی کچھ کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب آپ کو ایسا بیان دینے کی ضرورت نہیں آپ تشریف رکھیں۔ جب آپ ایک بات ایوان پہ لائے ہیں تو اسے ایوان پہ چھوڑیئے۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا میں حلفاً بیان کرتا ہوں کہ یہ جو وزیر موصوف نے عرض کیا ہے بالکل سفید جھوٹ بولا ہے اور اس ایوان کو مس گائیڈ کیا ہے اور یہ تضحیک کرکے ہنستے ہیں' یہ خوش ہوتے ہیں کہ ایک مبصر ☆ ☆ ☆ ☆ اور میں وزیر موصوف پر یہ الزام لگاتا ہوں۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب یہ باتیں آپ اس انداز میں نہ بھی کریں تو بھی یہ بات چل سکتی ہے۔ ☆ ☆ ☆ ☆ اور میں جناب لاء منسٹر سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں اس تحریک استحقاق پہ آج اپنی طرف سے فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔

☆ ☆ بحکم جناب سپیکر کارروائی حذف کی گئی

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا اس ایوان میں پہلے میری زیادہ عزت تھی۔ اس ایوان نے مجھے بے عزت کیا اور کروایا ہے' اور خدا کی قسم میں خود کو ایم پی اے ہونے سے پہلے زیادہ معزز سمجھتا تھا اور زیادہ دلیر تھا' اب مجھے نہ صرف بزدل ہونا پڑا ہے بلکہ مجھ پر الٹا پابندیاں لگ گئی ہیں۔ جناب والا میری دو لفظوں کی بات ہے اور وزیر موصوف سے کہیں کہ تین پولیس والوں نے اور دو ایم پی ایز نے بیان دیئے ہیں وہ اس ایوان کے سامنے پیش کریں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جناب لاء منسٹر میں آج اس پر فیصلہ کرنا چاہتا ہوں اور آپ گورنمنٹ کا point of view پیش فرمائیں۔

جناب وزیر قانون: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ میری بھائی کے ساتھ چونکہ زیادتی ہوئی ہے اس وجہ سے وہ جذباتی ہو گئے ہیں۔ اس ایوان میں آنے سے پہلے ہم ایک دوسرے کو بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں اور میں ان کا بے حد احترام کرتا ہوں' ابھی میں اپنی سیٹ سے اٹھ کر اپوزیشن کی لابی میں گیا تھا کہ میں ان کے ساتھ مل کر' ان کے ساتھ بات کرکے ہم باہم مشورہ کرکے یہ مسئلہ نپٹائیں۔ میں وہاں گیا ہوں تو یہ تشریف فرما نہیں تھے۔ اس ایوان کی عزت اس ایوان کے معزز رکن کی عزت ہے۔ میں اس بات کو پھر دہراتا ہوں کہ ہم پہلے ایم پی اے ہیں پھر منسٹر ہیں یا وزیر اعلیٰ ہیں' ان کی عزت میری عزت ہے۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں وہاں لابی میں گیا ہوں' وہاں سکندر بوسن صاحب بیٹھے ہوئے تھے' امجد کھوسہ صاحب بیٹھے ہوئے تھے' یہ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ میں ان کو دیکھنے کے لئے گیا ہوں اور مجھے کوئی کام نہیں تھا' تاکہ میں یہ معاملہ جناب کی خدمت میں پیش ہونے سے پہلے میں ان سے یہ گزارش کروں کہ اس میں یہ کمی رہ گئی ہے اور آپ بتائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں' جس طرح میرا بھائی چاہئے اور جس طرح جناب والا چاہئیں فیصلہ کرنا چاہتے ہیں تو حکومت کو کوئی اعتراض نہیں ہے' ان کی عزت ہماری عزت ہے اور میں نے اب جناب والا کی خدمت میں عرض کر دیا ہے آپ جس طرح سے بھی فیصلہ فرمائیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

MR. SPEAKER: I hold the motion to he in order.

(داد تحسین)

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! اس کس لئے ایک پرولیج کمیٹی بنا دی جائے۔

MR. SPEAKER: I hold the motion to he in order

اس کس لئے پرولیج کمیٹی ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ میں اس کے لئے ایک سپیشل کمیٹی بنا کر یہ

معاملہ اس کے سپرد کرتا ہوں۔ وہ سپیشل کمیٹی مشتمل ہو گی۔ ایک ہمارے پاس ایک کمیٹی پہلے ایوان میں بنائی گئی ہے اس کی کاپی کسی کے پاس ہو گی۔

آوازیں: یہ کمیٹی علیحدہ بنا دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ علیحدہ بنا دی جائے ٹھیک ہے یہ علیحدہ بنا دیتے ہیں۔ اس میں جس Proportion سے سٹینڈنگ کمیٹیز بنی ہیں اسی Proportion میں یہ کمیٹی بنائے دیتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر Discretionary Powers ہیں۔ آپ نے کہا ہے کہ جس Proportion سے سٹینڈنگ کمیٹی بنی ہیں اسی کے مطابق اس کو بنا دیتے ہیں۔ میری صرف استدعا اتنی ہے کہ یہ ایک معزز رکن کا مسئلہ نہیں ہے یہ پورے ایوان کا مسئلہ ہے۔ اگر آپ اپنی Discretionary Powers کو بروئے کار لاتے ہوئے Proportion کی بات نہ کریں بلکہ Equivlant کر دیں۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ اس طرف سے ہمیں آج زیادہ فوقیت دی جائے۔ اگر یہ نہیں کر سکتے تو کمیٹی میں ممبران کا ایک جتنا ہونا چاہیئے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب والا! بے شک تمام تر ممبران میں سے پرولیج کمیٹی بنا دی جائے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر اس طرف سے بیٹھنے والے ممبران میں سے کمیٹی بنا دی جائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ بے شک اس طرف کے ممبران کی کمیٹی بنا دی جائے۔

(قطع کلامیاں)

چودھری اصغر علی گوجر: یہ ہم سب کا معاملہ ہے۔

(قطع کلامیاں)

سردار سکندر حیات خان: جناب والا! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب مجھے ایک منٹ دیجئے۔ آپ تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا میری اس میں تھوڑی سی رائے ہے۔ میں اس میں ایک دو نام تجویز کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ایک سلیمان تاثیر صاحب ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نام تجویز نہ کریں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ کمیٹی میں نے بنا دی ہے۔ یہ سپیشل کمیٹی ہو گی جو اس بات کی ہر طرح سے چھان بین کرے گی اور اس پر اپنا فیصلہ دے گی۔ یہ کمیٹی ان حضرات پر مشتمل ہو گی:

1- سردار عاشق حسین گوپانگ۔
2- چودھری محمد اقبال۔
3- راجہ محمد خالد خان۔
4- جناب محمد لطیف مغل
5- شیخ محمد اعجاز
6- ڈاکٹر خاور صاحب۔
7- جناب علی اکبر ونیس صاحب۔
8- جناب فضل حسین راہی۔
9- سید ناظم حسین شاہ
10- دیوان عاشق حسین بخاری

اور ان کے سربراہ جناب ڈپٹی سپیکر ہوں گے۔

جناب وصی محمد ظفر: جناب والا! ہم آپ کے کسی حکم کو چیلنج کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن اس تحریک استحقاق کے متعلق میں تھوڑا سا عرض کرنا چاہوں گا کہ وزیر موصوف نے اپنے بیان میں خود کہا ہے ________

آوازیں: یہ باتیں کمیٹی کے سامنے بیان کی جائیں۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب یہ کمیٹی آپ کی ایک ایک بات سنے گی۔ آپ کو اپنے ساتھ بٹھائے گی۔ جن کے خلاف بات ہو گی ان کی بھی بات سنے گی اس کے بعد فیصلہ دے گی۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! کل وزیر موصوف نے کہا تھا کہ ایک انکوائری ہو گی۔ اس کی رپورٹ انہوں نے دینی تھی۔ میرا موقف یہ ہے کہ وہ انکوائری ہو چکی ہے۔ اگر اس نے رپورٹ نہیں بھی دی تو میں کہوں گا چونکہ وہ معاملہ ایوان کے سامنے تھا۔ جو بیانات ادھر قلم بند ہوئے ہیں وہ یہ ایوان کے سامنے پیش کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب یہ معاملہ طے ہو چکا ہے۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ اس پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ اپنی Finding واپس لو۔ بیانات اس میں اور شامل کرو۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب یہ کمیٹی بڑی حائی پاورز کمیٹی ہوتی ہے۔ یہ کمیٹی کسی قسم کا بھی فیصلہ کرنے کی مجاز ہے۔ آپ فکر مت کیجئے بیانات تبدیل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک ایک چیز کی چھان بین کرنے کے لئے یہ کمیٹی بنائی گئی ہے۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! جو انکوائری میں اس نے Finding دے دی جس کو یہ کہہ رہے ہیں کہ Finding کو تبدیل کرو۔ اگر یہ اس کی Finding نہیں دیتے تو بیانات سے آگاہ تو کریں۔ اس میں پولیس نے اپنا موقف دے دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص جیسے پاگل ہو گیا ہو رات 12 بجے پیدل ناکے پہ آیا اس نے کہا یہاں سے ناکہ ہٹا لو۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب یہ معاملہ براہ مہربانی آپ ختم کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میری گزارش ہے کہ جب وزیر قانون نے اس فلور پر یہ بات تسلیم کی ہے کہ فاضل رکن کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے کمال انصاف کرتے ہوئے اس پرویلج موشن کو باضابطہ قرار دیا ہے۔ اس پر ہم آپ کے ممنون ہیں لیکن چونکہ یہ تحریک استحقاق ایک سپیشل کمیٹی کے حوالے کی جا چکی ہے۔ میری وزیر قانون سے یہ استدعا ہے کہ جتنے بھی زیادتی کے مرتکب متعلقہ افراد ہیں ان کو اس انکوائری کی تکمیل تک معطل کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات جناب وزیر قانون نے سن لی ہے۔ اب اس پر ایکشن لینا ان کا کام ہے۔ جو اس ایوان کا کام تھا۔ اور سپیکر کا کام تھا وہ ہم سرانجام دے چکے ہیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں آپ نے وقت کی حد مقرر نہیں کی۔

جناب سپیکر: آپ نے درست فرمایا۔ یہ بے حد ضروری بات ہے۔ میں اس وقت کی حد پندرہ روز

مقرر کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: نواب زادہ صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: تحریک استحقاق تو ہے۔ لیکن سپیکر صاحب نہیں ہیں۔ اس کو ملتوی فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

راجہ اشفاق سرور خان: سپیکر صاحب تو ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: یہ تو ڈپٹی سپیکر ہیں۔

راجہ اشفاق سرور خان: جناب والا! جب آپ اس کرسی پر بیٹھے ہیں تو آپ سپیکر ہیں۔ ڈپٹی سپیکر نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بجا فرماتے ہیں لیکن میرا خیال ہے ان کا فیصلہ پہلے جناب سپیکر سے ہو چکا ہے۔ تو انہوں نے وہی حوالہ دیا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: معزز مشیر کو مسئلے کی نوعیت کا علم نہیں ہے۔ وہ لاعلمی میں بات کر رہے ہیں۔ انہیں میری بات کو مان لینا چاہئے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحریک استحقاق نمبر13 مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی طرف سے ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور مخصوص معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آج مورخہ 18/12/88 کے روزنامہ "جنگ" لاہور کے صفحہ 7 کالم نمبر 6 میں پنجاب اسمبلی کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے اس میں اسمبلی کے ایک معزز رکن محمود الحسن ڈار کے یہ الفاظ شائع ہوئے ہیں:

"کہ میں ان کا ہمسایہ ہوں یہ اخلاقی جرم میں اندر گئے تھے"

معزز رکن جو میرے ہمسایہ ہونے کے دعویدار ہیں میں ان کو نہیں جانتا کہ وہ کہاں سے ہیں۔ میں آج

تک ان کے گھر کبھی نہیں گیا۔ ان کا یہ جملہ مجھ پر ناپاک جھوٹا حملہ اور بہتان عظیم ہے۔ جس سے میری توہین ہوئی ہے۔ اور میرا اور پورے ایوان کا اس بہتان سے استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ میرے آج تک کوئی اخلاقی مقدمہ قائم نہیں ہوا اور میں کبھی بھی کسی اخلاقی جرم میں جیل نہیں گیا۔ ریکارڈ اس کا شاہد ہے۔

میں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ میں کلمہ حق کا فریضہ ادا کرنے کے جرم میں بھٹو دور میں اکثر جیل جاتا رہا تھا۔ میں نے کبھی چوری' ڈاکہ' زنا' جیسا جرم نہیں کیا۔ میرا جرم صرف یہ تھا کہ میں نے بیگم نصرت بھٹو کے صدر فورڈ کے ساتھ ڈانس کرنے پر نکتہ چینی کی تھی جس جرم میں مجھے گرفتار کرکے بہاولپور جیل میں رکھا گیا۔ بجلی کے کنکشن کاٹ دیئے گئے جبکہ شدید گرمی جولائی اگست کے مہینے تھے۔ قرآن کریم جس کی میں ہر روز تلاوت کیا کرتا تھا چھین لیا گیا۔ مجھے ایک ماہ کے لئے بغیر کسی جرم کے بیڑیاں لگا دی گئیں۔ یہ سب کچھ اس جمہوری دور میں ہوتا رہا۔

لیکن ممبر مذکور نے کہا کہ مولانا اخلاقی جرم میں اندر گئے تھے۔ ان کے اس ناپاک حملے سے میرا اور پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میرا استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو ایوان میں بحث کے لئے منظور فرمایا جائے۔

جناب والا! میں اس پر کوئی لمبی چوڑی بات نہیں کرنا چاہتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی۔ Short Statement دیجئے گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میں صرف تین باتیں عرض کرتا ہوں۔ اس بڑے ایوان میں معزز ممبر نے مجھ پر یہ ناجائز حملہ کیا ہے۔ جبکہ میں جیل کا اور اپنے اس کیس کا ریکارڈ پیش کر سکتا ہوں کہ مجھے کس جرم میں اندر کیا گیا تھا۔

سردار سکندر حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں اپنے فاضل رکن سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ نمٹایا جا چکا ہے۔ الفاظ حذف ہو چکے ہیں۔ اس مسئلے کو مزید نہ بڑھایا جائے اور اس کو ختم کیا جائے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! میں عرض کروں گا کہ جو الفاظ حذف ہوئے ہیں' یہ اس سے پہلے روز کا واقعہ ہے۔ اس واقعے کی خبر "جنگ" اخبار میں آئی ہوئی ہے۔ میں نے اس خبر پر یہ تحریک استحقاق دی ہے۔ اس کے بعد دوبارہ یہاں الفاظ ادا کئے گئے ہیں اور حذف ہوئے ہیں۔ لیکن یہ الفاظ انہوں نے اس سے پہلے میری تحریک پر کہے تھے جو "جنگ" اخبار میں آیا ہے۔ میں اس سلسلے میں

صرف تین باتیں عرض کرتا ہوں۔ یا تو معزز رکن یہ ثابت کریں کہ میں واقعی اخلاقی جرم میں گیا تھا ---

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آڈر۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے' جیسا کہ فاضل دوست نے پہلے کہا ہے' جو کارروائی حذف ہو جائے' اس پر تحریک نہیں آ سکتی۔ اگر اخبار میں آیا ہے تو پھر وہ 8-12 کا وقوعہ تھا۔ میں کہوں گا کہ ان کی بڑی Self-Explanatory تھی۔ Short Statement تو بڑی مختصر ہوتی ہے۔ اس کے بعد جناب کو یہ فیصلہ دینا ہے کہ یہ باضابطہ ہے۔ یا بے ضابطہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی چنیوٹی صاحب۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میں نے تو ابھی Short Statement دی ہی نہیں۔ وہ مجھے شارٹ سٹیٹ منٹ دینے تو دیں۔ اس کے بعد جناب جو حکم فرمائیں گے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تو یہ فرق سمجھ لیں کہ انہوں نے دوسرے روز یہ لفظ دہرائے تھے۔ دوسرے روز وہ لفظ واپس ہوئے تھے۔ پہلے روز انہوں نے جو لفظ کہے تھے' وہ واپس نہیں ہوئے۔ نہ حذف ہوئے ہیں اور وہ اخبار میں آ چکے ہیں۔ تو اس پر میں نے تحریک استحقاق دی ہے۔ یہ خلط ملط کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب' آپ Short Statement دیجئے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میں تین باتیں عرض کرتا ہوں۔ یا تو یہ اس بات کا ثبوت دیں کہ واقعی میں اخلاقی جرم میں گیا تھا۔ پھر اس کی جو سزا ہے' وہ میں بھگتوں گا۔ یا جس طرح میں نے ایوان میں یہ موقف باآواز حلف اٹھائی ہے کہ میں نے آج تک ایسا کوئی جرم نہیں کیا یہ بھی موقف باآواز حلف اٹھا دیں کہ میں نے یہ اخلاقی جرم کیا تھا اور اخلاقی جرم میں اندر گیا تھا۔ تو بھی میں مجرم۔ اگر یہ دونوں باتوں میں سے کوئی ایک بات نہ کر سکیں تو انہوں نے مجھ پر ایک بہتان اور عظیم تہمت لگائی ہے جس کی شرعی سزا 80 درے ہیں۔ تو وہ 80 دروں کے لئے تیار رہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سید ذاکر حسین صاحب۔

سید ذاکر حسین: جناب والا! مولانا منظور احمد چنیوٹی نے جس بہتان کے حوالے سے تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ اس ایوان میں مولانا منظور احمد چنیوٹی کئی دفعہ بہتان اور الزام تراشیاں خود بھی کر چکے ہیں۔ لہذا جو خود بہتان لگانے والا ہے وہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ اس پر بہتان لگایا گیا ہے۔ جناب والا ویسے ہی کھڑے ہو گئے ہیں ان کو میرے پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر کھڑے ہو

سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے شاہ صاحب کو فلور دیا ہوا ہے ان کی بات کا فیصلہ کرنا چیئر کا کام ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید ذاکر حسین: جناب والا! منظور احمد چنیوٹی صاحب کئی دفعہ بہتان لگا چکے ہیں۔ اخبار میں یہ جو خبر چھپی ہے کہ واقعی یہ بات فاضل رکن نے کہی بھی ہے یا نہیں۔ اس کا جناب چنیوٹی صاحب نے کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔ لہٰذا یہ تحریک استحقاق قابل Admit نہیں ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میں چیلنج کرتا ہوں کہ ـــــــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں نے وزیر قانون سے اس مسئلہ پر اظہار خیال کرنے کے لئے کہا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ سب حضرات دو منٹ کے لئے تشریف رکھیں ـــــــــــ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون: جناب والا! مسئلہ یہ ہے کہ میں نے اس ضمن میں مولانا صاحب کی خدمت میں عرض کی تھی کہ آئین کے آرٹیکل 66 ریڈ ود 127 کے تحت کسی معزز رکن کو اس ہاؤس میں جو تقریر کرنے کی آزادی ہے اس سے کسی بھی معزز رکن کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا اس لئے میں مولانا صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ اپنی اس تحریک پر زور نہ دیں۔ جہاں تک اخبار میں غلط رپورٹنگ کی بات ہے اس بارے میں اس اخبار سے درستگی بھی کرائی جا سکتی ہے۔ اگر مولانا صاحب یہ درستگی چاہتے ہیں تو یہ ہو سکتی ہے۔ اس لئے اس کو تحریک استحقاق کی کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے یا واپس لے لی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نواب زادہ صاحب اور راہی صاحب آپ ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں وزیر قانون صاحب نے کہ یہ تحریک استحقاق Rules & Regulation کے تحت (Admissable) نہیں ہے۔ مولانا صاحب سے یہ عرض کی ہے کہ اس کو واپس لے لیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! میں اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ اگر یہ خبر اخبار میں نہ آتی پھر یہیں بات ختم ہو جاتی ہے تو میرا استحقاق جیسے وزیر قانون صاحب نے فرمایا لیکن اخبار میں آنے کے بعد یہاں کی بات اخبار میں آ چکی ہے میں نے اخبار کا حوالہ دیا ہے۔ اخبار میں آنے سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ آپ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب مولانا صاحب جیسا وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے۔ قانون کا حوالہ دیتے ہوئے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اخبار میں آپ کی بات آنے سے آپ کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ تو پھر آپ نئی تحریک استحقاق پیش کر دیں۔ اس کو Dispose off کر دیا ہے۔ میاں منظور احمد موہل صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔ ایوان کی کارروائی بڑی خوبصورت چل رہی ہے۔ آپ اس کو خراب نہ کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! آپ اس طرف کے ممبران سے دب جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب میں کسی سے نہیں دبتا۔ آپ یہ الفاظ غلط استعمال کر رہے ہیں۔ چیئر پر کسی کا پریشر نہیں ہے میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ اپنے الفاظ ایوان میں مت دھرائیں۔ آپ سب صاحبان تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: مولانا صاحب نے جو الفاظ خاص طور پر چیئر کے بارے میں کہے وہ ان کو نہیں کرنے چاہئے تھے۔ الفاظ یہ ہیں کہ سپیکر صاحب ان سے دب جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں تمام ایوان سے عرض کرتا ہوں کہ یہ الفاظ جو دھرائے گئے ہیں اور اسی کا یہ افسوس ناک پہلو ہے کہ جو روایات ہیں وہ پامال ہو رہی ہیں۔ مولانا صاحب نے بھی یہی بات کہی تھی ان کو بھی یہ کہا تھا میری آپ سے بھی یہ گزارش ہے کہ جب آپ روایات کو Observe کرنا چاہتے ہیں۔ اپنی روایات کو قائم رکھتے ہوئے ایسی باتیں ختم کی جائیں۔ اور کارروائی کو جاری رہنے دیجئے۔ میاں منظور احمد موہل۔ شاہ صاحب آپ تشریف رکھئے۔ میں نے میاں منظور احمد موہل کو فلور دیا ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ پاکستان ٹائمز لاہور نے آج مورخہ 19 دسمبر 1988ء کو صفحہ 3 کالم 1 پر ایک خبر شائع کی ہے اور اس میں یہ ظاہر کیا ہے کہ منظور احمد موہل نے نکتہ اعتراض اٹھایا کہ Ordinances ایوان میں 3 یوم پہلے سے نوٹس دیئے بغیر Move نہ کئے جا سکتے ہیں۔ جس پر جناب سپیکر نے نکتہ اعتراض مسترد کر دیا اور وزیر کو اجازت دے دی کہ Ordinances کو ایوان کی میز پر رکھے۔ حالانکہ جناب والا نے نکتہ اعتراض کو مسترد نہ کیا تھا۔ اس اعتراض کو جائز قرار دیتے ہوئے یہ

مسئلہ Pending رکھ دیا تھا۔ کہ اس پر فیصلہ بعد میں دیں گے۔ البتہ وزیر کو اجازت دے دی تھی کہ Ordinances ایوان کی میز پر رکھے۔

اس غلط خبر کی اشاعت سے نہ صرف میرا بلکہ معزز اراکین اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس پر بحث فرمائی جائے۔

جناب والا! میری Short Statement یہ ہے کہ اس روز جب Ordinances ٹیبل پر رکھے جانے تھے میں نے یہ نکتہ اعتراض اٹھایا تھا سپیکر صاحب نے فیصلہ نہیں فرمایا تھا بلکہ اس کو Pending رکھا تھا بعد میں اس پر بات کریں گے۔ ان کو اجازت دے دی تھی ان کی اس خبر سے یہ ایک تاثر پیدا ہوا ہے۔ نکتہ اعتراض Dispose of کر دیا گیا میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اور میں یہ گذارش کروں گا کہ اس کا طریقہ کار یہ ہو گا میں اس کو نہ تو پریولج میں لے جانا چاہتا ہوں۔ وہ اپنے اخبار کے صفحہ پہلے پر معذرت شائع کریں۔ وہ اس خبر کو سمجھ نہیں سکے تھے اس طرح یہ مسئلہ Dispose of ہو جائے گا۔

جناب علی ہارون شاہ : جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ایوان کے Decourm کنسوڈین ہیں۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ہاؤس میں اس قدر مداخلت ہوتی ہے کہ ہم جو پیچھے بیٹھتے ہیں میاں منظور احمد صاحب جب بات کر رہے تھے ہمیں اس کی یہاں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا عرض کر رہے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ہم بحث میں حصہ نہیں لے سکتے۔ کہ ہمیں یہ پتہ نہیں چلتا کہ کیا گفتگو ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ آپ نے بجا فرمایا۔ میں دوبارہ عرض کروں گا کہ سارے دوست خاموشی سے کارروائی سنیں۔

میاں صاحب! آپ کی جو پریولج موشن ہے اس میں کوئی شک نہیں آپ نے بجا فرمایا لیکن میرا خیال ہے جہاں تک رپورٹنگ کا تعلق ہوتا ہے یہ عموماً بعض اوقات سہواً ایسی باتیں آ جاتی ہی تو اس سلسلے میں آپ کی ہر بات کو نوٹ کرتے ہیں اور میرا خیال ہے اس پر یہ بیٹھ کر بات کر لیں گے۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! اس بارے میں وہ وضاحت کر دیں۔ بس کافی ہے۔ کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی بالکل بجا ہے۔ پریس والوں سے ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ اس بات کی وضاحت کر دیں گے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! ٹھیک ہے۔ میں اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اس کی وضاحت آ جائے گی۔ جی خواجہ صاحب!

خواجہ محمد یوسف: جناب والا! ہم نام کی وجہ سے یا Alphabetically جس طرح سیٹیں ایک دفعہ کر دی گئی ہیں کیا یہ ہمیشہ اسی طرح رہیں گی یا First come first ہے ادھر آ کر آگے کوئی اور بھی بیٹھ سکتا ہے۔ اس لئے پچھلی سیٹوں پر ہمیں کافی نقصان ہے۔ کہ آگے والے بار بار اٹھتے رہتے ہیں۔ پیچھے والوں کا اگر کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے تو وہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ نہ ان کے پیچھے آنکھیں ہیں کہ وہ دیکھیں کہ اور بھی کوئی کھڑا ہے۔ اس لئے گزارش ہے کہ یہ سیٹوں کا کوئی بندوبست Weekly ، Monthly یا جیسے بھی آپ مناسب سمجھیں تبدیل ہوتا رہنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! اس پر یہ ہوتا ہے کہ یہ ویسے تو حروف تہجی کے حساب سے سیٹیں الاٹ ہوئی ہیں لیکن یہ سپیکر صاحب کی صوابدید پر بھی ہے کہ وہ بعض اوقات اسے تبدیل بھی کر سکتے ہیں کسی ممبر کی گزارش پر تو جہاں تک یہ دیکھنے کا تعلق ہے یہاں تو ہمیشہ یہی عرض کیا جاتا ہے کہ تمام دوست ایک دوسرے کا خیال رکھیں اور کارروائی کو Smoothly چلنے دیں۔ سنیں بھی اور سمجھیں بھی۔ تو میرا خیال ہے Passage of time یہ ٹھیک ہو جائے گا۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری ایک پریولیج موشن نمبر 11 تھی۔ آپ نے وہ Pending کی تھی۔ آپ نے اسے آج Take up نہیں کیا۔ بلکہ آپ نے آج پریولیج موشنز لئے ہیں جو نمبر 13 یا 14 ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ نمبر 11 کے متعلق بھی کچھ بتا دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! یہ آپ کے کہنے پر Pending کی گئی تھی اور غالباً" آپ نے یہ کہا تھا کہ وزیر موصوف متعلقہ سے آپ بات کر لیں گی۔ تو ان سے آپ کی بات نہیں ہوئی؟

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: جناب والا! ان سے مکمل بات تو نہیں ہوئی لیکن انہوں نے بھی اسے ابھی 27 تاریخ کے لئے Pending رکھی ہے۔ میرا خیال ہے کہ خود ہی بات کر لیں تو اچھا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ ان سے بات طے کر لیجئے۔ 27 تاریخ انہوں نے آپ کو دی ہے تو کل آپ ان سے بات کر لیں۔ اگر آپ سمجھتی ہیں کہ ان سے بات کرنے سے مسئلہ حل ہو جائے گا تو آپ ان سے بات کر لیں۔ تو اسے Pending رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: ٹھیک ہے جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب کافی وقت ہو گیا ہے۔ اب تحاریک التواء لیتے ہیں۔

میاں محمود الرشید: جناب والا! میری تحریک استحقاق تھی۔ اس کا وقت گزر جائے گا۔ میں نے پرسوں بھی کہا تھا۔ اس وقت وزیر قانون نے گزارش کی تھی کہ رات بارہ بجے سے پہلے بلوں کو پاس کرنا ہے۔ تو آپ پرسوں کے لئے اسے Pending رکھیں۔ میری تحریک استحقاق نمبر 16 ہے اور مجھے اسے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! ابھی تو یہ نمبر 14 چل رہی ہے اس کے بعد اور بھی ہیں۔

میاں محمود الرشید: جناب والا! نمبر 15 بھی چل چکی ہے۔

تحریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا ذاتی خیال ہے اور ایسے ہی میں نے پوچھا کہ کافی وقت ہو گیا ہے تو اب تحاریک التوائے کار کو شروع کر لیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ ابھی کافی اہم کارروائی بقایا ہے۔

میاں محمود الرشید: جناب والا! پھر کل آپ اسے پیش کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں کل کر لیں گے۔ تحریک التوا نمبر 8۔ سید ذاکر حسین شاہ۔

طلباء کا رائیونڈ روڈ کے ایک دکاندار کو اغوا کرنے کی کوشش

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ طلباء کے ایک گروپ نے 7 دسمبر 1988ء کو رائیونڈ روڈ کے ایک معزز اور پرامن دکاندار طاہر حسین کو اغوا کرنے کی کوشش کی جس سے مقامی آبادی اور ان کے درمیان ہنگامہ آرائی ہوئی۔ اس واقعہ سے شہریوں میں عدم تحفظ کا زبردست احساس اور انتہائی اضطراب پایا جاتا ہے۔ انتظامیہ نے نااہلی کا ثبوت دیا۔ انتظامیہ کی بجائے دیہاتیوں نے متذکرہ دکاندار کی جان چھڑائی۔ اس مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب۔ لاء منسٹر صاحب کیا فرماتے ہیں؟

وزیر قانون: (سردار نصراللہ خان دریشک) : جناب والا۔ اس کی جو Latest Position ہے وہ یہ ہے کہ فریقین میں صلح ہو چکی ہے اور پہلے کراس Cases رجسٹر ہوئے تھے۔ ایک طالب علم نے ایک بس کو روکا۔ وہ نہ رکی۔ وہ دوسری بس میں بیٹھ کر طلباء نے اس بس کا تعاقب کیا اور وہاں جا کر ڈرائیور کو دھمکیاں وغیرہ دیں۔ دوسرے دن طلباء نے اکٹھے ہو کر وہاں پر فائرنگ کی اور بس والوں کے ساتھ بدمزگی کی۔ دونوں اطراف سے Cases وغیرہ رجسٹر ہوئے۔ انتظامیہ نے صلح کرائی پھر جھگڑا ہو گیا۔ اس کے بعد دوبارہ ایک علاقہ کے معززین' کالج کی انتظامیہ' طلباء' بس کے مالکان' اسسٹنٹ کمشنر' صدر 12 تاریخ کو ان کی آپس میں میٹنگ ہوئی۔ اس کے نتیجہ میں ان سارے فریقین میں صلح ہو چکی ہے۔ 13/12/88 سے کالج بھی کھل چکا ہے۔ اب اس میں کوئی کسی قسم کی Prohlem والی بات نہیں ہوئی ہے۔ اس وجہ سے میں اپنے معزز بھائی کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ اس تحریک پر زور نہ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شاہ صاحب۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! جہاں تک وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ فریقین کے درمیان صلح ہو چکی ہے لیکن یہ جو اغوا کا Offence ہے۔ یہ Non-cognizable offence ہے اور ناقابل راضی نامہ ہے اور دوسرے جناب والا۔ اس میں پوری دو آبادیاں اور پورا علاقہ ملوث ہوا ہے۔ یہ جھگڑا پہلے تو دو فریقین کے درمیان ہوا اور بعد میں وہ وہاں کی مقامی آبادیوں میں جھگڑا بڑھ گیا اور انتظامیہ تماشائی بنی رہی اور وہ امن عامہ کی صورت حال کو قائم رکھنے میں ناکام رہی وہ شخص جو اغوا ہو رہا تھا اگر وہاں کی دیہاتی آبادی اسے نہ بچاتی تو پتہ نہیں کہ اس کے ساتھ کیا کچھ ہو جاتا اس لئے وہاں کی انتظامیہ امن و امان کی صورت حال کو قائم نہ رکھ سکی اس لئے معاملہ پورے مفاد عامہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر فریقین نے صلح کر لی بھی ہو تو پھر بھی چونکہ اس میں انتظامیہ کی نااہلی کا ثبوت پایا جاتا ہے اور امن عامہ کو قائم رکھنے میں ان کی ناکامی ظاہر ہوتی ہے۔ اس لئے اس مسئلے پر بحث کی جائے تاکہ آئے دن جو اس قسم کے واقعات جن میں انتظامیہ کی نااہلی کا ثبوت پایا جاتا ہے اور جس کی وجہ سے عام شہریوں میں عدم کا احساس تحفظ پایا جاتا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو بحث کے لئے منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب۔ جیسا کہ وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ یہ مسئلہ تو ختم ہو چکا اور ان

کی آپس میں صلح ہو چکی ہے اور اس میں صوبائی حکومت کی کوئی Involvement بھی نہیں ہے۔ یہ ایک انفرادی مسئلہ تھا اور اس میں ان کی بات ہوئی اور صلح ہو گئی تو اس میں صوبائی حکومت اور انتظامیہ کے ملوث ہونے کی صورت نہیں ملتی کہ پہلے وہ کیس ہوا اور پھر صلح ہو گئی۔ تو جب فریقین میں صلح ہو جائے تو اس میں کوئی ایسی بات باقی نہیں رہ گئی۔ کہ جس پر اس ایوان میں بحث کی جائے تو میری ذاتی رائے ہے کہ اس مسئلہ کو اب ختم کرنا چاہئے کیونکہ یہ مسئلہ خود بخود ختم ہو چکا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا۔ میری وزیر قانون اور آپ کی اس یقین دھانی پر اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب غلام سرور خان

ہائی سکولوں میں ہیڈماسٹر کی تعیناتی

جناب غلام سرور خان: جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ انتخاب میں جتنے بھی مڈل سکول up grade ہوئے ہیں ان سکولوں میں ابھی تک ہیڈ ماسٹروں کی تعیناتی نہ ہو سکی ہے۔ جس کی وجہ سے سکولوں سے مطلوبہ مقاصد حاصل نہ کئے جا سکے ہیں۔ لہٰذا اس مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب محمد ریاض فتیانہ (ایڈوائزر): جناب والا۔ جناب فاضل ممبر کے انتخاب میں جتنے بھی مڈل سکول up grade ہوئے ہیں انہوں نے ان میں ہیڈماسٹروں کی تعیناتی کی طرف توجہ دلائی ہے ـــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: فتیانہ صاحب آپ کس پوائنٹ پر بول رہے ہیں۔

جناب محمد ریاض فتیانہ: جناب والا۔ میں ان کی تحریک التوائے کار پر بول رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ وزیر قانون کے Behalf پر بول رہے ہیں۔

جناب محمد ریاض فتیانہ: میں وزیر تعلیم کے Behalf پر بول رہا ہوں۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ جب وزیر تعلیم صاحب اس

ایوان میں تشریف فرما ہیں تو میری تحریک کا جواب وہ دیں۔

جناب محمد ریاض فتیانہ: اس میں کوئی فاضل رکن ان کے Behalf پر جواب دے سکتا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ کیونکہ فاضل ممبر ایک ایڈوائزر ہیں اور ابھی ان کو کوئی محکمہ بھی تفویض نہیں ہوا اس لئے وزیر تعلیم کی موجودگی میں ان کا جواب غیر متعلقہ ہو گا اور قواعد اور ضوابط کے خلاف ہو گا۔ اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ وزیر متعلقہ اس ایوان میں موجود ہیں اور فاضل ممبر کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے وہ ان کے Behalf پر نہیں بول سکتے۔

جناب محمد ریاض فتیانہ: جناب والا میں وزیر تعلیم کے Behalf پر بول سکتا ہوں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: اس کا مطلب ہے کہ وزیر تعلیم کے Behalf پر میں بھی بول سکتا ہوں۔ اگر کوئی ممبر بول سکتا ہے تو جناب والا میں چاہوں گا کہ وزیر تعلیم کے Behalf پر میں بولوں۔

جناب ریاض فتیانہ: جناب سپیکر۔ قواعد و ضوابط کے مطابق میں بھی جواب دے سکتا ہوں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: نہیں۔ جناب سپیکر کا جواب تو آ لینے دیں۔ ایڈوائزر صاحب کچھ سیکھنے کی کوشش کریں۔

جناب محمد ریاض فتیانہ: اس میں ــــــــ

نواب زادہ غضنفر علی گل: آپ نہیں بول سکتے۔ جب تک سپیکر صاحب رولنگ نہیں دیں گے۔ اور میں کرسی سے جواب مانگ رہا ہوں۔ ابھی تو آپ کو کوئی محکمہ بھی نہیں ملا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فتیانہ صاحب۔ میں نواب زادہ صاحب کے اس پوائنٹ آف آرڈر کو درست تسلیم کرتا ہوں۔ وزیر متعلقہ یا پارلیمانی سیکرٹری صاحب بات کر سکتے ہیں Rules میں کہیں پر ایڈوائزر کا ذکر نہیں کیا گیا اس لئے میں وزیر تعلیم سے یہ عرض کروں گا کہ کیا وہ اس پر بات کرنا پسند کریں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر۔ یہ بات عیاں ہو گئی ہے کہ ہم قانون جانتے ہیں مگر ان لوگوں کو ابھی قانون کا پتہ نہیں ہے اور ایڈوائزر کا بطور خاص Refresher Course کرایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نواب زادہ صاحب تشریف رکھئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا وزیر قانون صاحب کچھ فرمانا پسند کریں گے۔

سردار سکندر حیات خان: جناب والا۔ ایڈوائزر کا تو کوئی کام نہیں ہے۔ ان کو جھنڈے مل گئے ہیں لہذا یہ مزے لیں۔ اور یہ اسی میں خوش رہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر۔ جس دن پرائیویٹ ممبرڈے تھا اور جناب قیانہ صاحب نے ہی وہ Resolution پیش کیا تھا اس روز میں نے اس لئے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا یہ پرائیویٹ ممبر ہیں یا یہ وزراء یا پارلیمانی سیکرٹریز کی لسٹ میں آتے ہیں تو جناب والا یہاں پر یہ فیصلہ ہوا ہے کہ یہ پرائیویٹ ممبر ہیں تو جو پرائیویٹ ممبر ہو گا وہ منسٹر کی طرف سے جواب نہیں دے سکے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ شکریہ میاں صاحب۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا۔ یہ کسی زمرے میں بھی نہیں ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا۔ یہ کسی کھاتے میں بھی نہیں ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا۔ ویسے تو یہ معاملہ Public Importance کا نہیں ہے۔ یہ ایڈمنسٹریٹو معاملہ ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا۔ اپنے وزیر تعلیم صاحب کو فرمائیں کہ وہ ذرا اونچا بولیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وہ اب اونچا بولیں گے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کی بات سمجھ میں نہیں آتی۔

وزیر قانون: جناب والا۔ میں اپنے فاضل بھائی کو اطلاع کے لئے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے حلقہ انتخاب میں چار سکول تھے جو up grade ہوئے اور ان چاروں سکولوں میں ہیڈماسٹروں کی تعیناتی کر دی گئی۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر پھر یہ ہے اور میں رول 72 کا ریفرنس دوں گا اس میں جناب والا آپ دیکھ لیں کہ:

72- A speech during the debate on a motion for adjournment shall not exceed ten minutes in duration:
Provided that the mover, and the Minister or (Parliamentary Secretary) concerned, may speak for twenty minutes each.

یعنی متعلقہ وزیر ہی بات کر سکتا ہے۔ اور غیر متعلقہ وزیر نہیں کر سکتا اس بارے میں آپ رول 72 دیکھ لیں چونکہ لفظ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب۔ کیا آپ نے 72 کا ذکر کیا ہے؟

میاں منظور احمد موہل: جی جناب والا یہ رول 72 ہے اور اس کے آخر میں ہے

Provided that the mover, and the Minister or (Parliamentary Secretary) concerned, may speak for twenty minutes each.

پارلیمانی سیکرٹری بھی یا متعلقہ وزیر جو ہوں گے وہ اسی محکمہ کے ہوں گے اور وہی جواب دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ Introductory ہے اور اس کا Chapter - One ہے اس میں یہ لکھا کہ :

(l) "Minister" includes a Chief Minister:

(m) "Mover" means the 'mover of a bill, a resolution, a motion or an amendment of a Bill, a resolution or a motion and in the case of a Government Bill, resolution, motion or amendment any Minister or (Parliamentary Secretary) acting on behalf of Government:

آپ نے کون سا بتایا ہے؟

میاں منظور احمد موہل: میں نے تحریک التواء کا جو باب نمبر10 ہے وہ بتایا ہے اس کا انگلش کا صفحہ 30 ہے۔ آپ اس میں رول 72 کو دیکھیں ____

...Provided that the mover, and the Minister or Parliamentary Secretary concerned, may speak for 20 minutes.

کیونکہ پارلیمانی سیکرٹری بعد میں بنے تھے یہ Amendment ہوئی تھی۔

بریکٹ ہے (Concerned) لفظ ہے and the concerned Minister

نواب زادہ غضنفر علی گل: یہ بہت ضروری ہے اور اتنا Involved concern show کرنا میں نہیں سمجھتا یہ Unconcerned ہے اور یہ تحریک کے حق میں نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ایجوکیشن منسٹر صاحب اس پر کچھ فرمائیں گے؟

وزیر قانون (سردار نصراللہ خان دریشک) : جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اس سلسلہ میں تحاریک التوائے کار کے لئے جناب وزیر تعلیم نے کل سے مجھے فرمایا ہوا تھا کہ میں نے ریاض فتیانہ صاحب کو بھی کہا ہے اور آپ بھی موجود ہوں گے تو میرے جو تحاریک التوائے کار ہیں وہ آپ نے Take up

کرنے ہیں تو As a Law Minister اس پر کوئی بار نہیں ہے۔ یہ ہمیشہ ہوتا رہا ہے اور اگر یہ لابی میں بیٹھے ہوتے تو اس کا اعتراض نہیں تھا۔ اگر یہ صرف جناب وزیر تعلیم ہی سے جواب لینا چاہتے ہیں تو جناب والا اس تحریک التواء کو آپ کل تک Pending فرما دیجئے۔ جناب وزیر تعلیم کل ان کو اس بارے میں جواب دیں گے ــــــ

نواب زادہ غضنفر علی گل: یہ ٹھیک ہے یا وزیر تعلیم کو ہاؤس سے باہر بھیج دیں اور آپ جواب دے دیں ــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: نواب زادہ صاحب تشریف رکھیں۔ پھر اس کو پینڈنگ کر دیں؟

نواب زادہ غضنفر علی گل: جی پینڈنگ کر دیں۔ اس پنجاب کی قسمت آپ کے ہاتھ میں ہے۔

جناب فضل حسین راہی: اور بدقسمتی ہے ــــــ (قہقہے)

آوازیں: بدقسمتی آپ کے ہاتھ میں ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا اس پنجاب کی قسمت اور تقدیر وزراء کے ہاتھ میں ہے اور یہ پنجاب کی بدقسمتی ہے۔ یہ ان کے پنجاب کی بدقسمتی نہیں ہے جو سرمایہ دار کے محلوں کا پنجاب ہے یہ میرے پنجاب کی بدقسمتی ہے ــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ بجا فرماتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں ــــــ

نواب زادہ غضنفر علی گل: اور پھر وزیر ایسے مل گئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم ہیں۔ مجھے یہ نہیں پتا کہ وہ کس کس چیز سے محروم ہیں اور اس قوم کا کیا بنے گا ــــــ

چودھری اصغر علی گوجر: جناب سپیکر یہ ہمارے پاکستان کی بدبختی ہے کہ اس کی قیادت ان کے ہاتھ میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری آپ سے درخواست ہے کہ اس بحث میں مت پڑیئے۔ جی ڈاکٹر صاحب آپ کچھ فرمائیں گے؟

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: میں نواب زادہ صاحب کے الفاظ پر احتجاج کرتا ہوں کہ انہوں نے جو منسٹرز کے بارے میں الفاظ استعمال کئے ہیں یہ بڑے غلط استعمال کئے ہیں اور انہوں نے یہ جو فرمایا ہے

کہ پنجاب کی قسمت ایسے وزراء کے ہاتھ میں ہے جو بدقسمتی سے اس کے اہل نہیں ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: میں نے بدقسمتی کے الفاظ ان کے لئے استعمال نہیں کئے۔ میں نے بدقسمتی کے الفاظ پنجاب کے لئے استعمال کئے ہیں اگر ان کے لئے میں نے بدقسمتی کے الفاظ استعمال کئے ہیں تو میں واپس لیتا ہوں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: چلئے مجھے نواب زادہ صاحب پر پورا اعتماد ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے لئے نہیں، حکومت پنجاب کے لئے نہیں، غریب عوام کے پنجاب کے لئے کہا ہے اور میں نے حاشا و کلا ڈاکٹر صاحب کو بدقسمت نہیں کہا وہ تو خوش قسمت ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نواب زادہ آپ تشریف رکھیں۔

حاجی غلام صابر انصاری: غریبوں کے حق میں بولنے والے یہ نواب کیسے ہو سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: انصاری صاحب ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: انصاری مجھ سے زیادہ اپنے آپ کو اہل سمجھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نواب زادہ صاحب پلیز آپ بیٹھ جائیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: نواب زادہ صاحب آپ بھی اپنے آپ کو کسی سے کم نہیں سمجھتے ـــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ڈاکٹر صاحب آپ چیئر کو ایڈریس کیجئے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جتنا آپ اپنے آپ کو ہر چیز کا اہل سمجھتے ہیں میرا خیال ہے کہ اس سارے ایوان میں کوئی بھی اپنے آپ کو اتنا اہل نہیں سمجھتا۔ جس طرح ہر ضروری یا غیر ضروری، اہم یا غیر اہم ہر معاملے میں آپ مداخلت کرتے ہیں اور کھڑے ہو کر بولتے ہیں اور اس ہاؤس کا وقت ضائع کرتے ہیں تو اس طرح کوئی بھی نہیں کرتا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: میں اس لئے بولتا ہوں کہ میں جانتا ہوں اور یہ ثابت ہوا ہے کہ ایڈوائزر صاحب نہیں جانتے جو میں جانتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نواب زادہ صاحب آپ بیٹھیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: مجھے اجازت دیجئے۔ نواب زادہ صاحب Mr. Know all بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: نواب زادہ صاحب آپ بیٹھیں گے؟ ڈاکٹر صاحب کچھ فرما رہے تھے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: دیکھئے اگر میں بات قطع کروں گا تو انہیں ناگوار گزرے گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھے ان کے الفاظ واپس لینے پر پورا اعتماد ہے اور میں اس پر insist نہیں کرتا اور نہ میں اس پر بحث کرتا ہوں لیکن سوال یہ ہے کہ آپ مقابلہ کر لیجئے کہ وہ وزراء جو پنجاب کی کابینہ میں شامل ہیں اور وہ وزراء جو مرکز میں لئے گئے ہیں ان میں سے کتنے ان پڑھ ہیں کتنے اہل ہیں اور وہ اس کی کتنی صلاحیت رکھتے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: نواب زادہ صاحب ایک منٹ آپ تشریف تو رکھیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کے وزراء سے ہمارے وزراء زیادہ اہل ہیں۔ زیادہ صلاحیت رکھتے ہیں کہ وہ وزراء بنیں اور وہ اس قابل ہیں کہ وزراء بن سکیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: وہ آپ کے وزراء نہیں وزیر اعلیٰ کے وزراء ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: میری گزارش یہ ہے کہ نواب زادہ صاحب کی بات کا برا منانا تو کوئی بات نہیں۔ نوابوں کی عادات تو سب جانتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر آپ اپنے دوست غضنفر علی گل کو سمجھا دیں کہ وزیر' وزیر ہوتے ہیں' بندے بندے ہوتے ہیں۔ یہ جھگڑا کیوں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

ایک معزز ممبر: جناب سپیکر! میں ایک گزارش کروں گا کہ ہم لوگ پنجاب کے لئے منتخب ہو کر آئے ہیں۔ اور جب بھی ہم پنجاب کی بات کرتے ہیں تو اس وقت مرکز کا جواب دیا جاتا ہے۔ آپ ہمارے ساتھ پنجاب کی بات کریں۔ یہ کیا طریقہ ہے کہ جب بھی ہم پنجاب کی بات کرتے ہیں تو اس کا

جواب مرکز کے ساتھ دیا جاتا ہے۔

چودھری اصغر علی گوجر: اس لئے کہ ہم مرکز سے بھی متعلقہ ہیں۔

ایک معزز ممبر: آپ کا مرکز سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ تشریف رکھیں۔ چودھری صاحب آپ بیٹھیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر کی اجازت سے ایک شعر پڑھنا چاہتا ہوں:

جب بھی آتا ہے میرا نام تیرے نام کے ساتھ
جانے کیوں لوگ میرے نام سے جل جاتے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ محمد اسلم گورداسپوری صاحب کی ایک تحریک التوائے کار ہے۔ آپ اپنے ساتھی کو اجازت دیں گے؟ (قطع کلامیاں) آپ گورداسپوری صاحب کو موقع دیں گے کہ وہ اپنی بات پیش کر لیں؟ وہ آپ کے دوست ہیں۔ کم از کم اور کچھ نہیں تو اپنی پارٹی کے دوستوں کا خیال رکھ لیجئے۔ گورداسپوری صاحب کو آپ بات کرنے کا بھی موقع نہیں دینا چاہتے۔ جی۔ گورداسپوری صاحب۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب سپیکر بہتر ہے کہ آپ ہاؤس کو یہ احساس دلا دیں کہ کوئی بات بھی کی جائے وہ آپ کو مخاطب کرکے کی جائے۔ جب تک اس پر پابندی عائد نہیں ہو گی اس وقت تک ہاؤس کا امن بحال نہیں ہو سکتا۔ میری تحریک التوا شاہدرہ کے سیلاب کے بارے میں تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گورداسپوری صاحب میں آپ سے معذرت کرتے ہوئے کہوں گا کہ آپ نے جو یہ چھوٹا سا پورشن کہا ہے کہ ہاؤس کو یہ احساس دلا دیں تو میرا خیال ہے کہ جس دن سے اجلاس شروع ہوا ہے۔ اس دن سے چیئر کی طرف سے ہر روز' ہر بار یہ درخواست کی جا رہی ہے اور میں یہاں آپ کی اس بات پر آج اگر آپ تمام معزز اراکین کی خدمت میں کچھ اس طرح سے عرض کروں تو یہ بیجا نہ ہو گا کہ

نا امیدی کا یہ عالم ہے کہ اب یہ بھی مجھے یاد رہے
کبھی تو بھی شامل تھا میری تمناؤں میں

(نعرہ ہائے تحسین)

نواب زادہ غضنفر علی گل: اور غم دنیا کو غم یار میں شامل کر لو۔

جناب محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف انفارمیشن۔ جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں اور وہ گزارش یہ ہے کہ یہاں جو پنجاب کے نام نہاد ٹھیکیدار بننے کی کوشش کر رہے ہیں میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ میرے ذہن کے مطابق بطور اس ایوان کا ایک رکن ہونے کی حیثیت سے یہاں پر جان بوجھ کر صوبائی تعصب پھیلایا جا رہا ہے۔ یہاں پر جان بوجھ کر یہ بتایا جا رہا ہے کہ مرکز کوئی الگ چیز ہے اور صوبہ کوئی الگ چیز ہے یہاں صوبائی خودمختاری پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے اور تمام تر روایات کو پامال کیا جا رہا ہے۔ کبھی پاکستان کی تاریخ میں ایسا نہیں ہوا تھا کہ مرکزی حکومت افسران کے تبادلے کر لے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار عاشق گوپانگ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا' پوائنٹ آف انفارمیشن میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں آ سکتا۔ میں جناب کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ میں پوائنٹ آف انفارمیشن پر بول رہا ہوں' وہ پھر بعد میں میری بات ختم ہونے پر پوائنٹ آف آرڈر پر بول سکتے ہیں۔ میں بات کے دوران کوئی پوائنٹ آف آرڈر یا مزید پوائنٹ آف انفارمیشن نہیں آ سکتا ہے۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ان کو آپ بعد میں موقع دیں ــــــ تو میں جناب یہ عرض کر رہا تھا کہ مرکزی حکومت نے جب سرکاری ملازمین کا تبادلہ کیا تو جان بوجھ کر پنجاب میں ایک فیصلہ کیا گیا اور صوبائیت کو ہوا دی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب وصی ظفر صاحب' صوبائی مسئلہ تو ختم ہو گیا تھا' آپ دوبارہ پھر وہیں پر آ جاتے ہیں جو بات ختم ہو جاتی ہے آپ تشریف رکھیں' یہ مسئلہ تو ختم ہو چکا تھا' اس بحث کو ختم کیا جا چکا تھا اور آپ نے پھر وہیں سے بات چھیڑ دی جہاں سے بات ختم ہوئی تھی کہاں کی نئی بات آپ نے کی ہے یہ بات تو ختم ہو چکی تھی' آپ اگر وہیں سے پھر بات کریں گے اور اسی بات کو چھیڑیں گے تو مسئلہ پھر وہیں پر رہے گا' دیکھئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جب یہ بات ختم ہو گئی ہے اس کو مزید اچھے طریقہ سے ایوان کو چلانے کے لئے نہ دہرائیں' آپ نے پھر وہی بات کر دی اس پر پھر جواب آئے گا تو آپ کے دوست اسلم گورداسپوری کی بات رہ جائے گی۔ جب ان کی بات رہ جائے گی تو پھر کہیں گے کہ ہمیں بولنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ گزشتہ دنوں بھی یہی بات ہوئی ہے کہ ڈپٹی سپیکر ہمیں وقت ہی نہیں دیتا ہے۔ آپ اپنے دوستوں کا وقت تو خود ضائع کرتے ہیں۔ تو میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ جو بات ختم ہو جائے وہ بات جس کا فیصلہ ہو جائے' اس سے آگے چلا کریں۔ جناب اسلم گورداسپوری۔

سیلاب زدگان کے لئے امداد کا فقدان

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرا حلقہ پی پی 116 شاہدرہ براہ راست سیلاب کی زد میں آیا تھا۔ جہاں پر ہزاروں گھر سیلاب کی تباہ کاریوں کا نشانہ بن گئے تھے۔ وہاں پر ابھی تک لوگ سڑکوں کے کنارے بے یار و مددگار بیٹھے ہیں۔ ہزاروں لوگ بغیر چھت کے سردیوں میں زندگی گزار رہے ہیں۔ حکومت نے ان کی آباد کاری کے لئے ابھی تک کچھ نہیں کیا ہے۔ حکومت پنجاب نے بڑی بے حسی کے ساتھ سیلابی فنڈ کو انتخابی فنڈ میں تبدیل کرکے اپنے امیدواروں کو لاکھوں روپے دے دیئے جو کہ وہ خورد برد کر گئے۔ وہاں پل آج تک ٹوٹے پڑے ہیں۔ سڑکیں شکستہ حال ہیں۔ سیلاب کی وجہ سے تمام نظام پانی کا' گیس کا اور بجلی کا درہم برہم پڑا ہے۔ لوگوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ میری تحریک التوائے کار کا جلد از جلد وقت مقرر کرکے شکر گزار فرمائیں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تحریک التوائے کار کا وقت اب ختم ہے۔ اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں اس کا جواب شروع کروں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ____

جناب ڈپٹی سپیکر: لودھی صاحب' ابھی تک پانچ منٹ باقی ہیں۔

وزیر مال: جناب والا! اس میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جو تحریک ہمارے معزز رکن نے پیش کی ہے' اس کو میں ٹیکنیکلی ڈیل کرنا چاہتا ہوں' اور پھر اس کے Facts کے بارے میں بھی میں عرض کروں گا۔ پہلے اس میں ٹیکنیکل بات یہ ہے کہ تحریک التوائے کار وہ کسی خاص نوعیت کے سنگل میٹر آف امپارٹنس ہونا چاہئے اس تحریک التوائے کار میں ہمارے معزز رکن نے تین معاملات کو زیر بحث لانے کی کوشش کی ہے۔ پہلے آپ یہ فیصلہ کرلیں کہ اس میں اکٹھے Discuss نہیں کرنا چاہئے۔ یہ تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس مرتبہ پنجاب میں بڑا زبردست سیلاب آیا ہے۔ دریائے ستلج' دریائے راوی اور دریائے چناب میں' اور اس سیلاب نے کافی تباہ کاریاں کی ہیں اور لوگ مصیبت میں مبتلا تھے۔ اور ابھی تک مبتلا ہیں

ایک تو انہوں نے یہ پوائنٹ اٹھایا ہے۔ دوسرا یہ انہوں نے کہا ہے کہ جو سیلابی فنڈ ہے' اس کو

گورنمنٹ نے انتخابی فنڈ میں تبدیل کرکے اپنے امیدواروں کو لاکھوں روپے دے دیئے ہیں جو کہ وہ خورد برد کر گئے ہیں۔ یہ ایک اور معاملہ ہے اور اس کے بعد ایک تیسرا معاملہ اور اٹھایا ہے کہ وہاں پر سڑکیں' پانی' بجلی اور گیس' سیلاب کی وجہ سے درہم برہم پڑا ہے۔ میری دانست میں یہ کئی معاملات ہیں ان تین معاملات سے متعلق یہ علیحدہ علیحدہ تحریک التوائے کار دیں' یہ علیحدہ ہونا چاہئے تھا تو اس Technicallity کے لئے میں رول Quote 67 کروں گا۔

The motion should relate to a Single Specific matter of recent occurrence and a single specific matter should be discussed

اور اس میں تین Matters اٹھائے گئے ہیں۔ آپ جناب والا' اگر اس معاملہ کا فیصلہ کر دیں تو پھر اس کے بعد ہم آگے چلیں گے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب سپیکر! ہمارے محترم وزیر صاحب نے جو رولنگ پیش کی ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ single specific matter ہونا چاہئے اور مختلف چیزیں نہیں ہونی چاہئیں' میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر دوں کہ اس میں جتنی بھی باتیں کی گئی ہیں جو کہ انہوں نے دھرائی یہ سیلاب ہی کے زمرے میں آتی ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ سیلاب صرف گھر ہی نہیں توڑتا گھر ہی نہیں بہا کے لے جاتا' پل توڑتا ہے' سڑکیں ٹوٹتی ہیں' بجلی کا نظام درہم برہم ہوتا ہے۔ گیس کا نظام بھی درہم برہم ہو جاتا ہے۔ جناب سپیکر' پوری کی پوری زندگی معطل ہو کر رہ جاتی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ وہ کس طرح میری ان باتوں کو سیلاب سے علیحدہ سمجھتے ہیں۔ جبکہ انہیں علم نہیں ہے کہ مریدکے کے پل کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ کیا وہ میں نے توڑا ہے۔ اسے سیلاب نے ہی توڑا ہے۔ شاہدرہ کے پل کے ساتھ کیا ہوا ہے؟ ریلوے کے پل کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ جہانگیر کے مقبرے کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ ریلوے لائن کے پھاٹک کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ ان کو پانی نے ہی بہایا تھا جناب والا۔ دوسری جو میری بات ہے سیلاب فنڈز سے متعلق تو کیا سیلاب فنڈز نہیں تھا؟ جناب سپیکر اور وہ سیلاب فنڈز کس طرح سے بانٹا گیا اور وہ روپیہ کہاں گیا؟ میں یہ پوچھنے کے لئے استدعا کرتا ہوں۔ یہ میرا استحقاق ہے میں آپ کے اس ایوان کا ممبر ہوں۔ میرے یہ اعتراضات' میری یہ تحریک التوائے کار انتہائی اہم ہے اور غریبوں کی زندگیوں کا معاملہ ہے' لوگوں کے رہنے سہنے کا مسئلہ ہے۔ آج ہی میرے حلقہ کے جو لوگ ہیں _____ مفلوک الحال ہیں' مجھے وہاں جاتے ہوئے شرم آتی ہے' جناب سپیکر' میں نے وہاں پر تقریریں کی ہیں' میں نے ان سے ووٹ لئے ہیں' انہوں نے مجھے کامیاب بنایا ہے' میں نے ان سے وعدہ کیا

ہے کہ میں سب سے پہلے یہ جا کر بتاؤں گا' میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ آپ سے استدعا ہے۔ اسے منظور فرمایا جائے۔ مجھے وقت دیا جائے۔

جناب وصی ظفر: جناب والا' میں اس پر بات کرنا چاہوں گا کہ سیلاب ایک ہی واقعہ ہے۔ ایک ہی Motto ہے۔ سیلاب' ساری موشن اس سیلاب سے متعلق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب اس میں یہ ہے کہ وقت ختم ہو گیا ہے۔ آئندہ ورکنگ ڈے پر اس سے متعلق بات ہو گی۔ آج تحریک استحقاق کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) تنخواہیں الاؤنس وغیرہ

وزراء پنجاب مصدرہ 1988ء

مسودہ قانون (ترمیم) تنخواہیں' بھتہ جات و استحقاق وزراء پنجاب مصدرہ 1988ء پر کل صاحب آپ بات کر رہے تھے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر میں نے اس بل پر پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاں آپ فرمایئے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر آپ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب سے کہیں کہ وہ اپنی سیٹ پر جائیں۔ اور ہاؤس کو Distruh نہ کریں۔ کیونکہ ایوان میں وزیروں سے کام کروانا خلاف ضابطہ ہے۔ جناب سپیکر میرا پوائنٹ آف آرڈر اس بل پر ہے کہ اس بل میں آپ ترمیم لے کر آ رہے ہیں اور یہ Retrospective ہے۔ اس کے اندر ایک کلاز ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر میں آپ سے معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ آپ ایوان کے Decorum کا خیال کریں اور اس بات پر توجہ دیں باہر سے آ کر کوئی اسے ٹھیک نہیں کرے گا' یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آدمی اس طرح آ جا رہے ہیں' جیسے ☆ ☆ ☆ میں پھر رہے ہوں۔ یہ کسی وزیر کا دفتر نہیں ہے کہ آپ اس طرح سے کام کروا رہے ہیں اگر کسی وزیر نے اس طرح سے کام کرنا ہے تو اسے کہیں کہ وہ اپنے دفتر میں چلے جائیں۔ اب آپ جانتے ہیں کہ ایوان کا

Decourm یہ ہے کہ اگر کوئی ممبر بات کر رہا ہو تو اس کا احترام کیا جائے۔ جب کوئی بات کر رہا ہو تو ممبران کا چلنا پھرنا ہاؤس کے وقار کے منافی ہے۔ اگر اسمبلی کے بزنس سے ہٹ کر کوئی کام کرنا ہے تو یہ ایوان کے وقار کے منافی ہے۔ جناب والا یہ کنٹرول آپ نے کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ نے بجا فرمایا ہے لیکن آپ نے اپنے الفاظ پر غور کیا؟ کہ اسمبلی کو آپ کس سے تشبیہ دے رہے ہیں' کتنے افسوس کی بات ہے کہ جس ایوان کے وقار کی آپ بات کر رہے ہیں' اس کو تشبیہ کس سے دے رہے ہیں؟ کتنے افسوس کی بات ہے؟ مجھے راہی صاحب آپ کی اس بات پر بہت صدمہ پہنچا ہے۔ آپ جیسے منجھے ہوئے معزز رکن سے اس بات کی توقع نہیں تھی۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! آپ نے میری بات سنی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی باتیں تو سارے سنتے ہی رہتے ہیں' آپ اپنی بات کرتے ہی رہتے ہیں' سناتے ہی رہتے ہیں اور آپ کی یہ باتیں سنتے سنتے ہی یہ وقت آ پہنچا ہے کہ آپ اسمبلی کو ☆☆☆ سے تشبیہ دے رہے ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ میں راہی صاحب کے یہ الفاظ حذف کرتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میں نے یہ کہا ہے کہ ______

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب آپ نے میری بات سنی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! مجھے دکھ پہنچا ہے کہ ______

جناب ڈپٹی سپیکر: ______ جی۔ آپ کے دکھ میں میں بھی شریک ہوں آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میں نے تو یہ کہا ہے کہ ______ یہ نہیں کہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ جو بل آیا ہے اس کو

اس ایوان کے آگے پیش ہی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس میں Retrospective effect ہے۔ اور یہ قانون 1985ء سے لاگو ہو گا۔ جناب سپیکر آئین کے آرٹیکل 12 کے اندر اس بات کی Protection ہے۔ Against retrospective effect اور ایک میرا argument ہے کہ آئین کے آرٹیکل (12) کی رو سے یہ جو retrospective effect والا بل ہوتا ہے۔ اس پر قانون سازی ہو ہی نہیں سکتی؟ اس کی وجوہات ہیں اگر تو Procedural matter ہو' a relating procedure اس کے اندر تو retrospective effect ہو سکتا ہے۔ اگر Matter is of the substantive nature تو اس میں Retrospective effect سے قانون سازی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر خاص طور پر اس سے کوئی Vested right infringe ہو رہا ہو تو Retrospective Effect والا کوئی Act خلاف ضابطہ' خلاف آئین اور غیر اخلاقی ہوتا ہے۔ اگر اس میں Vested interest نہ ہو اور معمولی نوعیت کا واقعہ ہو تو وہ مناسب نہیں ہوتا اور قانون دان اسے A had legislation کہتے ہیں۔ اس کے لئے میں بلیک لاء ڈکشنری کا حوالہ دوں گا۔ یہ جو Retrospective effect ہوتا ہے۔ اسے قانونی زبان میں Ex-post facto بھی کہتے ہیں۔ Ex-post facto میں یہ آتا ہے۔

> " A law passed after the occurrence of a fact or commission of an act, which retrospectively changes the legal consequences or relations of such fact or deed. By Article I, sub-section (10) of U.S. Constitution, the states are forbidden to pass "any ex post facto law". Most all state constitutions contain similar prohibitions against ex post facto laws."

اب ہمارے آئین کے اندر بھی Ex-post facto کے خلاف Protection ہے۔ اس کے بعد میں آپ کو یہ پڑھ کر سناؤں گا کہ Retrospective Law کیا ہوتا ہے؟

According to Black's Law Dictionary:-

> "'RETROSPECTIVE LAW' - A law which looks backward or contemplates the past; one which is made to affect acts or facts occurring, or rights accruing, before it came into force, Every statute which takes away or impairs vested rights acquired under existing laws, or creates a new obligation, imposes a new duty, or attaches a new disability in respect to transactions or considerations already past. One that relates back to a previous transaction and gives it a different legal effect from that which it had under the law when it occurred."

اس میں یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو اس وقت کے مروجہ قانون کے خلاف آج قانون پاس کیا جا رہا ہے اور

اس کو Different meanings دیتی ہے یا Liability create کرتی ہے' اس کا اطلاق ماضی سے ہوتا ہے یا Obligation یا Duty یا Liability اس کے لئے جناب والا قانون کے اندر اور تمام ملکوں کے آئین کے اندر یہ لکھا ہے کہ ایسا قانون جو کہ ماضی سے موثر ہو اور وہ نئی Obligation create کرتا ہو' اس وقت جو قانون تھا ان کو بدلتا ہو۔ کیونکہ 1985ء کا قانون یہ تھا' وزراء کے جو استحقاقات تھے' اس کے تحت یہ تھا کہ وزیر اعلیٰ کو 50 ہزار روپے اور اس کے بعد ایک لاکھ روپے خرچنے کی اجازت تھی۔ آج یہ Retrospectively amendment پیش کر رہے ہیں اور اس میں بھی انہوں نے رقم متعین نہیں کی ہے' اس میں انہوں نے فرما دیا ہے کہ Appropriate amount تو قانون کی ایک اور شرط بھی ہے کہ

A law should not he ambiguous

اور Appropriate کو Define کون کرے گا؟ کیونکہ قانون تو بنائے ہی اس لئے جاتے ہیں کہ جو Vague باتیں ہوتی ہیں جو Defined نہیں ہوتی ہیں اور جو Law and Order میں آ نہیں سکتیں' ان کو Defind کرکے ان کو Clarify کرکے ان کا ابہام دور کرکے ان کو واضح طور پر ایک قانون کی شکل دے کر آپ Legislature کے سامنے لاتے ہیں۔

چونکہ اس میں یہ ابہام تھا' اس لئے اب ہم یہ ایکٹ یا بل لا رہے ہیں۔ اس ابہام کو اس Confusion کو اور غیر یقینی صورت حال کو معاشرے سے دور کرنے کے لئے یہ بل پیش کر رہے ہیں۔ اگر آپ اس بل میں ہر غیر یقینی بات Initiate کر دیں اور ابہام Ambiguity دور نہ کریں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ قانون تو ویسے ہی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ Who is to define بل کے اندر ایک Definition ہوتی کہ Appropiate کا مطلب کیا ہے؟ کیونکہ ہر قانون سے پہلے ہر آئین سے پہلے ہر Rules of Procedure سے پہلے ایک Definition کا Chapter ہوتا ہے اور اس کے آپ نے حوالے بھی دیئے ہیں۔ اس میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ اس چیز کا مطلب یہ ہو گا۔ ایک لاکھ روپے کا مطلب سو ہزار روپیہ اور Appropriate amount کا مطلب ایک کروڑ یا دو کروڑ یا جو بھی۔ بل کے اندر Appropriate لکھ دیں اور Appropriate کہہ سکتے ہیں۔ اس کے لئے آپ Retrospective یا Ex-post facto law نہیں لا سکتے۔ اس کے لئے آپ Indemnity مانگ رہے ہیں۔ اب میں آپ کو بتاؤں گا کہ Indeminity کیا ہوتی ہے۔ اس کی تعریف قانون دانوں نے کی ہے۔ A legistlative act ہو گا۔ اس اسمبلی کے اندر لیکن یہ اور بات ہے کہ ایوان اس کی منظوری دیں یا نہ دیں۔

"Indemnity means a legislative act, assuring a general dispensation from punishment or exemption from prosecution to persons involved in offences, omissions of official duty, or acts in excess of authority.

This is called indemnity; strictly it is an act of indemnity.

Omission of official duty جناب والا کیا ہے؟ وہ بھی قانون کے تحت ہے۔ Ommision of official duty means کہ 1985ء میں ایک قانون تھا کہ آپ اس کے اندر ایک لاکھ روپیہ خرچ کر سکتے ہیں۔ Under the law that prevailed or existed in 1985. اس کو آپ نے Tres pass کی اور Violate کیا اور Irregularity کی ہے۔ اس Omission کو معاف کرنے کے لئے اور اس کو Indemnity دینے کے لئے آپ اس کو قانون سازی میں لے کے آئے ہیں اور جو آپ نے Omission of official duty اور All in excess of authority کیا ہے

and how the authority is determinited authority in already determined by the Constitution, by the law and by the Rules of Procedures.

تو Authority کو Exceed کیا گیا ہے کہ ایک لاکھ روپے ان کی Discretionary grant تھی اور انہوں نے تجاوز کیا جو ان کو قانون اختیار تھا اور یہ زیادہ خرچ کیا۔ اب انہوں نے خرچ کر لیا اس کے لئے انہوں نے 1988ء میں ایک Ordinance بھی جاری کروایا اور اب ایک بل لے کے آ رہے ہیں کہ ہم اس کو Retrospectively approve کر دیں۔

قانون کی رو سے ایسا بل Vasted right infringe ہوا ہے۔ یہ Discretionary grnat صوبے کے خزانے سے جائے گی۔ اور خزانہ عوام کے سرمائے پر مشتمل ہوتا ہے۔ آج اس خزانے سے قانون کے خلاف خرچ کرنا ہے اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے۔ اگر اس خزانے سے آپ خلاف قانون خرچ کیا ہے تو ٹیکس دہندہ کا جو Vasted right ہے وہ Infrigne ہوا ہے۔ اس کے لئے آپ Retrospectively قانون نہیں لا سکتے۔ It is called indemnity structly. تو میری اس سلسلے میں آپ سے گزارش ہے' ابھی میں اس سلسلے میں آگے بڑھ رہا ہوں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا' میں پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پہ بول رہا ہوں۔ میں کوئی تقریر نہیں کر رہا۔

I am on a point of order. I am not making a speech. Unless I finish my point of order, he cannot interrupt me. My point of order is addressed to the Chair. After you have listened to my point of order, you can invite the Hon'ble Law Minister to answer to my point of order. I cannot be disturbed.

وزیر قانون: جناب سپیکر! آج ہمارا بہت سا قانون سازی کا کام ہے۔ میرے یہ ساتھی وقت ضائع کر رہے ہیں۔ چونکہ آج قانون سازی کا آخری دن ہے۔ کل غیر سرکاری کارروائی کا دن ہو گا۔ اس لئے مہربانی کر کے اس وقت آپ وقت مقرر کر دیں ورنہ یہ غیر متعلقہ کارروائی ہوتی رہے گی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! اگر میں آئین اور قانون پڑھ رہا ہوں یہ غیر متعلقہ ہے۔ میں کوئی وقت ضائع نہیں کر رہا۔ ان کے کہنے سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اگر انہوں نے قانون سازی کرنی ہے تو قانون سازی کریں یہ Retrospective legislation تو ہوتی ہی نہیں اور اس پوائنٹ آف آرڈر پہ میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ قانون سازی - - -

This legislation is ultra vires the Constitution, the norms and the morals of the legislation, according to the books, according to the customs, according to the conventions and the traditions of the law making process. An act which is retrospectively effect is unconstitutional.

اور اس کے بعد آپ آ جائیں ــــــــ

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب والا! قواعد انضباط کار کے صفحہ 74 پہ پوائنٹ آف آرڈر کی یہ تشریح کی گئی ہے۔ جس میں یہ کہا گیا ہے کہ ایک معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پہ ان چیزوں کی نشاندہی کر سکتا ہے۔ تو اس میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ اس قواعد انضباط کار کے مطابق اگر اسمبلی کی کارروائی نہ چل رہی ہو یا کوئی معزز ممبر یہ سمجھے کہ اس انضباط کار کی خلاف ورزی ہو رہی ہے تو تب وہ نشاندہی کر سکتے ہیں' جناب سپیکر کو بتا سکتے ہیں' ان کی توجہ اس طرف مبذول کرا سکتے ہیں کہ اس کارروائی کو ضابطہ کے مطابق چلائیں۔ تو یہ جو تقریر فرما رہے ہیں یہ بل کے متعلق فرما رہے ہیں جب بل پر بات کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو اس وقت وہ تقریر کر سکتے ہیں لیکن پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے اس طرح کی تشریح نہیں فرما سکتے۔ یہ بل پہ بحث کے دوران اپنی بات کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب' آپ نے بجا فرمایا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: قاعدہ نمبر 184 کے تحت میں نقطہ نظر سن لیں۔ میں نے پرسوں شام یہ دیکھا کہ ایوان کی کارروائی ضابطے کے خلاف ہو رہی ہے۔ اس کے تحت ایک بل ایسا پیش کیا جا رہا ہے جو پیش نہیں ہو سکتا۔ تو اس پہ میں نے قاعدے کے مطابق پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے اور آپ میرے فاضل دوست کو بتائیں کہ اس ایوان کے اندر میں نے ان گیلریوں میں بیٹھ کر یہ سنا ہے کہ ایک قانون پیش کرنے پہ ایک پوائنٹ آف آرڈر پہ تین تین گھنٹے بحث ہوئی ہے۔ میں یہ حقیقت ثابت کرنی ہے کہ اس بل پر غور Ultra vires the rules and the Constitution ہے اور میں اس لئے پوائنٹ آف آرڈر پہ بول رہا ہوں کہ

That the time of the House should not be wasted by bringing such an ultra vires bill.

جناب ڈپٹی سپیکر: نواب زادہ صاحب' آپ اپنی بات ختم کریں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میرے پاس کتابیں ہیں۔ میں پڑھ کر آیا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہرحال آپ اپنی بات ختم کریں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

نواب زادہ غضنفر علی گل: اچھا' اب سپیکر صاحب بھی تشریف لے آئے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

میرا مطلب ہے .Yes, Yes, He has come اردو بولیں تو ان کو سمجھ نہیں آتا انگریزی بولیں تو پھر بھی ان کو سمجھ نہیں آتی۔ جناب سپیکر! میں کس زبان میں بات کروں۔ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈرد

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! میں پہلے کی پوائنٹ آف آرڈر پہ بول رہا ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے ابھی تک علم نہیں کہ نواب زادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کر رہے تھے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں تو بولتا ہی آرڈر کے لئے ہوں اور یہ کس لئے بولتے ہیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پہ ایک گھنٹہ تقریر نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: مجھے یہ علم نہیں ہے کہ نواب زادہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ہے اور اس پہ وہ بات کر رہے ہیں اور کتنی دیر سے بات کر رہے ہیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: یہ وہ خود فرما سکتے ہیں کہ کتنی دیر سے فرما رہے ہیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب آپ تشریف رکھیں۔ نواب زادہ صاحب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! ابھی ڈپٹی سپیکر والا تسلسل قائم ہے یا دہراؤں۔

جناب سپیکر: دہرانے کی ضرورت نہیں۔ مہربانی فرما کر دو لفظوں میں مجھے بتائیے کہ پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے۔ اس پہ میں اپنا فیصلہ دیتا ہوں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر قاعدہ کے مطابق اس وقت اٹھایا جاتا ہے کہ جب ہاؤس میں کوئی کارروائی خلاف ضابطہ ہو رہی ہو یا روایات کے خلاف ہو رہی ہو۔

Day before yesterday, I was on a point of order and you were listening to me when the House was adjourned for today. Today, I have risen on the same point of order for which I was in possession of the floor.

اس پہ میں نے آئین کا اور Black's Law Dictionery کا حوالہ دے دیا اور میں نے ایوان کو یہ بھی بتا دیا کہ اس ایوان کے اندر میں نے ان گیلریوں میں سے دیکھا ہے کہ ایک قانون کے پیش کئے جانے پر پوائنٹ آف آرڈر پہ تین تین گھنٹے بحث ہوئی ہے' کیونکہ میں نے یہ ثابت کرنا ہے پوائنٹ آف آرڈر پر' کہ اس بل کو ایوان میں لے کر آنا خلاف آئین ہے۔

جناب سپیکر: اس پہ آپ کو ثابت کرنے کی ضرورت نہیں پہلے آپ بات کیجئے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا میں آئیں بائیں شائیں نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: آئیں بائیں شائیں کی بات نہیں' اس میں بریف ہو کر آپ پوائنٹ آف آرڈر Raise فرمایئے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: میں نے Raise کیا ہوا ہے نا سر!

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل: اس پر میں Arguments دے رہا ہوں کہ

any Bill which is retrospective is ineffective, is ultra vires of the Constitution and cannot be presented before any House for legislation.

اس کے لئے آئین کا حوالہ دیا ہے' اس کے لئے بلیک لاز بھی ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر سن لیا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: نہیں سن لیا جناب والا اس کے لئے ہے کہ

I have to substantiate my point of order. I am saying that this Bill is ultra vires of the Constitution.

مگر یہ علم کی باتیں ان کے گلے سے نیچے نہیں اترتیں تو میرا قصور؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں' نواب زادہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر سن کے میں اپنا فیصلہ دے دوں' اس کے بعد آپ اپنا پوائنٹ آف آرڈر پیش کریں۔ چودھری صاحب آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری عبدالوکیل خان: جناب والا میں پنجابی میں بات کروں گا۔ تھوڑی دیر پہلے نواب زادہ صاحب نے فرمایا کہ وزیر کو وزیر صاحب نہ لکھیں' کیونکہ بار بار ہمارے ہاؤس میں معزز رکن نواب زادہ کو نواب زادہ صاحب کہا جارہا ہے۔ "نواب صاحب' خان بہادر' سردار صاحب" یہ سارے خطاب انگریز نے دیئے تھے' اب انگریز تشریف لے گئے۔ نواب صاحب اٹھ کے پہلے اپنا تعارف کرائیں کہ ان کو کس نام سے پکارا جائے۔ بار بار نواب صاحب' سردار صاحب' خان بہادر صاحب' انگریز تو اپنے وطن کو روانہ ہو گئے ہمارے واسطے نواب صاحب' خان بہادر صاحب اور سردار صاحب چھوڑ گئے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

نواب زادہ غضنفر علی گل: شیخ سعدی نے فرمایا ہے کہ ایسی باتوں پر خاموشی اختیار کریں۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب میری بات سنئے۔ میں نے آپ کی بات سن لی میں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سن چکا ہوں۔ آپ میری بات سنئے۔ نواب زادہ صاحب

Please take your seat. Order please.

آرڈر پلیز' نواب زادہ صاحب آپ تشریف رکھ کے میری بات سنئے۔ میں نے نواب زادہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر سنا ہے کہ یہ بل پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ میں نے یہ پوائنٹ آف آرڈر سنا ہے۔ میں اس پہ اپنا فیصلہ محفوظ رکھتا ہوں اور مناسب وقت پہ اس کا فیصلہ دوں گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میرا ایک اور پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: رول 184-

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: اس کا caption ہے دی پوائنٹس آف آرڈر'

"A point of order shall relate to the interpretation or enforcement of these rules or such Articles of the Constitution as regulate the business of the Assembly."

آئین کی رو سے جو قانون اسمبلی کے business کو Regulate کرتے ہیں اس پہ اس دن جو اعتراض ہو گا' پتہ جائے کہ irregularity ہو گئی ہو گی اس کو پوائنٹ آف آرڈر اٹھا دیں' اتنی بھی کیا جلدی ہے جناب والا! جلدی نہ کریں۔

جناب سپیکر: یہ جو آپ نے رول بتایا ہے مجھے اس سے اتفاق ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا مجھے کچھ عرض تو کرنے دیں' یہ اٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ گرفتار ہوئے ہیں' مجھے منہ سے کچھ نکالنے تو دیں۔

جناب سپیکر: آپ نے Rules quote کئے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا جو Rules quote کئے تھے ان کی رو سے یہ ہے کہ میں نے آئین کی خلاف ورزی ہوتے دیکھا' اس پہ میں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا اور ہر پڑھے لکھے پارلیمنٹیرین سے' میں تو ابھی نیا ہوں اور ابھی تو میں طالب علم ہوں' یہاں تو منجھے ہوئے لوگ ہیں۔

جناب سپیکر: میں اس پوائنٹ آف آرڈر پر فیصلہ دے چکا ہوں' اس کو ری اوپن کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ میں دوسرے پوائنٹ آف آرڈر پہ پہلے فیصلے کو Re-open کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ تشریف رکھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں Re-open نہیں کرتا لیکن سنیں تو سہی' اچھا جی میں کہاں پر تھا' میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ

You have deferred the decision on the point of order.

تو جس چیز کے متعلق یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے' سن لیں جناب والا

MR. SPEAKER: Sorry.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: I should be allowed to raise my point of order. This is the House of the Parliament. This is Provincial Assembly. It is not a meeting of some private limited company. I should be allowed to put forth my point order. My objection to this Bill is that it cannot be brought under consideration.

آپ نے اس پر میرے پوائنٹ آف آرڈر پر Deferre کیا' اگر آپ اس بل کو Defferre نہیں کریں گے' میرا پوائنٹ آف آرڈر تو جبھی kill ہو گیا کہ اگر یہ بل consider ہو گیا' تو میرے پوائنٹ آف آرڈر کا تو فیصلہ ہو گیا۔

I insist that this point of order must be decided now or the consideration of the Bill be deferred.

I will refer you to rule 184 of the rules of procedure اور جناب والا

MR. SPEAKER: Please Nawabzada Sahib take your seat.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: I remind you of the oath taken by you. You are stopping me from my fight. This is my constitutional right.

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب میری بات سنئے۔ میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر فیصلہ دے چکا ہوں'

Please do not interrupt the Chair.

Please take you seat.

اس پر فیصلہ ہے میں اس پر Deferre کر چکا ہوں اور بل پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو اس ایوان کا وقت ضائع کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ جی سردار عاشق حسین گوپانگ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب والا Rules of Procedure میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر کے Chair کے ساتھ کہ a point of order is not a point privilege میں اپنے معزز رکن سے آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا' کہ یہ Point of Privileges نہیں ہے' یہ تو صرف آپ نشاندہی کر سکتے ہیں اور اس کے فیصلے کے لئے اصرار نہیں کر سکتے' جناب والا

جس بحث کا آغاز میرے دوست نے کیا ہے وہ آپ صفحہ 31 پر دیکھیں کہ جس میں of the Bill Interoduction کے Chapter میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ اس اس طریقے سے بل پیش کیا جائے گا اور اس اس طریقے سے یہ بل پاس ہو گا اور اس اس طریقے سے یہ بل اپنے انجام کو پہنچے گا۔ جب اس بل پر بحث کا وقت آئے تو یہ اپنی بحث جاری رکھ سکتے ہیں' یہ بل کے پیش کرنے پر اعتراض نہیں کر سکتے' اس Rules of Procedure میں کہیں نہیں لکھا ہوا کہ اس بل کے پیش کرنے پہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ بل غیر قانونی طور پر پاس ہوا ہے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں سردار صاحب اس پر میں findings دے چکا ہوں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب والا شکریہ!

نواب زادہ غضنفر علی گل: اس ایوان میں وہ بل پیش ہو سکتا ہے جو آئین کے مطابق ہو جو مصدقہ ہو۔

جناب سپیکر: اس بل میں میاں منظور احمد موہل صاحب اور سردار سکندر حیات خان صاحب کی ترمیم ہے۔ میاں منظور احمد صاحب آپ اپنی ترمیم پیش کریں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں اپنی گزارشات ایک منٹ میں عرض کروں گا۔ آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ یہ ایک بل تھا جو یہاں میز پر رکھا گیا تھا۔ اس کے لئے ایک سپیشل کمیٹی بنی تھی۔ میں بھی اس کا ممبر تھا۔ میں نے اس کی مخالفت کی تھی میں نے ایک ترمیم دی تھی جس پر مجھے جواب ملا تھا کہ یہ ایک منی بل ہے آپ اس میں ترمیم پیش نہیں کر سکتے تاوقتیکہ گورنمنٹ سے آپ پیشگی منظوری نہ لیں۔ اس روز جمعہ تھا۔ اسی روز میں نے گورنر صاحب سے وقت لیا۔ گورنر صاحب سے Letter میں نے لیا ہے وہ میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ترمیم تو آپ کی اس میں آگئی ہے۔

میاں منظور احمد موہل: میں نے نمبر1 اور 2 پر ترامیم دی ہوئی ہیں جس کے بارے میں مجھے Letter لکھا گیا تھا اب آپ کی ترمیم پیش نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: اسی بل کے بارے میں تھی۔

میاں منظور احمد موہل: اسی بل کے بارے میں تھیں۔

بیگم شاھانہ نسیم فاروقی: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں نواب زادہ صاحب سے گزارش کروں گی کہ قرآن شریف کا احترام کریں۔ کبھی یہ نیچے گر رہا ہے کبھی وہ اٹھا کر سیٹ پہ رکھ رہے ہیں۔ یہ ہم سب کے لئے احترام کی کتاب ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: قرآن شریف تو سنانے کے لئے لایا تھا۔

بیگم شاھانہ نسیم فاروقی: کبھی وہ پیروں میں گر رہا ہے کبھی آپ اٹھا کر سیٹ پہ رکھ رہے ہیں۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: He has stopped me from reading the Quran. it should recorded that Mr. Speaker has stopped me from quoting the Quran. I cannot give up my rights given to me by the Constitution. It is my fundamental right under the Rules of Procedure to raise a point or order. You cannot block it.

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میرا منصب مجھے اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ میں آپ کی ہر بات کا جواب دوں۔ اگر میں وہاں آپ کے ساتھ بینچز پر بیٹھا ہوتا تو میں آپ کی باتوں کا جواب دیتا۔ آپ کو بات کرتے وقت اس بات کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے کہ میں آپ کی بات کا جواب اس انداز میں نہیں دے سکتا جس انداز میں آپ فرما رہے ہیں' یہ میرے منصب کا تقاضا ہے۔

(قطع کلامیاں)

نواب زادہ صاحب آپ کو اس انداز میں سلوک کرنا چاہیے اور میں آپ کو تجویز کرتا ہوں کہ یہ ایوان محسوس کرے کہ آپ سپیکر کے لئے Candidate تھے۔ اس انداز میں آپ سلوک کریں یہ ایوان محسوس کرے کہ اچھا ہوتا کہ آپ سپیکر منتخب ہو جاتے۔ آپ کو اس انداز میں سلوک کرنا چاہیے۔

(قطع کلامیاں)

وزیر ٹرانسپورٹ (ڈاکٹر محمد افضل اعزاز): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر مجھے افسوس اور دکھ سے کہنا پڑتا ہے نواب زادہ صاحب بقول خود عقل کل ہیں۔ "Mr. Know All" ہیں اور ہم چہ ما دیگرے نیست ہیں۔ یہ کیڑا جب تک ان کے دماغ میں بیٹھا ہوا ہے یہ آپ کا وقت ضائع کرتے رہیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں اور ان کی خدمت میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ ان کے ذہن میں جو اس قسم کے خیالات جاری ہو گئے ہیں داخل ہو گئے ہیں ان کو جتنی جلدی نکال دیں اتنی جلدی اس

معزز ایوان کے وقار کے لئے بہتر ہو گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: ذاتی نکتہ وضاحت۔ جناب سپیکر کیا مجھے وضاحت کرنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: میری خاموشی کا مطلب ہے کہ آپ بولیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا جو شخص اپنے آپ کو عقل کل سمجھے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ چونکہ عقل کل اور منبع کل اللہ سبحان تعالیٰ کی ذات ہے۔ میں نے اس طور پر یہ کہا ہے کہ میں ایک طالب علم ہوں۔ یہ Motto میرا اس معزز ایوان میں داخلہ تھا۔ جناب سپیکر میں یہاں سیکھنے آیا ہوں اس لئے ڈاکٹر صاحب نے میرے متعلق خود ساختہ Remarks دیئے ہیں۔ میں اس کا جواب نہیں چاہوں گا۔ میں یہ کہوں گا کہ ان کے یہ Remarks کارروائی پر رہیں۔ یہ بات ریکارڈ پہ رہے کہ اس ایوان میں ایک وزیر نے ایک رکن پہ جو بات اس نے نہیں کی اور وہ نہیں سمجھتا کہا ہے۔ اس کے بعد آپ کی بات ہے اس پہ بھی میری وضاحت ہے کہ میں سپیکر کا امیدوار تھا۔ میں نے سپیکر کا انتخاب آپ کے خلاف لڑا اور آپ کے منتخب ہونے کے بعد آپ کی اجازت سے میں نے اس سیٹ سے کھڑے ہو کر آپ کو مبارکباد دی اور میں نے آپ کو سپیکر کے منصب اور فرائض کے مصدقہ اور مسلمہ قوانین اور پارلیمانی روایات کا حوالہ دیا اور اس میں خصوصاً" آرک بشپ تھامس بیکن کا حوالہ دیا۔ کیونکہ ہر پڑھا لکھا جانتا ہے ــــــــ

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب ذاتی نکتہ وضاحت پہ بات کر رہے ہیں۔ حاجی صاحب ان کے بعد میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دوں گا۔ نواب زادہ صاحب ایک سیکنڈ میں آپ اپنی بات ختم کریں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا میں نے عرض کی تھی کہ سپیکر کے یہ فرائض ہوتے ہیں۔ اگر میں آپ کی جگہ ہوتا تو وہ مجھ پر بھی لاگو ہو جاتا۔ عرض صرف اتنی ہے کہ آپ نے مجھے سپیکر کا امیدوار کہہ کے اس کے بعد جو Remarks دیئے ہیں اس سے میری دل آزاری اور پرویلج کے مجروح ہونے کا اس سے پہلو نکلتا ہے۔ میں آپ سے عرض کروں گا کہ ان کے Remarks حذف نہ کریں۔ کیونکہ شیخ سعدی نے کہا ہے کہ خاموش رہو۔ آپ کے جو Remarks ہیں ان کو میں کارروائی سے حذف کراؤں گا اور آپ سے عرض کروں گا کہ جتنی دیر اس ایوان آئین اور قواعد انضباط کار کے

تحت بات ہوتی رہے گی اگر اس ایوان کو اس آئین اور ان Rules of Procedure کے زیر اہتمام چلایا جائے گا میں اس کے لئے ہر حکم ماننے کے لئے تیار ہوں۔ چونکہ میں نے آئین کا حلف اٹھایا ہے اگر آئین کی خلاف ورزی ہو گی تو اس میں میرے لئے کسی کا حکم ماننا واجب نہیں ہے۔ آپ نے میرے پوائنٹ آف آرڈر کو میرے اس استحقاق کو سنے بغیر اسے Defer کیا۔ آپ نے اس بل کی اجازت دی ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا ذاتی نکتہ وضاحت تھا۔ آپ نے اس پر Discussion شروع کر دی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: میں آئین کی عمل داری پر یقین رکھتا ہوں۔

As long as the Chair abides by this Constitution, I will obey the orders and if the Chair transgresses the Constitution I will not obey the Chair.

جناب سپیکر: آپ اس پر عمل کرنے کی کوشش کیجئے۔ آپ تشریف رکھیں۔

حاجی محمد افضل چن: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر نواب زادہ صاحب سپیکر منتخب ہو جاتے۔ اگر ایسا ہوتا تو اس ہاؤس پر اللہ تعالیٰ کا ایک نیا عذاب شروع ہو جاتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں عذاب سے بچا لیا۔ میں عرض کروں گا کہ پوائنٹ آف آرڈر متعلقہ ہونے چاہئیں۔ اس طرح ہاؤس کا سارا ٹائم ضائع ہو جاتا ہے کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔ یہاں میاں منظور احمد موہل خود بولتے تو نہیں۔ جناب وہ خود ان کو سمجھائیں۔

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موہل صاحب میں چاہوں گا کہ آپ اپنی ترمیم پیش کریں۔ اس ترمیم کے پیش کرنے کی میں آپ کو اجازت دے چکا ہوں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا پہلے پہلی خواندگی کی آئے گی اس کے بعد ترامیم آئیں گی۔

جناب سپیکر: یہ پہلی خواندگی ہے جس پر آپ کی ترمیم ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ حکومت کی طرف سے آج جو بل برائے غور پیش کیا گیا ہے، اس پر میری ترمیم ہے کہ اس کو رائے عامہ کے لئے مشتہر کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی ترمیم پیش فرمائیں۔

MIAN MANZOOR AHMAD MOHAL: Sir, I move:

> That the Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1988, as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by 31st January, 1989.

MR. SPEAKER: The amendment moved is:

> That the Punjab Ministers (Salaries, Allowances and privileges) (Amendment) Bill, 1988, as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by 31st January, 1989.

MINISTER FOR LAW: I oppose it Sir.

جناب سپیکر: آپ کچھ فرمائیں گے؟

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ہماری اس نئی اسمبلی کا پہلا ہی اجلاس ہے اور پہلی دفعہ ہی وزراء نے اپنے الاؤنسز کے لئے' اپنی ذات کے لئے اور چیف منسٹر صاحب نے اپنی Appropriate amount کے لئے ایک بل اس ایوان میں پیش کر دیا ہے۔ جب کہ ہمیں اس ایوان میں آ کر سب سے پہلے ایک ایسا بل پیش کرنا چاہیے تھا کہ جس کے تحت ہم صوبہ پنجاب کے غریب عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی کام کرتے' نہ کہ ہم اپنی ذات کو اور زیادہ مفادات دینے کے لئے یہاں ایک بل پیش کرتے۔ جناب والا! میں پرنسپل بل کے بارے میں عرض کروں گا۔ یہ بل پہلے ہمارے ہی دور میں 1975ء میں بنا تھا جو منسٹرز کی تنخواہوں اور ان کے الاؤنسز کے بارے میں تھا۔ اس میں جو سپیشل گرانٹ تھی' اس کے تحت وزیراعلیٰ کے لئے چالیس ہزار روپے تھے اور منسٹر کے لئے ساڑھے سات ہزار روپے تھے۔ یہ اس کی صوابدید ہوا کرتی تھی۔ پھر کیا ہوا؟ یہاں غیر جماعتی الیکشن کے نتیجے میں اسمبلی معرض وجود میں آئی تو اس وقت منسٹر کا ساڑھے سات ہزار سے بڑھا کر پچاس ہزار کر دیا گیا اور چیف منسٹر کا چالیس ہزار سے بڑھا کر ایک لاکھ کر دیا گیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان بدلے ہوئے حالات میں جس تناسب سے قیمتیں بڑھی ہیں اسی تناسب سے یہ بھی بڑھایا گیا' کوئی ایسی بات نہ تھی۔

جناب والا! اب کیا صورت حال ہے؟ اب وزراء صاحبان سے میں گزارش کروں گا کہ پہلے بھی آپ کے لئے پچاس ہزار تھے' اب بھی پچاس ہزار ہیں۔ لیکن وزیراعلیٰ صاحب نے اپنے لئے جو بات کی ہے' وہ ہے Appropriate amount ــــ مناسب رقم۔ اب "مناسب رقم" کا کیا دائرہ کار ہے؟

وہ تو ان کی صوابدید پر ہے۔ انہی کو فیصلہ کرنا ہے۔ تو میں بڑے ادب سے ایوان کے سامنے یہ بات کروں گا کہ ہمیں اب سوچنا چاہیے کہ کیا ہم سب اپنے اختیارات ایک ذات کو دے دیں کہ وہ جو بھی Appropriate amount کا مطلب اخذ کرنا چاہے' ایک ارب کر دے' دو ارب کر دے' پانچ ارب کر دے اور ہم شہر خموشاں کی طرح یہاں بت بن کے بیٹھے رہیں' یہ بل ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔

جناب والا! یہ جو لفظ Appropriate amount ہے' اس کو آپ Define کر لیں۔ میں یہ کہوں گا کہ میں نے وہاں ڈیڑھ لاکھ رکھا تھا۔ میں اس بل کی کمیٹی میں گیا تھا۔ میں اس کی اجازت دیتا ہوں کہ تین لاکھ کر لیں' یا چار لاکھ کر لیں۔ بڑی خوشی سے کر لیں۔ لیکن اس کو define کریں۔ اس کے اوپر لکھیں کہ اتنی ہے۔ جناب والا' یہ تو ایسی بات ہوئی کہ جس طرح اللہ تعالٰی کی ذات ہے' اس کے ہاتھ میں سب طاقت ہے' وہ جو کرنا چاہے' کر دے۔ پھر تو یہی ہو گا کہ جو بجٹ آپ کے پاس ہے' وزیراعلٰی جس مد میں جو کرنا چاہے' وہ اسی طرح اپنی صوابدید پر کرتا رہے گا۔ جناب والا' اس کے ساتھ میں نے پہلے بھی بات کی تھی' Retrospective effect جو ہے وہ Bad legislation ہوتا ہے۔ میں نے اس وقت بھی اختلاف کرتے ہوئے یہی لکھایا ہے کہ ہمیں یہ نہیں کرنا چاہیے۔ اب اس میں یہ ہے کہ ہم لوگ یکم جولائی 1985ء سے legalise کر دیں۔ تو ہم اس برے کام میں شریک نہیں رہنا چاہتے کہ ہم اس بل کو موثر ماضی کر دیں۔ یہ بالکل بری بات ہے۔ بعض دفعہ تو یہ بات ہوتی ہے کہ دو ماہ کے لئے' چھ ماہ کے لئے' ایک سال کے لئے۔ لیکن یہاں یہ بات ہے کہ جولائی 1985ء- 1986ء- 1987ء اور 1988ء' یعنی ہم ساڑھے تین سال پیچھے چلے جائیں اور جو کچھ کھیلا بازی ہوئی ہے' جو کچھ اپنی صوابدید کے تابع استعمال ہوا ہے' ہم اس کو یہاں قانونی شکل دے دیں اور اپنے آپ کو اس غلط کام میں شریک کر لیں' ہم اپنے آپ کو اس میں شریک نہیں کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں کیا کہہ رہا ہوں؟ میری ترمیم یہ ہے کہ اس کو عوام کے پاس بھیج دیا جائے۔ کون سی عوام؟ جو اس صوبہ پنجاب کے عوام ہیں۔ وہ جو رائے رکھتے ہیں' وہ دیں گے۔ وہ رائے جناب والا کے پاس آئے گی۔ اس سے یہ تاثر پیدا ہو گا کہ یہ ایک جمہوری عمل ہے کہ آپ اس صوبے میں کیا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ جو رائے دیں گے' اگر وہ کہہ دیں کہ ٹھیک ہے' وزیراعلٰی کو اختیارات دے دو اور یہ ترمیم 1985ء سے موثر ہے اور ان کو اختیار دے دو کہ Appropriate amount کی یہ خود تعریف کریں جو مرضی کریں۔ اگر وہ اجازت دیتے ہیں تو ہم بھی اعتراض نہیں کریں گے۔ لیکن اگر وہ اجازت نہیں دیتے تو پھر میں اس ایوان میں گزارش کرنا چاہتا

ہوں کہ اس میں ایسی بات نہیں کہ آپ حزب اقتدار سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم حزب اختلاف سے۔ صوبہ پنجاب ہم سب کا صوبہ ہے۔ یہ بجٹ ہم سب کا بجٹ ہے۔ ہمیں دیکھنا ہے کہ ہمیں اس بجٹ میں ایسی کون سی کارروائی کرنی ہے جو ہمارے لئے اور صوبہ پنجاب کے عوام کے لئے ٹھیک ہو۔ جو باتیں آج ہم کر رہے ہیں' یہ ریکارڈ پر آئیں گی۔ آنے والی نسلیں پڑھیں گی کہ ان لوگوں نے صوبہ پنجاب کے لئے کیا کیا تھا۔ ہم اس میں اپنے آپ کو شریک نہیں کرنا چاہتے کہ ہم ہاتھ کھڑا کر دیں کہ اس صوبے کا وزیراعلیٰ یہ چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ مجھے اس صوبے میں خدا بنا دو' میں جو چاہوں اور Appropriate کی جو تعریف کروں' وہی ٹھیک ہے۔ اس میں آپ ملوث نہ ہوں۔

تو میرے بھائیو! میں آپ کی خدمت میں یہی گزارش کروں گا کہ ایک تو جو Appropriate amount ہے' ہمیں اس کو رائے عامہ کے لئے بھیجنا چاہیے اور ایک موثر بہ ماضی کرنے کے لئے ہمیں عوام کی رائے لینی چاہیے۔ تو میں ان گزارشات پر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: سردار سکندر حیات صاحب' (تشریف نہ رکھتے تھے)

نواب زادہ غضنفر علی گل: میں بھی اس ترمیم پر بات کرنی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جو محرک ہیں' میں پہلے انہیں اجازت دوں گا۔ چودھری فضل حسین راہی۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ میرے نام کے ساتھ چودھری کبھی نہ لکھا جائے۔ میں نے کبھی نہیں لکھا۔ میں نے پچھلی دفعہ سیکرٹری صاحب سے کہہ کے کٹوایا تھا' اب پتا نہیں پھر کیا بات ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: مجھے پچھلی دفعہ کی بات یاد رہی۔

جناب فضل حسین راہی: چودھری صاحب تو یہ چودھری اختر رسول ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی دوسرا چودھری فیصل آباد میں ہے ہی نہیں۔ آپ بیٹھ جائیں' میں نے آپ کو چودھری بنایا ہے۔ جناب سپیکر! میرے اختیار میں چودھری اختر رسول کو صرف چودھری بنانا ہی ہے' وزیر بنانا نہیں۔ اس لئے میں نے انہیں چودھری بنا دیا ہے۔

چودھری اختر رسول: ان کے نام کے ساتھ نواب زادہ لگا دیا جائے یا خان زادہ لگا دیا جائے۔

جناب فضل حسین راہی: شکریہ! جناب سپیکر۔ میں انتہائی دکھ کے ساتھ آپ سے اجازت طلب

کرتا ہوں کہ مجھے پنجابی میں بات کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: جی' فرمایئے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! اس مسئلے کو اب ویسے بھی ختم کیا جائے۔ یہ کافی ہو چکا ہے۔ اکتالیس سال بعد بھی ہم اجازت لے کر ہی پنجابی میں بولیں گے تو یہ عجیب سا لگتا ہے۔

جناب سپیکر! اس بل کو دیکھ کر مجھے آٹھویں ترمیم یاد آ گئی۔ جو قومی اسمبلی میں پچھلی دفعہ پیش ہوا تھا۔ قومی اسمبلی میں جو بل پیش ہوا تھا' اس کا مطلب یہ تھا کہ جو بھی بے قاعدگیاں ہوئیں' فوجی عدالتوں نے جو بھی سزائیں دی تھیں' جو بھی فوجی عدالتوں نے لوگوں کو غیر قانونی طور پر محبوس رکھا۔ جو بھی کوڑے' قیدیں' پھانسیاں یا جو کچھ بھی ہوا اور پھر ممبروں کو علم تھا کہ وہ غلط ہوا تھا اور جو ممبران ہمارے ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں' انہیں بھی پتا ہے۔

آج یہ بل جو ہمارے سامنے ہے یہ یکم جولائی 1985ء سے لاگو ہو گا۔ میں چاہوں گا کہ ممبر اپنی مرضی کریں ان کا جو دل چاہے وہ کریں جو ان کا لیڈر ان کو کہے وہ کریں جو ان کی جماعت ان کو کہے وہ کریں۔ وہ اپنی جماعت کے بھی پابند رہیں۔ اپنے لیڈر کے بھی پابند رہیں۔ لیکن یہ ضرور دیکھ لیں کہ جو چیز ممبروں کے سامنے پیش ہوئی ہے۔ اس کا عوام سے کیا تعلق ہے اس کا صوبے کی عوام کی فلاح و بہبود کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ اگر وہ سمجھیں کہ یہ بل پنجاب کے عوام کے خلاف بل جا رہا ہے یہ ان کا حق بنتا ہے کہ یہ اسی وقت کہہ دیں کہ جناب آپ ہمارے لیڈر ہیں اور آئی جے آئی ہماری جماعت ہے۔ ہم یہ چاہیں گے کہ یہاں عوام کے حق میں فیصلے ہوں اور عوام کے خلاف فیصلے نہ کئے جائیں۔ ان ممبران کے پاس اختیار ہیں اگر یہ ممبر چاہیں تو یہ ایک قلم کی جنبش کے ساتھ یہ عوام کی وہ حقوق دلا سکتے جو عوام محروم کئے چلے آ رہے ہیں جناب سپیکر ہاؤس میں بہت زیادہ مداخلت ہو رہا ہے۔ آپ ہاؤس کو ان آرڈر فرمائیں۔ غیر متعلقہ کام سے روکا جائے۔ آپ ہی اس کے کسٹوڈین ہیں۔ یہ اچھی روایت نہیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ جی فضل حسین راہی صاحب۔

جناب فضل حسین راہی: اس ایوان میں جو ممبران منتخب ہو کر آئے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں پنجاب کے عوام کی تقدیر ہے۔ پنجاب کے صوبے کے عوام کی تقدیر ہے۔ یہ جب چاہیں اور جس وقت چاہیں یہ پنجاب کے عوام کے حقوق کو دلوانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ سکت رکھتے ہیں۔ اس کے لئے

صرف انہوں نے ہاں کرنی ہے یا نہ کرنی ہے۔ یا تھوڑی سے محنت کر کے بل پیش کرتے ہیں جو پنجاب کے عوام کی بہتری ہو۔ جناب سپیکر میں یہ تسلیم کرتا ہوں جو ایوان میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے پاس اختیار ہیں کہ یہ پنجاب کے عوام کا جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ جو ان کا دل چاہے وہ کر سکتے ہیں۔ لیکن اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو Final لوگ سمجھ لیں یہ درست بات ہے کہ یہ الیکشن کے ذریعے آئے ہیں۔ الیکشن میں عوام کا اعتماد لے کر آئے ہیں اور یہ عوام کے پیار سے اپنی جھولیاں بھر کر آئے ہیں۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں لیکن اس کے باوجود یہاں جو بھی بل پیش ہوتے ہیں یا یہاں جو بھی قانون سازی ہوتی ہے۔ وہ صرف ممبران کے لئے نہیں بنتے وہ عوام کے لئے بنتے ہیں۔ وہ صوبہ پنجاب کے لئے بنتے ہیں ان کو اپنے صوبے پنجاب کے عوام سے پیار کرنا چاہیے۔ جناب سپیکر اس ہاؤس میں جتنے بھی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ درست ہے کہ یہ جیت کر آئے ہیں۔ لیکن اس ایوان کے باہر جو پنجاب کے عوام باہر ہیں ان کو بھی اگر قانون سازی میں شامل کر لیا جائے تو یہ ایک بہت اچھا عمل ہو گا۔ جمہوری حکومتوں کا یہ دستور رہا ہے۔

جمہوری حکومتوں کا یہ اصول رہا ہے کہ وہ عوام کو زیادہ سے زیادہ قانون سازی میں شریک کر کے عوام کی منشا کے مطابق عوام کی خواہش کے مطابق وہ قوانین بناتے ہیں ہم نے اپنی ترمیم میں یہ کہا ہے کہ آپ پنجاب کے عوام کی رائے معلوم کرنے کے لئے اس قانون مشتہر 31 جنوری 1989ء تک کریں۔ تا کہ ہمیں پنجاب کے وکلاء کی رائے مل سکے پنجاب کے Judges کی رائے مل سکے پنجاب کے معیشت دانوں کی رائے مل سکے۔ پنجاب کے وہ لوگ جو پنجاب کے بارے میں لکھتے رہتے ہیں۔ جو اخبارات میں لکھتے رہتے ہیں جو ہم پڑھتے ہیں پنجاب کے دانشوروں کی رائے مل سکے۔ ہمیں اس ضمن صحافیوں کو رائے مل سکے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ قانون بنانے سے پہلے اس کو جتنی بھی چھان پھٹک کر لی جائے تو وہ بہت زیادہ بہتر ہو جاتا ہے۔ میں چاہوں گا کہ وکلاء کی رائے معلوم کرنے کے لئے صحافیوں کی رائے لینے کے لئے معیشت دانوں کی رائے لینے کے لئے اس بل کو مشتہر کیا جائے۔

جناب سپیکر یہ بڑی عجیب بات ہے کہ یہ قانون پیپلز پارٹی کے دور میں بنا اس وقت کی حکومت نے یہ محسوس کیا کہ ہمارے چیف منسٹر کو 40 ہزار روپے اس کی مرضی پر دے دیئے جائیں تا کہ وہ اپنی مرضی سے جہاں مناسب سمجھے خرچ کر سکے اور ساڑھے سات ہزار روپے کابینہ کے منسٹرز کے لئے دیا گیا۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ اصل بل پر بات کر رہے ہیں۔ جب یہ بل زیر غور آئے گا اس وقت یہ

بات کریں۔ اس وقت یہ بات نہیں کر سکتے۔ اگر آپ کی اس پر ترمیم ہو تب ہی ایسا ہو سکتا ہے۔

جناب فضل حسین راہی: میں نے جو ترمیم دی ہے تو وہ آپ نے منظور کی ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو میں نے کر لی ہے تب ہی تو آپ بول رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: اس کے علاوہ نہیں ہے۔ جناب سپیکر! پیسہ ہم عوام سے لیتے ہیں اور یہ پیسہ عوام کے اوپر ہی خرچ کرنا چاہیے۔ جناب ہمارا کردار صرف حکمران کا ہے یا ایک بینک کے کیشیر کا ہے وہ صبح سے لے کر شام تک کئی لاکھ روپے کا لین دین کرتا ہے۔ وہ لوگوں کی امانتیں رکھتا بھی ہے اور اس کو واپس بھی کر دیتا ہے۔ لیکن جو اس کی محنت کا حصہ بنتا ہے اور جو اس کی تنخواہ بنتی ہے وہ کیشیر ایک سینے کے بعد وہی وصول کرتا ہے جب میں اس کیشیر کو دیکھتا ہوں تو ہمیں اپنی بے بسی پر احساس ہوتا ہے۔ ایسے لگتا ہے۔ جیسے پنجاب کے عوام پنجاب کے صوبے کے مالک نہیں ہیں۔ وہ پنجاب صوبے میں کیشیر لگے ہوئے ہیں اور آئے دن یہ کہنا کہ ہم پنجاب کے عوام کے لئے لڑتے ہیں یا پنجاب کے حقوق کے لئے لڑتے ہیں اور پنجاب کے نعرے مارتے ہیں یہ باتیں اس وقت بہت ہی بے معنی لگنے لگتی ہیں جب تم اسمبلی میں بل پیش کرو اور اس میں عوام کا تعلق نہ ہو اس میں تمہاری ذات کا تعلق ہو ہر شخص یہی چاہے گا کہ پنجاب کا تمام تر خزانہ اس کی مٹھی میں آجائے اور اس کے قلم کے ساتھ واپس جانا شروع ہوئے۔

جناب سپیکر! ہر شخص یہ چاہے گا کہ وہ مرکزیت کی شکل اختیار کر جائے اور وہ پنجاب کا مرکز بن جائے اور اس کے ہی ہاتھ میں تمام خزانہ ہو اس کے ہی ہاتھ میں تمام فیصلے ہوں جناب سپیکر فرعون بننے کی خواہش تو ہر کسی کو ہوتی ہے لیکن فرعون کا جو انجام ہے اس کو دیکھنے کے بعد بھی کوئی فرعون رہنا چاہیے تو یہ اس آدمی کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ ریپیٹیشن کر رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب کیا اس سے پہلے کسی نے فرعون کہا ہے۔

جناب سپیکر: باقی آپ تمام باتوں کو دہرا رہے ہیں یہ تمام باتیں آپ کر چکے ہیں۔ شکریہ چودھری شاہنواز چیمہ صاحب۔

چودھری شاہنواز چیمہ: جناب میں پنجابی میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی ہاں آپ پنجابی میں بات کریں۔

چودھری شاہنواز چیمہ: جناب والا! یہ عرض ہے ہم جتنے بھی لوگ اس پارلیمنٹ میں آئے ہیں۔ یہاں پر الیکشن لڑ کر آئے ہیں۔ ہم جب سٹیجوں پر کھڑے ہوتے ہیں تو ہم عوام کے ساتھ بڑے بڑے وعدے کرتے ہیں۔ جب ہم پارلیمنٹ میں جائیں گے تو ہم آپ کے لئے یہ کریں گے وہ کریں گے۔ ہمیں یہ چاہیے کہ جب ہم پارلیمنٹ میں آ جائیں تو ہم ان لوگوں کی ترجمانی نہ کر سکیں تو ان کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔ اپنے آپ پر بھی زیادتی ہے اور ان لوگوں کے ساتھ بھی زیادتی ہے۔ اس لئے کہ جو لوگ بڑے بڑے لیڈر بن جاتے ہیں یا وزیر بن جاتے ہیں ان کو چاہیئے کہ وہ جو وعدے عوام کے ساتھ کر کے آئے ہیں۔ وہ تو کم از کم پورے کریں کیونکہ فلاحی آدمی بول رہا ہے اور میں یہ گھر سے تہیہ کر کے آیا ہوں کہ میں نے اس کی مخالفت کرنی ہے۔ ایک آدمی نے گھر میں اپنی ماں کے ساتھ شرط لگائی کہ دو اور دو تین ہوتے ہیں ماں نے کہا کہ بیٹے دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ تو یہ غلط شرط لگا آیا ہے تم تو ہار جاؤ گے۔ اس نے کہا کہ میں مانوں گا تو ہاروں گا بات تو یہ ہے کہ گل تاں ایہ وے کہ جے کوئی آدمی صحیح گل کرے اوسدا اچھا لیا وینا چاہی دا اے اور اگر اسیں اچھالاں گے تے ایہ پارلیمنٹ دی چلے گی اوہ لوگ جیہڑے لکھاں دے حساب وچ باہر بیٹھے ہوئے نیں جیہڑے ساڈیاں ایس امیداں تے بیٹھے ہوئے نیں کہ ساڈا جا کے ترجمہ کرن گے انہاں لوکاں نوں وی پتا لگے کہ دریشک صاحب نرا ہمدے نئیں بلکہ دریشک صاحب وی بڑے اعلیٰ وزیر نیں۔

راجہ اشفاق سرور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: راجہ اشفاق سرور صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

راجہ اشفاق سرور: جناب والا۔ انگلش میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

I must want to ask the respected member what he is trying to say. We don't understand what he is saying. At least we should make sense of what we say.

یہ سٹریٹ کی جو تقریر ہو رہی ہے۔ راہی صاحب اپنی سیٹ سے پیچھے تشریف لے گئے ہیں۔

He is trying to help him out. What is this, they are wasting time and I would like to bring it to your notice.

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنے بھائی راجہ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ چیمہ صاحب اپنا ما فی الضمیر بیان کر رہے ہیں اور حقائق بیان کر رہے ہیں۔ چونکہ حقائق میں کڑواہٹ ہوتی ہے اور جب تک حقائق کی کڑواہٹ برداشت کی جائے کبھی بھی کوئی انسان

صحیح فیصلہ نہیں کر سکتا ان کا قصور صرف اتنا ہے کہ وہ پنجابی میں بیان کر رہے ہیں۔ ہم یہاں سب آدمی پنجاب کے واسی ہیں وہ اسی زبان میں بات کر رہے ہیں اور راجہ صاحب کو صرف انگلش زبان پسند ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے جناب راجہ صاحب سے عرض کروں گا کہ ہماری مادری زبان پنجابی ہے انگلش نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی چیمہ صاحب۔ تقریر تو آپ خود فرما رہے ہیں اور تاثر راہی صاحب ایسے دے رہے ہیں کہ جیسے راہی صاحب آپ سے تقریر کروا رہے ہیں۔ یہ چیمہ صاحب کی اہلیت پر راہی صاحب! اس طرح کی contribution نہیں ہے۔

چودھری شاہ نواز چیمہ: جناب! میری اہلیت صاف کھلی کتاب کی طرح ہے یہ پتہ لگ جائے گا صرف انگریزی بولنے سے یا کسی دوسری زبانوں میں بولنے سے اچھا اثر نہیں ہوتا اگر اجازت ہو تو میں ایک فارسی میں شعر عرض کروں۔

اگر صد سال گبر آتش فروزد
بہ یک آدم آں اندرو فتد بسوزد

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! آپ کی جو ترمیم ہے وہ یہ ہے کہ یہ بل پاس کرنے کی بجائے پبلک میں مشتہر کرنے کے لئے دے دیا جائے۔ یہ آپ کی ترمیم ہے۔ اس پر آپ تقریر فرما رہے ہیں تو یہ relevant رہتے ہوئے آپ اپنی بات ختم کیجئے۔

چودھری شاہ نواز چیمہ: جی۔ میں جناب شروع کر رہا ہوں کہ (قطع کلامیاں) ایسی کوئی بات نہیں۔ چاہے انگریزی میں بول کے چاہے کسی اور زبان میں بولیں۔ ہم ان کی باتیں سننے آئے ہیں یہ طاقت ور بنے ہوئے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ خدائی فیصلوں میں بھی ان کا عمل دخل ہے ہماری اللہ سے ناراضگی ہے۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! بل پر بات فرمایئے۔

چودھری شاہ نواز چیمہ: جناب! میں بل پر ہی بات کرنے لگا ہوں۔ یہ دوست سمجھتے ہیں کہ یہ خدائی فیصلے کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اگر ہماری یہاں اکثریت ہے تو ہم کوئی خدائی اتار نہیں ہیں اور جو زبان سے نکالیں وہ قانون مملکت اور قانون خدائی بن جائے۔ ان کو انسانوں کے لئے انسانوں والے قانون بنانے چاہئیں۔ اگر اس میں کوئی ترمیم ہو جائے اور عوام میں یہ مشتہر کیا جائے اور عوام کو پتہ

چلا کر ہمارے وزراء اسمبلی میں کیا کر رہے ہیں اور حزب اختلاف کیا کر رہا ہے لہٰذا اس کو اخبارات میں مشتہر کیا جائے تاکہ سارے عوام اس بل کی منظور' نامنظوری کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کر سکیں پھر اس بل کو منظور یا نامنظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ چیمہ صاحب! جی سردار سکندر حیات صاحب کی اس میں ترمیم ہے۔

چودھری شاہ نواز چیمہ: جناب والا! آخری شعر سن لو۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے شعر سنا دیں۔

چودھری شاہ نواز چیمہ: شعر نذر کرتا ہوں۔

میں نے ہر شاخ میں گلشن کے لہو دیکھا ہے
جانے کس بھیس میں پھولوں کو صبا مار گئی
جنہوں نے اجاڑے ہیں گلشن ہزاروں
ہزاروں ہی کلیوں کو غنچوں کو روندا
جانے کیوں سپرد ہے ان کے باغبانی
نہ میں کہہ سکوں گا نہ تم سن سکو گے

ہمیں عوام کے سامنے جواب دہ ہونا پڑتا ہے ہمارا زور نہیں بس آپ ہمیں بولنے کا موقعہ ضرور دے دیا کریں تاکہ ہم اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔

جناب سپیکر: سردار سکندر حیات صاحب۔

جناب دریوس پستونجی: جناب والا! معزز رکن ترمیم پر تقریر کر رہے تھے یا مشاعرہ ہو رہا تھا۔

جناب سپیکر: جی۔ سردار سکندر حیات صاحب!

سردار سکندر حیات خاں: مسٹر سپیکر سر! آپ کی اجازت سے انگریزی میں بات کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ پہلے چند لوگوں نے اعتراض کیا تھا اور کہا تھا کہ پنجابی میں بولیں۔ میں نے پنجابی میں کہا۔ پہلے میری انگریزی ان کی سمجھ میں نہیں آئی پھر پنجابی ان کی سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ جناب شہباز شریف صاحب نے کہا تھا کہ عربی بولیں جو میں بولنے کے لئے تیار ہوں۔ میرے علاقے میں پشتو بولی جاتی ہے وہ بھی میں بولنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب آپ انگریزی میں بات کرنا چاہتے ہیں؟

سردار سکندر حیات خاں: جی جناب۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمایئے۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Mr. Speaker Sir, as regards the Bill about the salaries of the Ministers is concerned, it is very important Bill. It is always said that austerity starts from the top, and if the austerity, the bungling, dhandli or corruption is not stopped from the top it will trickle down to bottom. here it is not a question of people of Punjab or the Ministers, but it is a question of haves and have nots.. It is a question right and wrong. It is a question of privileged and the non-privileged. it is a question of want and need and there the priorities are. Mr. Speaker, they have emphasised so much about the budget. They have emphasised that the center is not giving them enough grants. here I would like to mention that the previous Governments to which some of them are a part of has signed the IMF treaty, in which they have themselves cut their own hands. As regards the grants from the center they must live within their means, and this is a most important thing between a budget and criteria that they must live within their means. The Honorable Chief Minister who loves pomp and show and who believes in grandeur has got five offices of different types and has got three banquets halls. Mr. Speaker, ask the poorman with an increased salary of Rs. 50.00, why not the poormen salary should be increased to five hundred rupees. Why are they not be given their due share ...

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ کی ترمیم کا آپ کو پتا ہے کہ کیا ہے؟

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: It regarding the salaries of the Ministers Mr Speaker.

جناب سپیکر: آپ کو علم ہے کہ آپ کی امینڈ مینٹ فرسٹ ریڈنگ میں ہے۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: I will have to tell the Minister to carry on .....

جناب سپیکر: آپ کی ترمیم یہ ہے کہ پبلک کی رائے لینے کے لئے اسے مشتہر کیا جائے۔

Try to be relevant

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Thank you very much Mr. Speaker, for the guidance. I thank you I got corrected. I would like to leave it to the second and third reading of the Bill. Sir. I would say that it is such an important issue which concerns the public, it is

an issue which concerns the House and it is an issue where the true facts must be brought to the public, that what are the facilities, and what amount of money being taken by a Minister, and how much work he is doing for it, and whether he is just a taker or a giver. Mr. Speaker Sir, I personally think that here the Ministers are takers and usurpers and not the givers. They should learn to give. This is such an important matter that it should be brought to the public, and it should be sent to every corner of Punjab, and they should face whether a Minister should be able to get so much of salary, so much of facilities and so much of allowances, when the people are dying of hunger. Thank you Mr. Speaker.

جناب سپیکر: اس پر Mover کی طرف سے Sufficient بات ہو چکی ہے۔

The amendment moved and the question is:-

That the Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1988, as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by 31st January, 1989.

(the motion was lost)

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Sir, It is the Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges, Bill being taken up, it is the first time that I have seen so many Ministers being here in the House.

MR. SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:-

"That the Punjab Ministers (Salaries, Allowances and privileges) (Amendment) Bill, 1988 as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

(Ist Reading Ends)
Now, we take up the Bill clause by clause

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں اس میں یہی گزارش کروں گا کہ اس روز تو آپ نے کہہ دیا کہ آپ کی طرف سے کچھ زیادہ ہی بلہ گلہ ہوا ہے تو آپ نے ہمیں اس حق سے محروم کر دیا۔ جناب والا آج تو بڑا پرامن یہ ایوان جا رہا ہے تو جناب والا فرسٹ ریڈنگ کا ہمیں موقع دیجئے۔

جناب سپیکر: فرسٹ ریڈنگ پر آپ بات کر چکے۔ آپ کی ترمیم تھی اور آپ اس پر بول چکے۔

میاں منظور احمد موہل: نہیں جناب والا وہ تو فرسٹ ریڈنگ تھی اور وہ تو Eliciting for public opinion تھی۔

جناب سپیکر: جی۔ وہی فرسٹ ریڈنگ ہے۔

میاں منظور احمد موہل: نہیں۔ جناب والا! اس سے اگلا سٹپ بھی تو آتا ہے۔ اس میں تو وہی ممبران آئے ہیں جنہوں نے ترمیم دی تھی۔

جناب سپیکر: جی۔ اس میں انہوں نے ہی تو آنا ہے جنہوں نے ترمیم دی ہے۔ فرسٹ ریڈنگ میں آپ کی ترمیم تھی اور یہ آپ کی طرف سے' سردار صاحب کی طرف سے' راجہ صاحب کی طرف سے اور چیمہ صاحب کی طرف سے یہ ترمیم تھی میں نے آپ چاروں صاحبان کو بولنے کی اجازت دی ہے اور آپ نے اس پر مکمل بات کی ہے اس کے بعد میں نے اس ترمیم کو ووٹنگ کے لئے put کیا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! وہ ترمیم اس لحاظ سے تھی کہ آیا اس کو مشتہر کیا جائے یا نہیں۔ اس پر فیصلہ آگیا کہ اس کو مشتہر نہ کیا جائے۔ جناب والا! میں نے اس بل کی Validity کو چیلنج کیا ہوا ہے تو جناب والا اس کی فرسٹ ریڈنگ کیسے ہو گئی میں نے تو ابھی on the Bill as a whole بولنا ہے تو یہ کلاز بائی کلاز تو بعد میں آئے گی یہاں پر قومی اسمبلی کے لیجسلیٹر بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور پارلیمنٹرین بھی بیٹھے ہوئے ہیں تو جناب والا یہ وہ ترمیم مسترد ہوئی ہے جو اس کو مشتہر کرنے کے بارے میں ہے چونکہ میں نے اس بل کی مخالفت کی ہے .I have not only opposed the Bill

جناب سپیکر: آپ Rules کے مطابق میری رہنمائی فرمائیے کہ آپ کو اس میں بولنے کی اجازت دینا ضروری تھی اور اگر آپ مجھے مطمئن کر دیں گے تو میں اس کی تصحیح کر لوں گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! عرض یہ ہے کہ جونہی وزیر قانون صاحب نے اس بل کو اس ایوان میں Consideration کے لئے پیش کیا پرسوں رات گیارہ بج کر 55 منٹ پر میں نے اس پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا کہ یہ بل ایوان کے آگے پیش نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: جی۔ آپ فرمائیے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: اور آپ نے اس پر آج یہ فیصلہ دیا ہے کہ آپ میرے اس پوائنٹ

آف آرڈر پر اپنا فیصلہ محفوظ رکھتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بل Has been opposed اس کے بعد کچھ ترامیم تھیں کہ اس بل کو کمیٹی کے بعد فرسٹ ریڈنگ کے پیش ہونے سے پہلے عوام میں مشتہر کیا جائے اس ترمیم کو آپ نے مسترد کیا ہے اس کی فرسٹ ریڈنگ ابھی ہوئی ہے میں نے اپنے Oppose پر اس بل کی Validity کو چیلنج کیا ہوا ہے اس میں ہم ابھی کلاز پر تو آئے نہیں۔ ابھی تو میں نے Bill as a whole کرنا ہے۔

جناب سپیکر: جی۔ نہیں۔ اس پر میں اتفاق نہیں کرتا۔ آپ جب Rules کا حوالہ دے کر مجھے مطمئن کر دیں گے تو میں اپنی تصحیح کر لوں گا۔ آپ اس وقت تشریف رکھئے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! آپ میری بات تحمل سے سن لیں اس کے بعد ہو گا وہی جو آپ چاہیں گے۔ یہ مجھے علم ہے کہ آپ کدھر بیٹھے ہیں یہ آپ کا استحقاق آپ کا Prerogative ہے۔

You may rule out my point of order or the proceedings.

جناب سپیکر: یہ آپ کیا بات کر رہے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میری عرض یہ ہے کہ ایک بل وزیر قانون نے اس ایوان میں Consideration کے لئے پیش کیا اور میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا کہ یہ بل اس ایوان میں پیش ہی نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ غیر متعلقہ بات کر رہے ہیں۔ میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا۔

میاں منظور احمد موہل: میں نے جناب والا۔ وہ دیکھ لیا ہے کہ جو Eliciting opinion والا ہو تو وہی فرسٹ ریڈنگ ہوتی ہے۔ اس سے میں اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن جناب والا اس میں بات یہ ہے کہ انہوں نے اس بل کو Oppose کیا تھا جب یہ بل پیش ہوا تھا باقی جو Version ہے مجھے بھی اس کے بارے میں مغالطہ تھا اور یہ میں نے ابھی دیکھی ہے۔

جناب سپیکر: جی ہاں۔

میاں منظور احمد موہل: اور جب سرکولیٹ کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ نواب زادہ صاحب کا مغالطہ آپ دور فرما دیں۔

میاں منظور احمد موھل: نہیں جناب والا۔ یہ تو ٹھیک ہے۔ اس میں جو Concede کرنے والی بات ہے وہ تو ہم Concede کرتے ہیں۔ وہ آپ کا Point of view ٹھیک ہے لیکن انہوں نے بھی اسی روز اس بل کو As a whole oppose کیا ہوا ہے تو میرے خیال میں جس نے مخالفت کی ہوتی ہے اسے حق ملتا ہے جناب والا۔

جناب سپیکر: اب ہم کلازز کو Take up کرتے ہیں۔

Now Clause-2 of the Bill is under consideration. Since there is not amendment in it, the question is ......

میاں منظور احمد موھل: نہیں جناب والا اس میں ترمیم ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ کلاز 2 میں کوئی ترمیم نہیں ہے۔

میاں منظور احمد موھل: جی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں میرے پاس نہیں ہے۔

میاں منظور احمد موھل: جناب والا! آپ ان سے پتہ کریں یہی تو جناب والا میں نے صبح گزارش کی تھی۔

جناب سپیکر: جی Money Bill کے لئے حکومت کی اجازت ضروری ہے۔

میاں منظور احمد موھل: جناب والا! میں وہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ پیش ہوا اور میں نے ترمیم دی اس ترمیم پر جناب والا آپ نے جو Observe کیا اور آپ نے سیکرٹری نے مجھے اطلاع دی۔

With reference to your notices of amendment in Clause No.1 and 2 of the Punjab Ministers' Salaries.... etc., etc.,

that mr. Speaker has determined that the said Bill being a Money Bill, no amendment can moved therein under Article-115 (2) (b) of the Constitution read with rule 85(3) of the Procedure. You are, therefore, requested to please obtain previous sanction of the Government for moving the amendment.

جناب سپیکر: جی۔ یہ میرے علم ہے۔

میاں منظور احمد موھل: اب جناب والا! میں اس کے لئے گورنر صاحب کو ملا اور میں نے یہ

مسئلہ ان کے سامنے رکھا تھا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب۔ یہ میرے علم میں بھی ہے۔ مجھے گورنر صاحب کی چٹھی آئی ہے میں نے اس کو پڑھ لیا ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! انہوں نے یہ کہا تھا اور اس چٹھی میں جو خاص بات تھی وہ یہ تھی کہ انہوں نے وزیراعلیٰ صاحب کو لکھا تھا کہ

Keeping in view the urgency of the matter, I would like to have you advice please before the Bill is taken up.

یعنی بل کو ٹیک کرنے سے پہلے جناب والا کو چٹھی لکھی تھی۔ اب مجھے آگے نہیں پتہ ہے کہ اس کے بارے میں Advice گئی ہے یا نہیں گئی ہے یا اس کی کیا صورت حال ہے کیونکہ میں کہوں گا کہ جب ان کے علم میں بات آگئی تھی۔

جناب سپیکر: مجھے اس کا علم ہے کہ اگر Advice ہوتی اور اس پر گورنر صاحب نے آپ کو Consent دی ہوتی تو وہ ہمارے پاس آگئی ہوتی۔ ہم آپ کو Move کرنے کی اجازت دیتے اور اس ترمیم کو ہم کلاز 2 کے ساتھ شامل کر لیتے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! اس میں یہ گزارش کروں گا کیونکہ ان کی طرف سے یہ کہا گیا کہ

Keeping in view the urgency of the matter, I would like to have your advice please the Bill is taken up.

یعنی بل کو lay کرنے سے پہلے یہ صورت حال انہوں نے لکھی تھی اور بل تو آپ نے کل ہی رات کو پیش کر دیا تھا۔ یعنی بل کو ٹیک کرنے سے پہلے یہ صورت حال انہوں نے لکھی تھی۔ بل جناب نے کل ہی رات کو پیش کر دیا تھا۔

جناب سپیکر: جی اس میں میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے گورنر صاحب کو Advice دے دی ہے کہ اس پر Consent نہیں دی جا سکتی۔ مجھے یہ لاء منسٹر صاحب نے بتایا ہے۔

میاں منظور احمد موہل: ٹھیک ہے۔ شکریہ!

MR SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it

The question is:-

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 2 do stand part of the Bill.

Now, clause 3 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is:-

"That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

Now, clause 1 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is:-

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 1 do stand part of the Bill.

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! جب آپ کہتے ہیں کہ اس میں کوئی Amendment نہیں ہے تو پھر موصل صاحب نے وہ جو طریقہ اختیار کیا تھا وہ Amendment دینے کے لئے کیا تھا۔ انہوں نے اپنی ترمیم آپ کو Move کی۔ آپ نے چٹھی لکھ دی۔ اس کے بعد وہ گورنر صاحب کے پاس گئے اب گورنر صاحب کی چٹھی بھی آپ کو آگئی ـــــــ

جناب سپیکر: وہ ساری ریکارڈ میں آچکی ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جی ریکارڈ میں تو آچکی ہے لیکن جناب سپیکر وہ Amendment کے لئے ریکارڈ میں آئی تھی ـــــــ

جناب سپیکر: Amendment اگر یہاں ہمارے پاس قواعد کے مطابق آئے گی تو اس کو Entertain کریں گے۔

جناب فضل حسین راہی: آپ جب یہ کہتے ہیں کہ

Since there is no amendment.

جناب سپیکر: یہ آپ کی بات درست ہے۔ لیکن اس میں جو Amendments میاں صاحب نے Move کی ہیں اور جیسے اس کا پراسیس ہوا ہے کہ یہ گورنر صاحب کے پاس گئی ہیں انہوں نے ہمیں چٹھی لکھی ہے۔ چیف منسٹر صاحب نے ان کو ایڈوائس کیا ہے یہ ساری بات اس لئے آگئی ہے کہ یہ ریکارڈ میں رہے تو یہ ساری بات ریکارڈ پر آگئی ہے۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! اس میں Being the money bill there is no amendment یہ لفظ کر دیں تو پھر Clarify ہو جاتا ہے ورنہ یہ ہو گا کہ کسی ممبر نے اس پر کوئی Amendment نہیں دی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کی Correction کر لی جائے کہ Being the money bill there is no amendment

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it being a money Bill -

The question is:-
"That Preamble of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

The Preamble do stand part of the Bill.
Now, Long Title of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -
It becomes part of the Bill.
Minister for Law Please.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:-
"That the Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1988, be passed.

MR SPEAKER: The motion moved is:-
"That the Punjab Ministers (Salaries, Allowances and privileges) (Amendment) Bill, 1988, be passed.

آوازیں : اپوز۔ اپوز Opposed.

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر اب آپ نام لکھ لیں کیونکہ پھر یاد نہیں رہے گا۔

جناب سپیکر: تو اس پر درج ذیل ممبر صاحبان Oppose کرتے ہیں۔

(1) نواب زادہ غضنفر علی گل

(2) سردار سکندر حیات خان
(3) جناب فضل حسین راہی
(4) میاں اظہر حسن ڈار
(5) محمود الحسن ڈار
(6) جناب علی اکبر مظہر وینس
(7) جناب محمد شاہنواز چیمہ
(8) سید ناظم حسین شاہ

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! آج آپ دوسرے بل تو نہیں لے رہے؟ کیونکہ میری اگلے بلوں میں amendments ہیں۔

جناب سپیکر: اگر ٹائم ہوا تو پھر اگلے بل کو بھی لے لیں گے۔

میاں منظور احمد موہل: نہیں سر یہ تو اب ٹائم ہی نہیں ہے۔ کیونکہ میں جانا چاہتا تھا اور میری ان بلوں میں Amendments ہیں۔

جناب سپیکر: ٹائم بڑھایا بھی جا سکتا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا ٹائم بڑھایا جائے۔ شام تک کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کی صورت یہ ہے کہ اس پر میں آپ کو بولنے کی اجازت دے سکتا ہوں اگر آپ کی اس پر Amendments ہوتیں۔ اب چونکہ اس بل میں Amendment نہیں ہیں۔

سردار سکندر حیات خان: جناب والا! میری Amendment ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب آپ کی Amendment first reading پر تھی۔ اس میں آپ کی امنڈمنٹ نہیں ہے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: Sir, at the first reading stage I opposed Bill. I raised a point of order.

جناب سپیکر: آپ سن لیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا۔ میں نہ کچھ سناؤں۔

جناب سپیکر: جی میں آپ کی بات سن چکا ہوں۔ میں آپ کو Rules qoute کرتا ہوں _____ آپ تشریف رکھیں۔

"When a motion that the Bill be passed has been made the general provision of the Bill may be discussed, but only with reference to the amendments, if any, made in the Bill".

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: Yes. But not by the mover.

جناب سپیکر: Mover کی قید نہیں ہے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: No. No.

جناب سپیکر: Mover کی قید نہیں ہے لیکن اس کا مسئلہ جو ہے وہ یہ ہے کہ Being a money bill چونکہ اس میں Amendment نہیں آ سکتی۔ Money bill کی وجہ سے اس میں Amendment نہیں آ سکی اس لئے ان Amendments کے دائرے میں آپ بات کر سکتے تھے لیکن اب چونکہ Amendments نہیں ہے اس لئے آپ بات نہیں کر سکتے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا اس کی تین ریڈنگ ہوتی ہیں یا نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: جی یہ تیسری ریڈنگ ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: اچھا جی ____ میں عرض کر رہا ہوں کہ فرسٹ ریڈنگ پر بلکہ اس سے پہلے اس کو میں نے Oppose کیا اور میرا یہ استحقاق تھا کہ میں فرسٹ ریڈنگ پر بولتا۔ جناب والا سن لیں۔ میں نے اس کو oppose کیا ہے۔ آپ جو مرضی کریں۔ ہمیں پتا ہے کہ ہمیں اس ایوان سے Remedy نہیں ملے گی۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو Rules بتائے ہیں اور مجھے آپ نے Rules کے اندر بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ آپ مجھے Rules بتائے جن کے تحت آپ کو تھرڈ ریڈنگ پر بات کرنے کا حق ہے

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا میں Rules بتا رہا ہوں __________

جناب سپیکر: Rules quote کیجئے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: Unless to you listen to me.

جناب والا Rules یہ ہیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات سنوں گا لیکن آپ مجھے rules quote کیجئے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جی میں سنا رہا ہوں۔ جناب والا سنیں تو سہی۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو رول qoute کیا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: آپ جو مرضی فیصلہ کریں۔ مجھے پتہ ہے کہ اس کرسی پر بیٹھ کر آپ نے جو فیصلہ کرنا ہے۔

جناب سپیکر: مرضی نہیں Rules کے مطابق۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب Rules کے مطابق بات یہ ہے کہ پہلی ریڈنگ جو ہوتی ہے اس پر جو Oppose کرتا ہے اس کو بولنے کی اجازت ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب اگر آپ کے پاس Rules ہیں تو quote کیجئے۔

Otherwise take your seat please.

نواب زادہ غضنفر علی گل: جی Rules بتا رہا ہوں کہ پہلی خواندگی میں آپ نے مجھے بولنے کی اجازت نہیں دی۔

جناب سپیکر: میں نے فیصلہ دے دیا ہے کہ اس پر اب آپ Rules کے مطابق بات نہیں کر سکتے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! اس میں یہ ہے کہ پہلی خواندگی کے وقت جو Oppose کرتا ہے اس کو بولنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ آپ نے مجھے پہلی خواندگی پر بولنے کی اجازت نہیں دی۔

جناب سپیکر: جی' Sorry' مجھے افسوس ہے آپ کے پاس Rules نہیں ہیں اور آپ قواعد کے خلاف بات کرتے ہیں۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ I dis-allow- میں Rules کے خلاف آپ کی کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔

I cannot permit you to speak, this is provided in the Rules

Sorry... Take your seat Nawabzada Sb.

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! آپ نے میری بات نہیں سنی۔ میں نے فرسٹ ریڈنگ پر Oppose کیا تھا۔ میں آپ کے رویے کے خلاف واک آؤٹ کرتا ہوں۔

MR. SPEAKER: The motion moved and the question is that the :-
"The Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1988" be passed.

(The Motion was carried)

The Bill is passed and

یہ ایوان کل صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی بروز منگل' 27 دسمبر 1988ء صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل، ۲۷ دسمبر ۱۹۸۸ء

(سہ شنبہ ۱۵ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ)

جلد ۳ ---- شمارہ ۱۲

سرکاری رپورٹ

مندرجات

منگل ۲۷ دسمبر ۱۹۸۸ء

		صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ	------	۱۲۲۳
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	------	۱۲۲۴

مسئلہ استحقاق:

سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کی سالگرہ کے موقع پر پاکستان ٹیلی ویژن سے خصوصی پروگرام نشر کرنے کے بارے میں چیئرمین ٹیلی ویژن کارپوریشن کی پریس کانفرنس	------	۱۲۵۹

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیسرا اجلاس

منگل ۲۷ دسمبر ۱۹۸۸ء
(سہ شنبہ ۱۵ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۹ بجے جناب ڈپٹی سپیکر
سردار حسن اختر موکل، کی صدارت میں منعقد ہوا۔
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
وَالضُّحٰى ○ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ○ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ
وَمَا قَلٰى ○ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ○ وَلَسَوْفَ
يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ○ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ○
وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ○ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ○
فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ○ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ○
وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ○ سورۃ الضحیٰ 1-11

آفتاب کی روشنی کی قسم اور رات (کی تاریکی) کی جب چھا جائے۔ اے محمدؐ تمہارے پروردگار نے نہ تو تم کو چھوڑا اور نہ تمہارے لئے پہلی (حالت یعنی دنیا) سے کہیں بہتر ہے اور تمہیں پروردگار عنقریب وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔ بھلا اس نے تمہیں یتیم پا کر جگہ نہیں دی (بے شک دی) اور رستے سے ناواقف دیکھا تو سیدھا رستہ دکھایا اور تنگ دست پایا تو غنی کر دیا۔ تو تم بھی یتیم پر ستم نہ کرنا اور مانگنے والے کو جھڑکی نہ دینا اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا بیان کرتے رہنا۔

وما علینا الا البلاغ

سیکرٹری اسمبلی : معزز اراکین' توجہ فرمائیں۔ قواعد انضباط کار کے تحت جو Pannel of Chairman مقرر کیا گیا تھا' ان میں سے کوئی بھی آج موجود نہیں۔ سپیکر صاحب اور ڈپٹی سپیکر صاحب اپنی معروفیات کی وجہ سے ابھی تک تشریف نہیں لا سکے۔ لہذا قاعدہ 14 (2) کے تحت :

14 (2). "If at any time, at a sitting of the Assembly neither the Speaker nor the Deputy Speaker nor any person on the panel of Chairman is present, the Secretary shall inform the Assembly accordigly and the Assembly shall, by a motion, elect one of its members present to preside at the sitting."

لہذا آپ تحریک کے ذریعے کسی فاضل ممبر کا اسم گرامی تجویز فرما دیں اور اکثریت کے فیصلے سے انہیں چیئرمین کے فرائض سونپے جائیں۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: I propose that Mian Manzur Ahmed Mohal may take the Chair.

(The Motion was carried)

(میاں منظور احمد موہل بوقت دس بجے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین : وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب احمد بخش تھیم صاحب۔

میاں محمود الرشید: پوائنٹ آف آرڈر۔ میری تحریک استحقاق ہے۔ سب سے پہلے تحریک استحقاق کو لینا چاہیئے' وہ دو تین دن سے ملتوی چلی آ رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے وقفہ سوالات ہوتا ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

کگڑہٹہ رنگ پور سڑک کی تکمیل

☆ 1- **جناب احمد بخش تھیم:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گگڑ ہٹہ رنگ پور روڈ کے بقایا چار میل کے ٹکڑا کی تکمیل نہیں ہوئی حالانکہ زمینداروں نے آٹھ (8) سال قبل زمین کی قیمت بھی وصول کر لی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ دریائے چناب رنگ پور کے مقام پر کشتیوں کا پل منظور ہو چکا ہے۔ جس سے خانیوال کبیر والا کے لوگوں کو میانوالی۔ لیہ اور تونسہ جانے کے لئے اسی (80) میل کا فاصلہ کم طے کرنا پڑے گا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گگڑ ہٹہ رنگ پور روڈ کے باقی ماندہ حصہ کی تکمیل کرنے اور دریائے چناب پر کشتیوں کا پل تعمیر کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات تھیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ گگڑ ہٹہ رنگ پور روڈ کے بقایا چار میل کی تکمیل نہیں ہوئی البتہ صرف تین میل کی تکمیل ہونا باقی ہے کل سڑک کی لمبائی دس میل ہے اور تمام لمبائی کی زمین حاصل کی جا چکی ہے اور زمینداروں کو معاوضہ ادا کر دیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ البتہ پل تعمیر ہونے کے بعد خانیوال کبیروالا کے لوگوں کو میانوالی' لیہ اور تونسہ جانے کے لئے تقریباً" پینتالیس (45) میل کم فاصلہ طے کرنا پڑے گا۔

(ج) فی الحال کوئی سکیم گگڑ ہٹہ تا رنگ پور بقیہ تین (3) میل کی تکمیل کے لئے زیر غور نہ ہے اور دریائے چناب پر کشتیوں کا پل تعمیر کرنے کی بھی کوئی سکیم نہیں ہے۔

میاں منظور احمد موہل: ضمنی سوال۔ جناب والا! سوال کے جز "ج" کے تحت فاضل ممبر نے پوچھا تھا کہ اگر یہ سڑک نہیں بنائی ہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ تو انہوں نے جواب میں فرمایا ہے کہ:

"...... تین میل کی تکمیل کے لئے زیر غور نہ ہے اور دریائے چناب پر کشتیوں کا پل تعمیر کرنے کی بھی کوئی سکیم نہیں ہے"

وجوہات نہیں بتائیں۔ براہ مہربانی وجوہات بھی بتائیں گے' کیوں کہ سوال میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! محکمہ خزانہ نے ایک چٹھی لکھی تھی اس سڑک کی تقریباً"

6 میل کی لمبائی ہے۔ جو مکمل ہو چکی ہے۔ اس کی اے ڈی پی اس طرح ہے کہ 74-1973ء میں 8 لاکھ روپیہ اس سڑک کے لئے مختص کیا گیا 75-1974ء میں 8 لاکھ روپیہ دوبارہ دیا گیا۔ 76-1975ء میں ایک بار پھر 8 لاکھ 85 ہزار پانچ سو اسی روپے 77-1976ء میں دس لاکھ 44 ہزار روپے اور 78-1977ء میں 68 ہزار دو سو اسی روپے اب یہ سڑک تقریباً" مکمل ہو چکی ہے اور ایک میل اور بھی سڑک بنائی گئی ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے ان کو وجوہات بتانے کے لئے ضمنی سوال کیا تھا۔ لیکن وزیر موصوف وجوہات نہیں بتا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ یہی بتا رہے ہیں کہ جوں جوں فنڈ آتے رہے سڑک مکمل کراتے رہے۔ وہ اسی طرف آ رہے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: باقی تین میل سڑک کے لئے جونہی ان کو رقوم ملیں گی ابھی تک محکمہ خزانہ نے رقم نہیں دی ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں نے ان سے وجوہات معلوم کی ہیں۔ جو یہ نہیں بتا رہے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: ایسی کوئی بات نہیں ہے جتنی اے ڈی پی ملی تھی وہ خرچ کر دی گئی ہے۔

نواب احمد بخش تھیم: جناب والا! یہاں پر ایک پل منظور کیا گیا تھا جس سے کبیر والا خانیوال کے لوگوں کو میانوالی لیہ اور تونسہ جانے کے لئے اسی میل کا فاصلہ کم طے کرنا پڑے گا۔ ہمیں رنگ پور جانے کے لئے 85 میل کا سفر طے کرنا پڑتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھیم صاحب یہ ضمنی سوال نہیں ہے آپ ضمنی سوال کریں۔

نواب احمد بخش تھیم: کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ کیا وجہ ہے یہ منصوبہ مکمل کیوں نہیں ہوا جبکہ یہ منصوبہ 1976ء میں منظور ہوا تھا اور یہ وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے منظور کیا تھا۔ لیکن اس کو فخر امام صاحب نے مکمل نہیں ہونے دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھیم صاحب! آپ تشریف رکھئے۔ یہ آپ کا ضمنی سوال نہیں بنتا۔

میاں محمود الرشید : جناب سپیکر! ☆

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا یہ نکتہ اعتراض نہیں بنتا۔

میاں محمود الرشید : جناب والا! ☆

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ تشریف رکھیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! ہم چاہتے ہیں کہ ایوان کی کارروائی بڑے اطمینان سے ہو انہوں نے ایسی بات کر کے خواہ مخواہ ایوان کی فضا کو مکدر کیا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ ہم اسمبلی کی کارروائی بڑے خوشگوار ماحول میں چلانا چاہتے ہیں ان میں کسی کے جذبات یا کسی ایسے مسئلے پر جس سے لوگوں میں ہیجان پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اس مسئلے کو غیر ضروری طور پر ایوان میں نہیں لانا چاہئے۔ یہ مسئلہ آج سے کئی سال پہلے کا ہے اس پر بہت کچھ ہو چکا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ایسے معاملات اٹھانے کی اجازت نہ دیں یہ مخصوص وجوہات کی بناء پر اٹھائے جا رہے ہیں۔ لیکن ہم نے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ ہم ایوان کی کارروائی کو خراب نہ کریں۔ بشرطیکہ ہمارے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچائیں اور اس کارروائی سے حذف فرمائیں اور اس قسم کی باتیں کرنے سے منع کریں۔

میاں محمود الرشید : جناب والا! ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر آرڈر۔ تشریف رکھیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! ☆

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں جی! شاہ صاحب

سید علی ہارون شاہ: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ جب آپ نے ان کو اجازت نہیں دی اور آپ نے ان کی بات کو Rule out کیا اس کے بعد پھر یہ کھڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے وہی الفاظ

(☆ ☆ ☆ بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے)

دہرائے ہیں تو یہ تو انہوں نے آپ کی رولنگ کی خلاف ورزی کی ہے۔ میں اس ضمن میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں یہ صرف اسمبلی کی بات نہیں ہے۔ یہ بات یہاں کرنے کی نہیں یہ نہ صرف اسمبلی کی فضا خراب کر رہے ہیں بلکہ یہ باہر ملک کے اندر بھی فضا خراب کر رہے ہیں کل جب ہماری وزیراعظم بے نظیر بھٹو اور وزیراعلیٰ نواز شریف کے درمیان کوئی گفتگو ہوئی ہے اور ایک مفاہمت کی فضا پیدا ہونے لگی ہے لیکن یہ اس قسم کے لوگ ہیں کہ جن کے نزدیک ہمارے ملک کے مفادات عزیز نہیں ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے ملک کے اندر اس قسم کے حالات پیدا کریں ------

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ تشریف رکھیں اور اس کارروائی کو چلنے دیا جائے۔ کوئی ایسی بات نہ کی جائے ------ نواب زادہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! ہر ایک نے ایک دن مرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپس میں گفتگو مت کریں (شور) تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے یہ بہت افسوس سے کہنا پڑے گا کہ آپ جیسے اچھے دوست جو ہیں وہ بھی کارروائی کو خوشگوار ماحول میں نہیں چلنے دیتے یہ بہت ہی افسوس کی بات ہے۔ میں نے ان کا پوائنٹ آف آرڈر Rule out کر دیا تھا۔ ہارون شاہ صاحب کی بات کے بعد یہ بات ختم ہو گئی تھی۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ نواب زادہ صاحب نے پھر وہی بات شروع کر دی۔ میں آپ دوستوں سے گزارش کروں گا کہ کوئی ایسی بات یہاں نہ کی جائے جس سے کسی دوست کے جذبات مجروح ہوں۔ تو میری یہی آپ سے گزارش ہے کہ اس ماحول کو خوبصورت بنائیں --- جی موہل صاحب۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے شروع میں بھی یہی عرض کی تھی کہ ہم تو افہام و تفہیم سے چل رہے ہیں اور کارروائی بڑے امن سے چل رہی تھی لیکن فاضل دوست نے یہ بات پیدا کی اور وہ فاضل دوست اپنی سیٹ سے نہیں بول رہے۔ یہاں یہ کتنی قواعد کی مٹی پلید کی جا رہی ہے۔ یعنی فاضل ممبر اصغر گجر صاحب ہیں۔ وہ اپنی سیٹ پر نہیں بیٹھے ہوئے اور نہ وہاں سے بولے ہیں۔ ان کی سیٹ وہاں ہے۔ وہاں چونکہ منسٹر صاحب درخواستوں پر آرڈر لکھ رہے ہیں۔ وہ دوسری جگہ پر بیٹھے بول رہے ہیں۔ یعنی جناب والا! اس ہاؤس میں اب یہ بھی احترام نہیں

رہا۔ یہ ایک قاعدے کے تابع ہے کہ معزز ممبر اپنی سیٹ پر سے ہی کھڑے ہو کر بول سکتا ہے کسی دوسری سیٹ سے نہیں بول سکتا۔ اب یہاں یہ بھی ہو رہا ہے کہ کوئی کدھر بیٹھا ہوا ہے اور اپنی سیٹ پر نہیں ہے بلکہ دوسری سیٹ سے بول رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی موہل صاحب! آپ نے درست فرمایا۔ اس ہاؤس کا وقار بھی آپ نے بحال کرنا ہے۔ آپ نے ہی اسے پیش نظر رکھنا ہے۔ یہ معزز اراکین کا کام ہے کہ اس ہاؤس کے وقار کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ میں آپ کا احسان مند ہوں میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ سارے دوستوں نے اس ماحول کو خوشگوار بنایا۔ آپ تشریف رکھیں۔ وصی ظفر صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! وہی میں عرض کر رہا ہوں کہ میاں صاحب کی بات سے ماحول خراب ہوا ہے لہذا اس بات سے لے کر یہ تمام کارروائی حذف کی جائے۔ ہماری طرف سے جو بات ہوئی اور جو ان کی طرف سے ہوئی ہے حذف کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ ساری کارروائی جس سے یہ ماحول ناخوشگوار ہوا ہے حذف کر دی جائے۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ میں آپ دوستوں سے درخواست کروں گا کہ خاموشی اختیار کریں۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ اس مالی سال میں اس سڑک کے بنانے کی مد میں کوئی رقم رکھی گئی ہے اور اگر رکھی گئی ہے تو کتنی؟ کیونکہ انہوں نے جواب میں فرمایا ہے کہ بشرطیکہ تجویز کردہ مکمل فنڈ مہیا ہو سکے اور یہ کتنے سال میں تجویز کریں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں نے تو پہلے عرض کر دیا کہ اس سال کے اے ڈی پی میں اس سڑک کے لئے کوئی فنڈ مخصوص نہیں کئے گئے۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! میرا آخری سوال ہے کہ کیا یہ فنڈ اس وجہ سے نہیں رکھے گئے کہ وہاں سے ان کے ایم پی اے ہار گئے ہیں اور اپوزیشن کے ایم پی اے جیتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر موصوف پہلے ہی یہ بتا چکے ہیں کہ محکمہ خزانہ نے فنڈز مہیا نہیں کئے جس کی وجہ سے کام نہیں ہو رہا۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! میں وجہ پوچھ رہا ہوں کہ آیا فنڈ نہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کے منتخب شدہ ایم پی اے اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر موصوف پہلے بھی بتا چکے ہیں کہ محکمہ خزانہ نے فنڈز مہیا نہیں کئے۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! میرے سوال کا انہوں نے جواب نہیں دیا۔

نواب احمد بخش تھیم: جناب والا! وہاں نہ کوئی چیز گئی ہے نہ کوئی کام ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال نمبر2

لالہ موسیٰ نونانوالی روڈ کی تعمیر

☆ 2- **میاں طارق محمود:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) لالہ موسیٰ نونانوالی روڈ کی تعمیر کب شروع کی گئی تھی اور کس کس ٹھیکیدار کو کتنی رقم کا ٹھیکہ دیا گیا۔

شرائط کے تحت متعلقہ ٹھیکیدار کو کس تاریخ تک سڑک کی تعمیر مکمل کرنا مطلوب تھی۔

(ب) کیا مذکورہ سڑک مکمل ہو چکی ہے اگر نہیں تو کتنے حصہ پر ابھی کام باقی ہے اور کب تک مکمل ہو گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) لالہ موسیٰ نونانوالی روڈ کی تعمیر دسمبر 1986ء سے شروع کی گئی جس کا ٹھیکہ دو حصوں میں مختلف ٹھیکیداروں کو دیا گیا۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار نام ٹھیکیدار	تخمینہ	تجویز کردہ تاریخ تکمیل
1- میل نمبر0 تا میل 5		
میسرز صفدر حسین بھٹی	24-35 لاکھ	22-7-87
2- میل نمبر5 تا 10		
میسرز جاوید اختر اینڈ کو	25-72 لاکھ	22-7-87

(ب) اب تک کل لمبائی دس (10) میل میں سے 6-5 میل سڑک مکمل ہو چکی ہے۔ باقی حصہ میں کام شروع ہے سوائے 4 فرلانگ جو سیلاب کی وجہ سے شدید خراب ہوئی ہے الاٹمنٹ کے

مطابق پچھلے مالی سالوں میں جو رقم مختص ہوئی وہ پوری طرح خرچ ہو گئی۔ چونکہ پورے فنڈز مہیا نہ تھے۔ لہٰذا کام کی تکمیل میعاد بڑھ گئی رواں مالی سال میں سڑک ہر طرح سے مکمل ہو جائے گی۔ بشرطیکہ تجویز کردہ مکمل فنڈز مہیا ہو سکے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ سڑک کا کام بالکل بند ہے اور اس طرف کوئی اور دوسرا راستہ بالکل نہیں جاتا لوگوں کو بہت تکلیف ہے۔ اس سڑک کا کام جلد از جلد شروع کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔ یہ تو آپ کی ایک تجویز ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! یہ سڑک دسمبر 1986ء میں بننی شروع ہوئی تھی اور 1988ء کے اختتام تک بھی مکمل نہیں ہوئی۔ جواب میں نمبر شمار 2 پر مندرج ٹھیکے دار کو مکمل ادائیگی ہو چکی ہے اور اس نے ابھی تک ایک اینٹ نہیں لگائی۔ تو وزیر صاحب سے عرض یہ ہے کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ اس سوال کی دوبارہ معلومات لے کر نظرثانی شدہ شکل میں پوری معلومات کے ساتھ پیش کیا جائے۔ کیونکہ اس جواب میں معلومات نامکمل ہیں اور درست نہیں دی گئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نواب زادہ صاحب! یہ تو آپ کا ایک الگ سوال ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ اس سوال کو دوبارہ دہرا دیا جائے کیونکہ اس کے اندر معلومات مکمل اور درست نہیں ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! نواب زادہ صاحب کی تسلی کے لئے، اگر یہ چاہتے ہیں تو ان کو دوبارہ سوال دینے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ نے بالکل بجا فرمایا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں ان کو سڑک کے بارے میں ایک واقعہ سنا دوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جب دوبارہ سوال آئے گا تو اس وقت جواب دے دیجئے گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! اسی سوال کے اوپر عرض کرتا ہوں کہ چونکہ ایک ٹھیکے دار

کو ساری ادائیگی ہو گئی ہے۔ اس نے ----

جناب ڈپٹی سپیکر: نواب زادہ صاحب! یہ تو ضمنی سوال نہیں ہے۔ اس کے لئے آپ تازہ سوال دیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: نہیں نہیں۔ جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ جواب صحیح ہے۔ میں نے تو عرض کیا ہے کہ سوال کا جواب غلط ہے۔ اس پر تو تحریک استحقاق بنتی ہے اس کو avoid کرنے کے لئے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ محکمے سے یہ کہا جائے کہ صحیح حقائق پیش کریں۔ میں دوبارہ سوال کی بات نہیں کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہی میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو آپ دوبارہ حقائق معلوم کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے آپ الگ سوال دیجئے۔ یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جی ہاں! یہ بات صحیح نہیں ہے۔ تو بجائے اس کے کہ شور مچایا جائے یا تحریک استحقاق پیش کی جائے۔

It should be revised.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وصی ظفر صاحب!

جناب محمد وصی ظفر: کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ ٹھیکے دار نمبر2 میں میسرز جاوید اختر اینڈ کو مکمل ادائیگی کر دی گئی ہے اور کتنی کی گئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: ٹھیکے دار جاوید اختر اینڈ کو کی ادائیگی کے متعلق تو انہوں نے اصل سوال میں نہیں پوچھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وصی ظفر صاحب ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! معزز ممبر اس میں تازہ سوال دے دیں۔ ان کو مکمل معلومات حاصل کر کے دے دی جائیں گی۔ لیکن میں اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ جاوید اختر بڑی سست رفتاری سے کام کر رہا تھا۔ اس کو آخری نوٹس دیا گیا۔ اس کے حصہ کا کام منسوخ کر دیا گیا۔ اگلے سال پانچ جنوری کو ٹینڈر دوبارہ طلب کیا گیا ہے اور کسی دوسرے آدمی کو وہ ٹھیکہ دیا گیا ہے اور جو بھی اس کے dues ہوں گے وہ یقیناً اس سے کاٹے جائیں گے۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! میں نے پوچھا ہے کہ اس کو ادائیگی کر دی گئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے بتایا ہے کہ اس کا کام منسوخ کر دیا گیا ہے۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! میں نے منسوخی کا تو پوچھا ہی نہیں ہے۔ میں نے پوچھا ہے کہ اس نے اپنی سڑک کا ٹھیکہ دیا ہوا تھا اس ٹھیکے کے against اس کو payment کر دی گئی ہے ----

جناب سپیکر: انہوں نے بتایا ہے کہ اس سلسلے میں ان کو پتا نہیں ہے۔

جناب محمد وصی ظفر: دوسرا جناب والا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جاوید اختر نے کتنی سڑک بنائی ہے اس سڑک کا کتنا حصہ بنایا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اس کو پانچ میل کا حصہ allot کیا گیا تھا اڑھائی میل سڑک مکمل ہو چکی ہے اور اڑھائی میل ابھی بقایا رہتی ہے۔ جس کے لئے نئے ٹینڈر دیئے جا چکے ہیں۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ اس نے اڑھائی میل کی سڑک مکمل کی ہے تو کیا اسے پانچ میل کی ادائیگی کی گئی ہے یا اڑھائی میل کی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں نے پہلے ہی عرض کر دیا کہ اس کے لئے فاضل ممبر ایک علیحدہ سوال دے دیں کیونکہ اصل سوال میں ادائیگی کا قطعاً" کوئی ذکر نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اصل میں وزیر موصوف کو اس بات کا علم نہیں ہے۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ تیاری کر کے آیا کریں کیونکہ آخر وہ وزیر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے بالکل بجا فرمایا۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا ان کو تو ادائیگی کا بھی پتہ نہیں ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: اگر واقعی آپ کو اس کی سخت ضرورت ہے تو عرض ہے کہ جتنا اس نے کام کیا ہے اس کو اتنی ہی ادائیگی ہوئی ہے اس سے زائد نہیں ہوئی۔

لالہ موسیٰ نوناتوالی سڑک کو پی سی او برنالی سے ملانے کے لئے اقدامات

☆ 3- میاں طارق محمود: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چودھری افتخار احمد خان چیئرمین یونین کونسل برنالی ضلع گجرات کی درخواست پر وزیر مواصلات و تعمیرات نے 11 فروری 1988ء کو حکم دیا تھا کہ لالہ موسیٰ نوناتوالی روڈ کو پی سی او برنالی سے ملا دیا جائے۔ جس کا کل فاصلہ تقریباً" سو گز ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس درخواست پر ایکسین ہائی وے گجرات نے اپنے مراسلہ نمبر274 مورخہ 29 فروری 1988ء کے ذریعے متعلقہ افسران کو کارروائی کرنے کا حکم دیا تھا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مذکورہ بالا سو گز کے ٹکڑے کو لالہ موسیٰ نوناتوالی روڈ سے ملانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ حقیقت ہے کہ جناب سید افضال علی شاہ صاحب وزیر مواصلات و تعمیرات نے چودھری افتخار احمد چیئرمین یونین کونسل برنالی ضلع گجرات کی درخواست پر ایگزیکٹو انجینئر ہائی وے گجرات کو مناسب اقدامات کرنے کو لکھا تھا۔

(ب) یہ حقیقت ہے کہ ایکسین ہائی وے گجرات نے مذکورہ مراسلہ سے ایس ڈی او ہائی وے کھاریاں کو یہ لنک روڈ تفصیلی تخمینہ میں شامل کرنے کے لئے لکھا تھا۔

(ج) کیونکہ سڑک کے منظور شدہ تخمینہ میں لنک کی تعمیر شامل نہ تھی اس لئے اسے اس سکیم کے تحت تعمیر نہیں کیا جا سکتا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ اگر ان کو یہ ہدایت تھی کہ اس کو تخمینہ میں شامل کیا جائے تو کیوں شامل نہیں کیا گیا؟ یہ ordinary ہدایت ہے اس لئے اگر اس کو revise کرا لیا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب والا! اس کے revise کا اس لئے کہہ رہا ہوں کہ محکمہ والوں نے شاید ان سوالات کا بغور مطالعہ نہیں کیا اس سے ایوان کا استحقاق بھی مجروح ہوتا ہے کہ وزیر صاحب نے یا ایکسین نے ہدایت کی تھی کہ اس کو تخمینہ میں شامل کیا جائے۔ مگر اس کا (ج) جزو ہے کہ اس کو نہیں کیا گیا تو جناب والا! اس میں تضاد ہے اور اس میں contradiction ہے اس لئے محکمے کو عرض کی جائے کیونکہ جناب

والا! محکمے کو تو صرف عرض کی جا سکتی ہے کہ اس سوال کا صحیح مطالعہ کر کے اس کا جواب دیں اور محکمے والے سوالوں کا صحیح جواب دیا کریں۔ اس میں وزیر موصوف کا کوئی قصور نہیں ہے۔ کیونکہ جوابات تو انہوں نے دیئے ہوتے ہیں۔

جناب غلام سرور خان : جناب سپیکر! سوال کے (ج) جزو میں لالہ موسیٰ نوناوالی روڈ کا پی۔ سی۔ او سے جو لنک بنتا ہے اس کے بارے میں وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ شامل نہیں کیا جا سکتا تو جناب والا میں آپ کی وساطت سے ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ 89-1988ء کے مالی سال میں منڈی تا کھیت سڑک کے لئے اگر 60 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے کیا اس رقم میں سے یہ چند سو گز کا ٹکڑا مکمل نہیں کیا جا سکتا۔ اگر نہیں تو اس کی وضاحت فرمائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا! جس دس میل روڈ کا تخمینہ لگایا گیا تھا اور یہ جو پی۔ سی۔ او کو یا گاؤں کو لنک کرتا ہے یہ سو گز کا فاصلہ تھا سابقہ وزیر کو اس کی نوعیت کا علم نہیں تھا تو اس نے تو ایسے ہی لکھ دیا ہو گا کہ اگر تخمینے میں گنجائش ہو تو اس سو گز کی سڑک کو بھی شامل کیا جائے تاکہ پی۔ سی۔ او تک پبلک کو سہولت مل سکے لیکن جو اصل حقیقت سامنے آئی وہ یہ تھی کہ اس سڑک اور وہاں کے گاؤں کے درمیانی فاصلہ میں جوہڑ تھا وہاں پر چالیس فٹ چوڑا ایک بڑا پل بننا تھا اس کے لئے چار لاکھ روپے کی رقم کا اندازہ لگایا گیا لیکن اس تخمینے سے اس کی گنجائش نہیں نکلتی تھی اس لئے اس پر عمل درآمد نہیں ہو سکا۔

میاں طارق محمود : جناب سپیکر! اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک لالہ موسیٰ سے نوناوالی روڈ کے ساتھ اس سو گز کے ٹکڑے کو ملانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا! یہ فنڈ کی دستیابی پر (availability) پر منحصر ہے جناب والا۔ چونکہ ان کے گاؤں کی کافی ضرورت کا مسئلہ ہے لہٰذا منصوبہ بندی و ترقیات کو اس بارے میں لکھیں گے اگر فنڈ مہیا ہو گئے تو اسی سال اس کو بنا دیں گے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری : جناب والا! وزیر مواصلات و تعمیرات نے 11 فروری 1988ء کو حکم دیا کہ لالہ موسیٰ نوناوالی روڈ کو پی۔ سی۔ او سے ملا دیا جائے جس کا کل فاصلہ تقریباً" سو گز کا ہے جناب والا۔ وزیر موصوف کے احکامات میں پوری طرح درج ہے اور فاصلہ تک موجود ہے کہ سو گز کا فاصلہ ہے اس کو تعمیر کیا جائے اور وزیر موصوف صاحب نے یہاں جواب دیا ہے کہ انہوں نے ایکسیئن

گجرات کو مناسب اقدامات کرنے کے لئے لکھا ہے۔ تو جناب والا مناسب اقدامات کیا ہوتے ہیں؟ مناسب اقدامات تو اس کے ہوتے ہیں جس کی کچھ سمجھ نہ آئے جو بات کسی ابہام میں ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گورداسپوری صاحب! یہ ضمنی سوال نہیں ہے آپ نے تو اس بات کو لمبا کر دیا ہے۔ اس سے پہلے غالباً" وزیر موصوف یہ بتا چکے ہیں کہ وہاں پر ایک بہت بڑا جوہڑ تھا اور اس پر لاگت زیادہ آتی تھی جو اس تخمینے میں نہ تھی تو اس وجہ سے یہ کام رہ گیا ہے اور انہوں نے یہ بھی فرما دیا ہے کہ وہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو لکھیں گے اور اگر فنڈز مہیا ہو گئے تو یہ 40 فٹ چوڑا پل بن جائے گا۔ تو اگر آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے تو آپ فرمائیں؟

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب والا! میرا ضمنی سوال صرف اتنا بنتا تھا کہ جب فاصلہ لکھا گیا ہے کہ یہ سوگز ہے تو یہ کہنا کہ اس کے لئے مناسب اقدام کا حکم دوبارہ دیا گیا تو جناب والا پہلی بات تو یہ ہے کہ ان کا سوال صحیح نہیں ہے کہ اس سوگز کے فاصلے کا کیا ہوا اور کیوں نہ تعمیر ہو سکی؟ میرا اتنا سوال تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گورداسپوری صاحب! وہ تو پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ فنڈز نہیں تھے اس لئے اسے شامل نہیں کیا گیا۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ سابقہ وزیر مواصلات و تعمیرات تھے کیا وہ بے اختیار وزیر تھے کیا انہیں اپنے حکم سے پہلے وزیراعلیٰ اسے اجازت لینا چاہیے تھی اس لئے ان کو یہ فنڈز نہیں ملے؟ تو جناب والا میں یہ ان سے پوچھنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنے سوال کو دہرایئے۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! میرا سوال ہے کہ وزیر موصوف کا حکم آیا یہ ایک وزیر کا حکم تھا یا کسی آرڈر کے جاری کرنے سے پہلے ان کو وزیراعلیٰ سے اجازت لینی چاہیے تھی اس وجہ سے ان کو یہ فنڈز نہیں ملے یا اس کی کوئی اور وجہ ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! وصی ظفر صاحب کو میرے خیال میں اس محکمے کا اتنا تجربہ نہیں ہے سوال یہ تھا کہ وزیر موصوف نے لکھا کہ مناسب اقدامات کئے جائیں اور انہوں نے یہ حکم نہیں دیا تھا کہ ہر حالت میں یہ سڑک بن جائے اگر ایسا ہوتا تو پھر تو طاقتور احکامات ہوتے۔ تو صرف یہ لکھا کہ مناسب اقدامات کئے جائیں۔ محکمے نے رپورٹ دی کیونکہ درخواست میں یہ تو نہیں لکھا ہوتا کہ

یہ جو سوگز کا فاصلہ ہے اس کا تخمینہ اتنا ہوتا ہے زمیندار نے یا گاؤں والوں نے اپنی ضرورت کا اظہار کیا لیکن اصل صورت حال تو میں پہلے بتا چکا ہوں کہ وہاں پر جوہڑ ہونے کی وجہ سے ایک بہت بڑا پل پہلے بننا تھا اور اس پل پر چار لاکھ روپے کی لاگت آتی تھی تو اگر اس تخمینے میں اس کی گنجائش نہیں تو محکمہ اسے کیسے بنا دیتا۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! میں نے یہ پوچھا ہے کہ اپنی تمام مد میں سے چار لاکھ روپے خرچ کرنے کے لئے بھی وزیر موصوف کو وزیراعلیٰ کی پیشگی منظوری کی ضرورت تھی یا نہیں۔ میں نے تو یہ پوچھا ہے۔ بس اس کا فاضل وزیر جواب دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اگر اس کے بارے میں وزیراعلیٰ کا Directive ہوتا تو سو فیصد اس پر عمل درآمد ہونا تھا۔

جناب خواجہ محمد یوسف: کیا وزیر موصوف مناسب سمجھیں گے کہ اس دفعہ وعدہ کر دیں کہ اپنی کسی بچت میں سے یہ سوگز کا ٹکڑا بنا دیں گے تاکہ یہ بحث آخر پر پہنچ جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب۔ غالباً انہوں نے پہلے یہ فرمایا تھا کہ وہ پی اینڈ ڈی کو لکھیں گے اور اگر فنڈز کی دستیابی (availability) ہو گئی تو یہ بن جائے گا۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو بار بار "وزیر موصوف" کا لفظ استعمال فرمایا ہے یہ انہوں نے اپنے لئے کیا ہے یا کسی اور وزیر کے لئے کیا ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وزیراعلیٰ کا Directive کیسے حاصل کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ضمنی سوال اس سے سوال متعلقہ نہیں بنتا۔

جناب علی ہارون شاہ: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وزیر موصوف جو فرما رہے ہیں کہ سڑک کا اتنا چھوٹا سا ٹکڑا نہیں بن سکا تو کیا یہ سروے کا مسئلہ تھا اور اس کے ساتھ ہی میرا منسلکہ سوال یہ ہے اگر یہ لوگ سروے اسی طرح سے conduct کرتے ہیں تو کیا سروے کی ادائیگی بھی اسی طرح سے کی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب میں پھر عرض کروں گا کہ آپ نے شاید اس پر غور نہیں فرمایا انہوں نے بتایا تھا کہ جب یہ تخمینہ لگایا تھا تو اس وقت یہ 100 گز کا ایک الگ رستہ تھا اس پر جب انہوں نے مناسب اقدامات کے لئے کہا تو اس میں ایک جوہڑ آتا تھا جو کہ تخمینے کی لاگت کے مطابق cover نہیں ہو سکتا تھا اس وجہ سے وہ کام رہ گیا ہے۔ اب وزیر موصوف یہ فرما رہے ہیں کہ آئندہ وہ پی اینڈ ڈی کو لکھیں گے اور پھر یہ بن جائے گا۔

جناب علی ہارون شاہ: جناب سپیکر! کیا ان کو پہلے یہ نہیں پتا تھا کہ راستے میں جوہڑ آتا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جی نہیں ----

جناب علی ہارون شاہ: یہ تو پھر سروے کا مسئلہ ہوا ------

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال جناب راجہ جاوید اخلاص صاحب -----

جناب محمد وصی ظفر: جناب سپیکر معزز ممبر نہیں ہیں اس لئے میں ان کی جانب سے سوال نمبر 14 پیش کرتا ہوں۔

راجہ محمد خالد خان: یہ قائمقامی ہماری جانب سے ہو سکتی ہے آپ کی جانب سے نہیں ہو سکتی۔

جناب محمد وصی ظفر: ممبر چاہے جس مرضی بنچ سے ہوں وہ سوال کو پیش کر سکتے ہیں۔ آپ رولز پڑھیں۔

آوازیں: جی نہیں کر سکتے -----

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاں! کر سکتے ہیں۔ وصی ظفر صاحب! آپ نے بجا فرمایا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: مجھے اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔

دلمی نالہ پر پل کی تعمیر

☆ 14- **جناب راجہ جاوید اخلاص:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے

12 اپریل 1986ء کو دلی نالہ پر پل کی منظوری ہوئی تھی۔ مگر ابھی تک کام شروع نہیں ہوا اس کی کیا وجوہات ہیں اور کب تک اس کی تعمیر شروع ہو گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی): پل کا ابتدائی تخمینہ مورخہ 31 جولائی 1986ء کو تیار ہوا۔ کام مورخہ 23 ستمبر 1986ء کو الاٹ کیا گیا لیکن فنڈز کی فراہمی کی نایابی کی وجہ سے ٹھیکیدار کام شروع نہ کر سکا۔ آخرکار فنڈز جنوری 1988ء میں موصول ہوئے اور کام کا دوبارہ تخمینہ لگا کر منظوری لی گئی۔ اس کا تخمینہ 88-5-16 کو منظور ہوا اور اب کام الاٹ کر دیا گیا ہے اور ٹھیکیدار نے موقع پر کام شروع کر دیا ہے۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب سپیکر! میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ یہ کام کتنی دیر تک مکمل ہو جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اس میں جب ٹینڈر لئے گئے تھے تو اس وقت تقریباً 9 مہینے کی میعاد دی گئی تھی۔ اب چونکہ فنڈز بہت دیر کے بعد ملے ہیں اور نئے ٹینڈر ہوئے ہیں اس میں میعاد تو یہی ہو گی۔ کسی ٹیکنیکل وجہ سے لیٹ ہو سکتا ہے بہرحال میعاد کے اندر ٹھیکیدار کام کرنے کا پابند ہوتا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ فنڈز فراہم کیوں نہیں ہوئے؟ فنڈز کی نایابی کی وجہ کیا تھی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! جو سکیمیں اے ڈی پی میں منظور ہوتی ہیں ان کے لئے محکمہ مالیات ہمیں فنڈز مہیا کرتا ہے پھر اس پر کام کیا جاتا ہے۔ میں فاضل رکن کو یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ جو فنڈز محکمے کو مہیا ہوں ان پر کام کیا جاتا ہے۔ پہلے اس کام کے لئے اے ڈی پی کی منظوری دی جاتی ہے اس کے بعد اس کے ٹینڈر طلب کئے جاتے ہیں۔ جب تک فنڈز نہ ہوں کام کا آرڈر نہیں دیا جاتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی بنگش صاحب۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: جناب سپیکر! میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ وزیر اعلیٰ کے discretionary funds میں اتنی رقوم ہوتی ہیں تو کیا اس کام کے وقت یہ رقوم ختم ہو گئی تھیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ان کا سوال relevant نہیں بنتا مگر ان کی اطلاع کے

لئے یہ عرض ہے کہ فنڈز پہنچ چکے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ جب یہ بجٹ تیار کرتے ہیں تو اس وقت کیا یہ Adhoc کی بنیاد پر ایسے ترقیاتی پروگرام طے ہو جاتے ہیں؟ کیونکہ اگر یہ صحیح طریقے سے ترقیاتی کام کریں اور بجٹ میں اس کی provision رکھیں تو پھر ہمارے سامنے آج یہ فنڈز کی نایابی کا مسئلہ پیش نہ ہوتا۔ تو کیا وزیر موصوف صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ یہ کسی منصوبہ بندی کے تحت ڈویلپمنٹ ہوتی ہے یا بغیر منصوبہ بندی کے ہوتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! یہ منصوبہ بندی کے تحت ہی کام ہوتا ہے اور اسی منصوبہ بندی کے تحت ہی یہ فنڈز تفویض کئے گئے ہیں اور اسی پلاننگ کے تحت ہی کام سپرد ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی خواجہ یوسف صاحب

خواجہ محمد یوسف: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ 1986ء میں اس کام کے لئے کیا تخمینہ تھا اور 1988ء میں جب یہ دوبارہ منظور ہوا ہے تو پھر اس کا تخمینہ کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اصل میں جن کا یہ سوال ہے انہوں نے مجھ سے اپنے سوال میں اس دائرے میں بالکل کوئی اطلاع نہیں مانگی لہٰذا یہ اس کے لئے تازہ سوال دیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! ان کا یہ ضمنی سوال بالکل صحیح ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ خواجہ صاحب کو خود بات کرنے دیں۔

خواجہ محمد یوسف: جناب والا! میری یہ عرض ہے کہ وزیر موصوف اس کے لئے صرف یہی بتا دیں کہ اب اسے ڈیڑھ' دو سال لیٹ کرنے سے کتنے لاکھوں کا کتنے کروڑوں کا فرق ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! آپ نے یہ جو سوال فرمایا ہے یہ اتنا تفصیل طلب ہے کہ اس کے لئے آپ کو تازہ سوال دینا پڑے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ اس وقت ماشاء اللہ کرسی پر بہت اچھے لگ رہے ہیں اور ویسے بھی سردار صاحب ہیں۔ ہم آپ کا احترام کرتے ہیں اور وزیر موصوف کا بھی احترام کرتے ہیں مگر انہیں اتنا تو علم ہونا چاہیے کہ پہلے مثال کے طور پر ایک لاکھ کا ٹینڈر ہوا اور پھر ڈیڑھ لاکھ کا یہ بالکل

متعلقہ سوال ہے اگر وزیر موصوف کو علم نہیں تو یہ بھی حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ جاہل آدمی کسی چیز کو معلوم کرنے میں آڑ محسوس نہ کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا یہ ضمنی سوال ہے؟

سید ناظم حسین شاہ: میں حضرت علی علیہ السلام کا فرمان عرض کر رہا ہوں اگر ان کو نہیں علم تو یہ اعتراف کر لیں، ہم یہ نہیں کہتے کہ ان کو نیتاً علم نہیں ہے۔ یہ ویسے ہی ہو سکتا ہے کیونکہ مصروفیات زیادہ ہیں اور یہ ابھی نئے نئے وزیر بنے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: نہیں جناب یہ سوال میرے معزز بھائی کا بالکل متعلقہ ہے اس لئے ان کو اس کا جواب دینا چاہیے اس ہاؤس کے سامنے وہ اعتراف کریں کہ جناب میں اتنا قابل نہیں ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب تشریف رکھیں ایسے سوالات جن کے لئے تفصیل درکار ہوتی ہے وہ ضمنی سوال نہیں ہوتے ان کے لئے نیا سوال دینا پڑتا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ہم صرف فرق پوچھنا چاہتے ہیں کہ جو میرے بھائی نے کہا ہے کہ پہلے کس حساب سے ٹینڈر دیا اب دوبارہ جو ٹینڈر ہوا وہ کتنے میں دیا گیا ہے اس کا فرق بتا دیں۔ یہ تو بالکل متعلقہ سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ سوال کو پڑھ تو لیں۔

آوازیں: وہ جواب ان کے پاس آگیا ہے۔

جناب عبدالقادر شاہین: جناب سپیکر! وزیر موصوف یہی بتا دیں کہ پہلا ٹینڈر جس ٹھیکیدار کو ملا تھا یہ اب دوسرا ٹینڈر اس کے پاس ہے یا پھر یہ کسی منظور نظر شخص کو دیا گیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! پہلے سوال کا جواب جو انہوں نے مانگا تھا اس کے ضمن میں عرض ہے کہ پہلا تخمینہ جو 1986ء میں تھا وہ تقریباً 13 لاکھ 82 ہزار روپے تھا اور اب جو دوبارہ 1988ء میں کام الاٹ کیا گیا ہے اس کا تخمینہ 17 لاکھ 60 ہزار روپے ہے۔

جناب عبدالقادر شاہین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ----- کیا کسی منظور نظر شخص کو یہ ٹھیکہ دینے کے لئے یہ تاخیر کی گئی تھی'

وزیر مواصلات و تعمیرات: محکمہ ہذا میں منظور نظر ٹھیکیدار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے لئے باقاعدہ کھلا مقابلہ ہوتا ہے اور جس کام کے جو لوگ اہل ہوتے ہیں ان کو اس کام کا ٹھیکہ مل جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! بجا فرمایا ہے۔

خواجہ محمد یوسف: جناب والا! میرے سوال کو کچھ لوگ ادھر سے بانٹ رہے ہیں اور کچھ ادھر سے بانٹ رہے ہیں۔ میری تسلی کے لئے مجھے بھی کچھ موقع دیں کہ وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ کیا اس سڑک کی لمبائی بڑھ گئی ہے یا پل کی لمبائی بڑھ گئی ہے یا پھر کچھ اور وجہ ہے کہ پہلے تخمینے کی نسبت دوسرے تخمینے میں 5 لاکھ روپے کا اضافہ ہو گیا ہے اور یہ 5 لاکھ روپے کا اضافہ ہو گیا ہے اور یہ 5 لاکھ روپے تو اتنی رقم پر سود بھی نہیں بنتا تھا اگر یہ رقم ادھار لے کر اس وقت دے دی جاتی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: موصوف ٹریکٹروں کا کاروبار کرتے ہیں اور جمع تفریق کو سمجھتے ہیں تو یہ 5 لاکھ نہیں بنتا بلکہ 4 لاکھ سے بھی کم رقم بنتی ہے۔

خواجہ محمد یوسف: 4 لاکھ ہی سمجھ لیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: تو پھر جو سوال آپ ہاؤس میں کر رہے ہیں وہ دیکھ کر کریں۔ رقمیں تو میں نے بتا دی تھیں۔

ملک محمد وزیر اعوان: جناب سپیکر! 4 لاکھ یا 5 لاکھ کی بات تو چل پڑی ہے لیکن یہ فرق اتنا کیسے ہوا۔ ہم تو یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ 4 لاکھ کا فرق بھی کیسے ہوا؟ اور کیا یہ ان کی کوتاہی نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کا جواب سن لیجئے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! وزیر موصوف صاحب سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیں۔ منسٹر پوچھا کرتے ہیں۔ پوچھ لیں' پوچھ لیں آپ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں جواب دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کا جواب تو سنیں۔

چودھری محمود الرشید: پوائنٹ آف آرڈر ---- جناب سپیکر! آپ نے یہاں سوالات کے لئے ایک گھنٹہ مخصوص کیا ہے اور اس میں' میں سمجھتا ہوں کہ چند منٹ باقی ہیں جبکہ سوالات کافی ہیں۔ عام طور پر یہ روایت رہی ہے کہ ایک سوال پر تین ضمنی سوال پوچھے جا سکتے ہیں۔ اگر ایک سوال پر اسی طرح سے cross talk شروع ہو جائے اور بیسیوں سوال ایک ہی مسئلے پر اٹھا دیئے تو بقیہ جو سوالات ہیں وہ رہ جائیں گے۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ ان فاضل ممبران سے یہ کہا جائے کہ دو تین متعلقہ ضمنی سوال ہی پوچھے جائیں اور ایک بات کی تکرار نہ کی جائے اور cross سوالات بار بار نہ کئے جائیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے معزز بھائی سے یہ عرض کروں گا کہ یہ جو روایات کا کہہ رہے ہیں' ہم بھی اسی ایوان کے ممبر رہے ہیں یہ کہیں بھی نہیں ہے کہ صرف تین ضمنی سوالات ہوں گے اور جہاں تک relevancy کا تعلق ہے آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ میں ڈکشنری دیکھیں کہ relevant کے کیا معنی ہوتے ہیں۔ یہ بالکل متعلقہ سوال ہے اگر کسی ممبر نے یہ پوچھا ہے کہ جناب آخر یہ تفاوت کیوں ہے۔ پہلے پانچ لاکھ تھا پھر مثال کے طور پر دس لاکھ تھا' اگر یہ متعلقہ سوال نہیں ہے تو پھر متعلقہ سوال کون سا ہے۔ یہی سوال متعلقہ ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ سفارش کریں ان کو کم از کم وہ مشیر لے لیں تو یہی ان کا اصل مسئلہ ہو گا۔

Mr. Deputy Speaker : No cross talk please. Order. Order please .

جناب محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 1986ء سے 1988ء تک تاخیر کرنے کی کوئی مخصوص وجہ تھی۔ کہ اس حلقہ کے ایم پی اے کو آیا چیف منسٹر صاحب اپنے ساتھ ساتھ نہیں لگایا رکھنا چاہتے تھے تاکہ اس کو دو سال تاخیر کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب وصی ظفر صاحب' یہ تو کوئی سوال نہیں ہے۔ سوال نمبر 15- راجہ جاوید اخلاص صاحب ---

گوجر خان دولتانہ روڈ کو کشادہ کرنے کے لئے اقدامات

☆ 15- **جناب راجہ جاوید اخلاص**: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجر خان دولتانہ روڈ (سنگل روڈ) عرصہ 30 سال قبل تعمیر ہوئی تھی جس کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سڑک پر تیل کے پانچ کامیاب کنویں موجود ہیں اور معمولی سی بارش میں ٹریفک معطل ہو کر رہ جاتی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سڑک کو کشادہ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) یہ درست ہے کہ گوجر خان دولتانہ روڈ کو بنے ہوئے تقریباً 25 سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ گو اس عرصہ میں سڑک پر ٹریفک بڑھ گئی ہے۔ لیکن اس کی حالت ناگفتہ بہ نہیں ہے اور محکمہ ہائی وے اپنے بجٹ کے مطابق اس کی مرمت کرتا رہتا ہے۔

(ب) درست ہے کہ سڑک پر تیل کے کنوئیں موجود ہیں مگر یہ درست نہ ہے کہ معمولی بارش میں ٹریفک معطل ہو جاتی ہے۔

(ج) محکمہ ہائی وے سڑکوں کو کشادہ کرنے کی پالیسی کے مطابق اس کی ٹریفک ابھی کم ہے اس لئے فی الحال اسے کشادہ کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب والا! وزیر موصوف نے اس سوال کا جو جواب دیا ہے اس میں یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہاں پر تیل کے کنوئیں ہیں اور یہ بھی تسلیم کرتے ہیں' ان کی عنایت ہے کہ 30 سال نہیں بلکہ 25 سال ہوئے ہیں اس سڑک کو بنے ہوئے' اس سڑک کی اہمیت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس سڑک کے کنارے تیل کے کنوئیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ضمنی سوال کیجئے گا۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب والا! میں ضمنی سوال ہی کر رہا ہوں' یہ جناب سوال ہی ہے۔ سوالیہ نشان آگے ڈال نہیں سکتا ہوں کیونکہ میں بات کر رہا ہوں کہ ایک تو وہاں پر تیل کے کنوئیں ہیں جو کہ سب سے بڑا سوال ہے اس سڑک کی اہمیت کا جناب سپیکر! کیا پاکستان جیسے غریب

ملک' جہاں اب تک غربت ہے وہاں تیل کی اہمیت کا ہم اندازہ نہیں کر سکتے ہیں اور کیا 25 سال ایک سڑک کے لئے کم عمر ہے' یہاں تو ایک دن میں سڑک بناتے ہیں اور دوسرے دن ٹوٹ جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی تک اس میں ضمنی سوال نظر نہیں آیا ہے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: سوال ہی بتا رہا ہوں۔ اب تک اس سڑک کی وہی لمبائی ہے اور وہی چوڑائی ہے۔ جتنی چوڑائی ہے وہ تسلیم کرتے ہیں اس کو کشادہ کرنے کا بھی جواب دیتے ہیں کہ نہیں کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔ آپ ضمنی سوال فرمایئے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: ضمنی سوال یہی ہے کہ اس سڑک کو کشادہ ہونا چاہیے تھا' تیل کے کنوئیں ہونے کی وجہ سے اس کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔ یہ آپ کی تجویز ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! معزز رکن نے پوچھا تھا کہ اس سڑک کی (الف) جزو میں ہے کہ اس سڑک کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ انہوں نے جواب میں فرما دیا ہے کہ "ناگفتہ بہ نہیں ہے تو یہ اپنے خیال میں ناگفتہ بہ کس کو سمجھتے ہیں اور کس کو نہیں سمجھتے ہیں یہ ذرا وضاحت فرما دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں نے بڑی وضاحت سے اپنے جواب میں کہا ہے کہ اس سڑک کی سالانہ مرمت ہوتی رہتی ہے۔ جن سڑکوں کی سالانہ مرمت نہیں ہوتی ہے وہ سڑکیں ناگفتہ بہ ہوتی ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جواب کے جزو (ج) میں فرمایا ہے کہ محکمہ ہائی وے کی سڑکوں کو کشادہ کرنے کی پالیسی کے مطابق اس کی ٹریفک ابھی کم ہے' اس لئے فی الحال کشادہ کرنے کی تجویز زیر غور نہیں ہے جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمہ ہائی وے کی سڑکوں کو کشادہ کرنے کی جو پالیسی ہے' اس کے مطابق کتنا ٹریفک ہونا ضروری ہے۔ اس کا معیار کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے متعلق آپ علیحدہ سوال دیں' آپ تو ماشاء اللہ اس چیز کو سمجھتے ہیں' نیا سوال دے دیں جس کا تفصیل سے جواب دیا جائے گا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! آپ منسٹر تو نہیں ہیں' ان کو جواب دینے دیں' میں نے اتنا مشکل سوال تو نہیں کیا ہے۔ ضمنی سوال جو ہوتا ہے وہ کسی مسئلہ کو ہم چھیڑتے ہیں اور جب ہم اس کا جواب مانگتے ہیں تو اس کو اچھی طرح سے thrash out کرنا ضروری ہے۔ اب میرے خیال میں آپ کے ساتھ اس ایوان کے تمام ممبران کے علم میں پہلی بار یہ بات آ رہی ہے کہ محکمہ ہائی وے نے سڑکوں کو کشادہ کرنے کے لئے کوئی فارمولا رکھا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب! وقفہ سوالات ختم ہو رہا ہے' سوالات رہ جائیں گے یہ آپ پالیسی کے متعلق سوال کر رہے ہیں وہ پالیسی آپ کو کیسے بتائیں' اس کے لئے آپ تازہ سوال دے دیں وہ آپ کو مفصل جواب دے دیں گے۔

جناب فضل حسین راہی: چلئے' آپ مجھے بتائیں کہ میں کون سا ضمنی سوال پوچھوں' آپ بتائیں میں وہی سوال پوچھ لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں راہی صاحب یہ کوئی بات نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! ہمیں کم از کم یہ تو پتا چلنے دیں' آپ فرماتے ہیں کہ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ جناب والا! میں نے پالیسی پوچھی ہے اور اس ایوان میں پہلی مرتبہ یہ بات آ رہی ہے کہ اس محکمہ ہائی وے کے پاس ایک پالیسی ہے' اس کے تحت وہ سڑکوں کی مرمت کرتی ہے یا کشادہ کرتی ہے' میں نے اس سے متعلق ایک ضمنی سوال کیا ہے۔ اب اس پر کیوں نیا سوال دیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں طریقہ کار کے مطابق چلتا ہوں' اگر آپ نہیں نیا سوال دینا چاہتے ہیں تو تشریف رکھیں سید ذاکر حسین صاحب بات کریں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! ان کے سوال کا جواب میرے پاس ہے اگر آپ اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں' جب نیا سوال دیں گے تو آپ جواب دے دیجئے گا۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! وزیر موصوف نے اپنے جواب کے جزو (الف) میں یہ فرمایا ہے کہ "یہ درست ہے کہ گوجر خان دولتانہ روڈ کو بنے ہوئے تقریباً" 25 سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ گو

اس عرصہ میں سڑک پر ٹریفک بڑھ گئی ہے لیکن اس کی حالت ناگفتہ بہ نہیں ہے اور محکمہ ہائی وے بجٹ کے مطابق اس کی مرمت کرتا رہتا ہے" وزیر موصوف یہ بتائیں کہ 25 سال میں اس سڑک کی کتنی بار مرمت ہوئی اور آخری بار اس سڑک کی مرمت کب ہوئی اور اس پر کتنا پیسہ خرچ ہوا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! یہ ہر سال سڑکوں کی مرمت کے لئے جو فنڈز رکھے جاتے ہیں ان سے جتنی ضرورت مرمت کی ہوتی ہے وہ سڑک اتنا بنتی ہے' ان کا سوال گزشتہ 25 سال سے متعلق ہے' اس وقت نہ میں وزیر تھا اور نہ مجھے پتا ہے کہ کتنا پیسہ لگا' اس کے متعلق تازہ سوال دے دیں یا میرے چیمبر میں آئیں میں ان کی تسلی کرا دوں گا۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ میرے سوال کا جواب نہیں آیا ہے۔ یہ تو کوئی جواب نہیں کہ مجھے پتا نہیں۔ ان کو پتا ہونا چاہیئے تھا' محکمہ سے جتنی بھی معلومات ہیں حاصل کرنا چاہیئے تھیں' یہ بتا دیں کہ آخری بار کب مرمت ہوئی اور آخری بار مرمت پر کتنا پیسہ خرچ آیا اتنا صرف بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آخری بار کے متعلق آپ بتا سکتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا اس بارے میں یہ تازہ سوال دے دیں' ان کی تسلی کے لئے جواب بھی حاضر ہو جائے گا اگر یہ خود اپنی تسلی کے لئے پوچھنا چاہتے ہیں تو یہ میرے چیمبر میں آ جائیں میں آج ہی ان کو بتا دوں گا۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! لگتا ہے کہ وزیر موصوف کی اپنی حالت بھی ناگفتہ بہ ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں' یہ اس سوال کی جز (الف) کے جواب میں کہا گیا ہے "کہ اس عرصہ میں سڑک پر ٹریفک بڑھ گئی ہے" اور جزو 'ج' میں کہا گیا ہے کہ پالیسی کے مطابق اس کی ٹریفک ابھی کم ہے" تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ (ج) والی بات ہم درست سمجھیں یا (الف) والی بات ہم درست سمجھیں۔ جز (الف) میں ہے بڑھ گئی ہے۔ جز (ج) میں ہے کم ہے۔ تو ان دونوں میں کون سی بات صحیح ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! جو پالیسی والی بات رائی صاحب نے کی تھی میں شاہ صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ جو پالیسی کی بات ہے اس میں 800 گاڑی روزانہ اگر اس سڑک پر سے گزرے تو پھر اس کی چوڑائی کو بڑھانے کی ضرورت کا احساس کیا جاتا ہے یہ پالیسی ہے اور جو (الف) میں ذکر ہے کہ ٹریفک زیادہ ہوئی ہے' جب سڑک 25 سال پہلے بنی ہے اس وقت سے آج تک تو

قدرتی طور پر ٹرانسپورٹ زیادہ ہوئی ہو گی' لیکن اس پالیسی کے مطابق پوری نہیں ہوئی ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر آپ نے تو انہیں جواب دینے کو نہیں کہا تھا اب انہوں نے خود میرے سوال کا جواب دے دیا ہے۔ یہ کیسے ہو گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ان کی اچھائی دیکھ لیجئے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! آپ کا خیال یہ تھا کہ شاید چودھری اختر صاحب اتنے لائق نہیں ہیں کہ وہ بتا سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کی اچھائی دیکھ لیں۔ اب وقفہ سوال ختم ہوتا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا میرا ایک ضمنی سوال ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے' اب تحریک ہائے استحقاق پر بات ہو گی۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر آپ ہمیں ضمنی سوال ہی نہیں پوچھنے دیتے' میں یہ مانتا ہوں' کہ وزیر موصوف آپ کے دفتر میں ضرور آئے ہوں گے اور انہوں نے آپ کو پر زور سفارش کی ہو گی کہ میرا خیال کریں۔ ابھی وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ جب اس سڑک پر ٹریفک بڑھ گئی ہے تو پھر اس سڑک کو کشادہ نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے ان سے کہا ہے کہ دفتر میں تشریف لائیں' اس لئے آپ بھی ان کے دفتر میں تشریف لائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا میں نے تو پہلے عرض کر دیا ہے کہ اس کے لئے اس سڑک پر ٹریفک 800 گاڑیاں یومیہ ہوتی ہے اور وہ نہیں گزرتی۔

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 15 مولانا منظور احمد چنیوٹی (تشریف نہیں رکھتے) میاں محمود الرشید صاحب۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ جو آپ نے فرمایا تھا کہ سپیکر صاحب سے بات ہوئی ہے اسے موخر رکھا جائے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: ٹھیک ہے جناب وہ پھر آئیں گے تو ان سے بات ہو جائے گی۔

سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی سالگرہ کے موقع پر پاکستان ٹیلی ویژن سے خصوصی پروگرام نشر کرنے کے بارے میں چیئرمین ٹیلی ویژن کارپوریشن کی پریس کانفرنس

میاں محمود الرشید: جناب سپیکر میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے ایک تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کی متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 22 دسمبر1988ء کے روزنامہ نوائے وقت کے صفحہ آخر کالم ایک میں ایک خبر شائع ہوئی ہے ....

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے معزز رکن سے یہ کہوں گا کہ جلدی میں وہ ایک لفظ غلط پڑھ گئے ہیں۔ لفظ زیر بحث ہوتا ہے۔ زیر باعث نہیں ہے۔

میاں محمود الرشید: جناب یہ بڑے اردو دان ہیں .... خبر شائع ہوئی ہے کہ پاکستان ٹیلی ویژن کے چیئرمین اسلم اظہر نے ایک پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی سالگرہ کے موقع پر 5 جنوری کو ریڈیو اور ٹیلی وژن پر خصوصی پروگرام نشر کئے جائیں گے' پنجاب اسمبلی کے قواعد انضباط کار کے دفعہ 55 کے تحت آئین یا کسی قانون کے تحت یا وضع کردہ قواعد کے تحت ان کی خلاف ورزی سے استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اب معاملہ یہ ہے کہ پاکستان کی سب سے بڑی عدالتوں لاہور ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں ذوالفقار علی بھٹو کو قتل کے الزام میں جرم ثابت ہونے پر سزائے موت دی گئی یوں نہ تو وہ شہید ہیں نہ ہی اس بات کے مستحق کہ ان کے بارے میں خصوصی پروگرام نشر ہوں۔ کیونکہ اخلاقی مجرموں کو قانون ایسا کوئی حق نہیں دیتا۔ چیئرمین ٹیلی ویژن کارپوریشن کی اس پریس کانفرنس سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اس مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے اور تحریک منظور کر کے خصوصی کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اس پر پہلے مختصر بیان دوں گا' اس کے بعد ان کا جو بھی موقف ہے سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سلمان تاثیر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب سلمان تاثیر: جناب والا جماعت اسلامی کے نمائندے جو دو یا تین فیصد عوام کی نمائندگی کرتے ہیں' وہ کس طرح سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ لاکھوں عوام کے جذبات مجروح ہوئے ہیں' میں نے پوری سٹیٹ منٹ پڑھی نہیں ہے۔ یہ اپنے مخصوص حلقے کی بات کریں اور ان کے ساتھ تو میرے خیال میں ایسا ہوتا ہی رہے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سلمان تاثیر صاحب یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا' تشریف رکھیں۔

میاں محمود الرشید: جناب والا میں اس پر مختصر بیان دینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیں۔

میاں محمود الرشید: گزارش یہ ہے کہ دس اور گیارہ نومبر 1974ء کی درمیانی رات کو شادمان کے گول چکر پر نواب محمد -------- (قطع کلامیاں) --------

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ دونوں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں پہلے بات کس نے کرنی ہے؟

جناب فضل حسین راہی: جناب اس کا فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب فرمائیں۔

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! تحریک استحقاق کو ایوان میں لانے سے پہلے' سپیکر کے جو اختیارات ہیں اس کے مطابق ایسا کوئی معاملہ ایوان میں پیش نہیں کرتے جو آئین کی خلاف ورزی سے متعلقہ نہ ہو۔ اس لئے اس تحریک استحقاق کو چیمبر میں ختم کر دینا چاہیے تھا' جس طرح ہماری تحریک ہائے استحقاق کو چیمبر میں ختم کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔ اس لئے اس کو ایوان میں پیش کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس سے کسی طرح ایوان کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب! پہلے اس کی admissibility پر بات ہو جائے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب اس کو ایوان میں لانے سے چیمبر میں ختم کیا کریں۔ سپیکر کے پاس جو اختیارات ہیں ان کو بھی استعمال کیا کریں ________

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب کسی کی پریس کانفرنس سے کسی کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کی admissibility پر ابھی بات ہو جائے گی آپ ابھی تشریف رکھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔ کیا میں بات کر سکتا ہوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: خوش آمدید' کریں' آپ بات کریں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر یہ جو تحریک استحقاق ہے اس کے متعلق عرض کروں گا کہ اس ایوان کے قواعد و ضوابط یہ ہیں۔ جو تحریک استحقاق prima facie بنتی ہے اس کو ایوان کے اندر پیش کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ ورنہ سپیکر اپنے چیمبر میں ہی اسے خلاف ضابطہ قرار دیتے ہیں۔ آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس پر Short-Statement کی بجائے خلاف ضابطہ قرار دیں کیونکہ اس تحریک استحقاق میں کچھ ایسے معاملات ہیں جس سے بحث ہو گی اور اختلاف رائے پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس لئے آپ سے یہ درخواست ہے کہ اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ سے پہلے ہی اسے خلاف ضابطہ قرار دیں۔ تاکہ کوئی اور صورت حال پیدا نہ ہو۔ کیونکہ یہ تحریک استحقاق حسب ضابطہ نہیں ہے۔ آئین اور قواعد کے تحت یہ تحریک استحقاق بنتی ہی نہیں ہے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ کسی ایسی صورت حال سے ایوان کو بچانے کے لئے اسے ابھی خلاف ضابطہ قرار دیں۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس بات کی میں متعلقہ قواعد کے حوالے سے بات کروں گا اور قواعد کے تابع آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گا' میرا پوائنٹ آف آرڈر وہی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ تحریک کیا ہے اور شارٹ سٹیٹمنٹ کیا ہے؟ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ purpose serve ہوتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں آپ رول 56 پڑھیں۔

56. "The Speaker shall, after the disposal of question and before the List of Business is entered upon, call upon the member who gave notice and thereupon the member shall raise the question of privilage and may make a short statement relevant thereto;

اس کے بعد یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ اسے اجازت دیتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ And may make a short statement relevant thereto. اب انہوں نے اپنی سٹیٹمنٹ پڑھ دی ہے' جس چیز کا نوٹس دیا تھا وہ تو انہوں نے پڑھ دیا' پھر آپ نے یہ دیکھنا ہے کہ relevant ہے یا

نہیں' پھر یہ آپ کی صوابدید ہے کیونکہ اس میں لفظ may لکھا ہوا ہے shall نہیں ہے کہ وہ ضرور پڑے گا۔ اس لئے میری آپ سے گزارش یہی ہے کہ جب ایسا متنازع مسئلہ ہو اس کو اسمبلی میں لا کر فریقین کے جذبات کو مجروح نہ کیا جائے' اس سے حالات خراب ہو جاتے ہیں براہ مہربانی آپ اسے خلاف ضابطہ قرار دیں اس سے اگلا قاعدہ خلاف ضابطہ قرار دینے کے لئے رول نمبر58 ----

58. "If the Speaker holds the motion to be in order, the Assembly may consider and decide a question of privilege or may, on a motion either by the member who raised the question or by any other member, refer it to the committee on privileges you report.

یہ میری گزارش ہے کہ آپ اس سے کوئی ایسی صورت حال پیدا نہ کریں۔

میاں محمود الرشید: جناب سپیکر! مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے۔ جناب سپیکر اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ آپ نے مجھے تحریک استحقاق پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ اس پر میری شارٹ سٹیٹمنٹ بھی آنی چاہیے۔ اس کے بعد آپ ان کی باتیں سنیں اور فیصلہ کریں کہ اسے خلاف ضابطہ قرار دینا ہے یا چیمبر میں جا کر زیر بحث لانا ہے۔ لیکن مجھے شارٹ سٹیٹمنٹ پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔ کیونکہ اس تحریک استحقاق میں' میں ساری بات نہیں کہہ سکا -----

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میاں منظور احمد موہل صاحب نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے' مجھے پہلے اس پر بات کر لینے دی جائے اس کے بعد میں آپ کی بات سنتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پہ Supplement بھی ہو سکتا ہے؟

ایک معزز ممبر: Supplement نہیں ہو سکتا۔

جناب نذر حسین کیانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیانی صاحب' پوائنٹ آف آرڈر پہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ موہل صاحب جہاں تک آپ نے یہ قواعد کا حوالہ دیا ہے یہ آپ کا کہنا بالکل بجا ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا اور جناب سپیکر نے بھی کئی بار یہاں پر فرمایا ہے کہ ایسی باتیں ہاؤس میں واقعی نہیں ہونی چاہئیں جن سے اختلافات بڑھیں۔ آپ نے بجا فرمایا ہے لیکن میں اس سلسلہ میں عرض کروں گا کہ اگر میاں صاحب مناسب سمجھیں تو ____

جناب محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر! اس سلسلہ میں دو منٹ مجھے بھی دیں۔ میں عرض کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے ان سے اتفاق کیا ہے کہ جن قواعد کا انہوں نے حوالہ دیا ہے اس میں سپیکر کی مرضی ہے کہ اگر وہ مناسب سمجھیں تو اس کو نہ آنے دیں۔

جناب محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر! جو میاں صاحب نے قواعد کا حوالہ دیا ہے۔ انہوں نے جناب سپیکر کے اختیارات کو یاد دلایا ہے۔ جناب سپیکر کے اختیارات کو یاد دلانا ہاؤس کا کام نہیں ہے۔ یہ آپ کی مرضی ہے۔ جب معاملہ ایوان کی کارروائی میں آ جائے گا اور آپ اس کو پڑھنے کا حکم صادر فرمائیں گے۔ ساتھ ہی آپ نے ان کو شارٹ سٹیٹمنٹ دینے کا بھی حکم صادر فرما دیا۔ جب شارٹ سٹیٹمنٹ کی اجازت دی گئی تو اس کے بعد admissihility کی بات آئے گی۔ باقی اگر کوئی بات کی گئی ہے' میں یہ نہیں کہتا کہ یہ کہا گیا ہے وہ کہا گیا ہے۔ میں تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج میرے معزز ممبران نے بڑی تگ و دو سے یہ بات اٹھائی ہے' اس سے پہلے کبھی انہوں نے کوئی تحریک التوائے کار یا تحریک استحقاق پیش کی' اس وقت یہ بات کیوں نہیں اٹھائی گئی کہ جناب سپیکر آپ کو یہ اختیارات ہیں۔ آپ اسے چیمبر میں ہی ختم کر سکتے ہیں۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جو بات ایوان کی کارروائی پر آ جائے گی اس پر جناب سپیکر کے احکامات لاگو ہوں گے۔ جناب سپیکر! نے ان کو پڑھنے کا حکم دیا ہے' انہیں شارٹ سٹیٹمنٹ دینے کا آپ نے فرمایا ہے۔ انہیں شارٹ سٹیٹمنٹ دینے دیں admissihility پر وزیر قانون کی رائے کے بعد اگر فاضل رکن کی رائے لینا چاہیں تو لے لیں پھر آپ کو اختیار ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ میں یہی بات کرنے والا تھا۔ موہل صاحب' جہاں تک اس کی admissihility کا تعلق ہے اس پہ ابھی بات ہو جاتی ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ کوئی ایسی بات ہے۔ میں نے ایوان کے ماحول کو ٹھیک رکھنے کے لئے کہا تھا۔ مجھے اعظم چیمہ صاحب کا بڑا احترام ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو ایک خیر سگالی کی فضا ہوئی ہے' کل ہی وزیراعظم صاحب اور وزیراعلیٰ صاحب کی ملاقات ہوئی ہے۔ اس سے ایسی صورت حال جنم لے رہی ہے اور خاص طور پر ہم صوبہ پنجاب میں ایسا ماحول پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی پہلی سیڑھی اسمبلی کا یہ ایوان ہے۔ اس لئے اگر اس جگہ پہ ایسی باتیں ہوں گی تو اس سے باہر صورت حال بگڑ جائے گی۔ انہوں نے ایک ایسی بات چھیڑی

ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ انہوں نے ایک ایسی بات چھیڑی ہے جس کے لئے ہم جان بھی دینے کے لئے تیار ہیں۔ ذوالفقار علی بھٹو کی شہادت کا یہ واقعہ' اگر یہ یہاں بیان کریں گے تو سچی بات ہے ہم تو سر دھڑ کی بازی لگانے کے لئے تیار ہیں۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ خدا کے واسطے ایسی باتوں کو جو ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں ہیں وہ نہ کریں۔ تو اس لئے میں کہوں گا کہ ایسی باتیں خدا کے واسطے اسمبلی میں نہ لائیں۔ جس سے جذبات مجروح ہوتے ہوں۔ ہم نے آج تک کوئی ایسی بات نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: موہل صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے جس رول کا حوالہ دیا ہے آپ اسے دوبارہ پڑھنا پسند فرمائیں گے؟

میاں منظور احمد موہل: سپیکر صاحب نے بھی فرمایا تھا کہ اگر کوئی ایسی بات ہو تو ہم اس کو واپس بھی لے لیتے ہیں۔ یہ رول 56 ہے۔

The Speaker shall, after the disposal of question and before the List of Business is entered upon, call upon the member who gave notice and thereupon the member shall raise the question of privilege and may make a short-statment-relevant there to.

پہلی بات تو یہ تھی کہ اگر ایسے حالات ہوں تو ممبر کو بلا کر سپیکر کے چیمبر میں سمجھا دیں اور وہیں اسے ختم کر دیں۔ یہ تو سرکاری بنچوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے لئے کیا ایسی صورت حال ہے۔ لیکن چلو _______ جناب والا!

..... the member shall raise the question of privilege

اب انہوں نے استحقاق کا سوال اٹھا دیا and may اب یہ دیکھیں کہ پہلے ہے member shall raise اس کا مطلب ہے کہ اسے لازماً سوال اٹھانا پڑے گا۔ اگر نہ اٹھانا پڑتا تو یہاں بھی لفظ may لکھا جا سکتا تھا۔ یا وہاں shall آ جاتا۔ تو اس لئے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ پہلی بات mandatory ہے۔ اس کے لئے آپ کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا کہ آپ اسے shall پڑھنے دیتے۔ آگے کیا ہے۔ وہ آپ کی discretion ہے۔ and may کیونکہ اگر حالات ایسے ہیں تو آپ ان کو کہہ سکتے ہیں۔

لیکن جناب والا! اگر ایسی صورت حال ہے جو اس وقت پیدا ہو گئی ہے تو پھر آپ کو may کا فائدہ لینا چاہیے۔ کیونکہ may make a short -statement relevant there to جو اس کے متعلقہ ہوں وہ شارٹ سٹیٹمنٹ دے سکتا ہے۔ تو اس لئے جناب والا! جو صورت حال بنی ہوئی ہے۔

اس لئے میں یہی گزارش کروں گا کہ آپ اپنی discretion استعمال کریں۔ اسی بات پہ اکتفا کریں۔ اس کے بعد آپ اس کے باضابطہ ہونے یا نہ ہونے کی بات کریں۔ پھر ہم بھی اس پہ بات کریں گے کہ یہ باضابطہ ہی نہیں ہے۔ اور میں ثابت کروں گا کہ کیسے بے ضابطہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: موہل صاحب! میری یہ گزارش ہے کہ یہ لکھا ہے کہ

..... thereupon the member shall raise the of privilege and may make a short statment relevant there to:

اس میں ممبر کی discretion کا ذکر ہے کہ جب لسٹ آف بزنس پہ وہ معاملہ آگیا تو یہ لکھا ہے کہ

..... member who gave notice and thereupon the member shall raise the question of privilege and may make a short statement....

تو کیا یہ ممبر کے لئے نہیں ہے کہ وہ شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتا ہے یا نہیں

Is it not against the discretion of the member, whether he should make a short statement or not.

میاں صاحب آپ نے جس قاعدہ کا حوالہ دیا ہے اس پر میں آپ کی رائے چاہتا ہوں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! یہ رول 56 پر چلے گئے ہیں۔ اس سے پہلے رول 55 میں relevancy کا ذکر ہے۔

Conditions of admissibility of questions of privilege.

یعنی اگر آپ اس بات کو لیتے ہیں تو میں پھر رول 55 کا سہارا لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جس رول پہ بھی جائیں' بڑی اچھی بات ہے۔ لیکن رول میں جو may کا لفظ لکھا ہے وہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ ممبر کی مرضی ہے کہ وہ اس پہ شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتا ہے یا نہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! یہ رول 55 کلاز 3

55 (iii) the question shall relate to specific matter of recent occurrence;

(iv) the matter shall be such as requires the intervention of the Assembly; and .....

یہ تحریک استحقاق کی admissibility کے بارے میں ہے۔ جناب والا! آپ اس کو ملاحظہ کرلیں کہ یہ

حالیہ وقوع پذیر ہونے کے متعلق معزز رکن کہہ رہے ہیں اور آگے پڑھیں

(iv) The matter shall be such as requires the intervention of the Assembly; and ....

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ اس کی admissibility پہ چلے گئے۔ آپ ذرا موقع تو دیجئے۔ یہ بات آنے تو دیجئے۔ اس کی admissibility پر بات ہو گی۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جیسے میرے بھائی منظور موہل صاحب نے کہا ہے کہ یہ بھی آپ کے فرائض میں شامل ہے کہ آپ ایوان کے ماحول کو سازگار بنائیں۔ اگر معزز رکن شارٹ سٹیٹمنٹ دے دے اور وہ ہمارے جذبات مجروح کرے اور پورے ہاؤس کے جذبات کو ابھارے تو پھر ہمارا حق بھی محفوظ ہے۔ میں وہی منظور موہل والی بات کروں گا کہ یہ کوئی اتنا اہم مسئلہ نہیں ہے۔ جس کے لئے میں معزز رکن کو آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ ہاؤس کو اسی طریقے سے خوشگوار ماحول میں چلنے دیں۔ اگر وہ ہم پر الزامات لگائیں گے تو وہ خود بھی شیشے کے گھر میں رہتے ہیں۔ اس لئے میری آپ سے پھر استدعا ہے کہ معزز رکن ایسی سٹیٹمنٹ نہ دیں جس سے پورے ہاؤس کا وقار مجروح ہو اور ہمارے جذبات بھی مجروح ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! ہارون شاہ صاحب' پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب علی ہارون شاہ: جناب والا میں آپ کا دھیان اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آج صبح بھی انہوں نے ہی اس قسم کا مسئلہ پیش کیا تھا تو آپ نے اس کو خلاف ضابطہ قرار دیا ہوا ہے اور آپ کہہ چکے ہیں کہ ہاؤس disturb ہو گا اور اس کے ساتھ ہی ہم لوگ جو آج کل بہتر ماحول ہماری اسمبلی میں اور باہر بھی بنا رہے وہ بنا نہیں رہ سکتا اور اس کے ساتھ ساتھ جو باہر بھی فضا بہتر بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے وہ بھی بہتر نہیں رہ سکتی اس لئے یہ اس قسم کی باتیں کر کے اپنے چیف منسٹر کی کوششوں کو خود ہی پس پشت کر رہے ہیں اور اس پر آپ پہلے ہی رولنگ دے چکے ہیں لہذا گزارش یہ ہے کہ آپ اس کو خلاف ضابطہ کر دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سلسلے میں لاء منسٹر میری کچھ مدد فرمائیں گے؟

میاں محمود الرشید: جناب والا شارٹ سٹیٹمنٹ کی مجھے اجازت دے دیجئے اس کے بعد بے شک آپ اسے خلاف ضابطہ کر دیجئے۔ لیکن اس میں قانون بڑا واضح ہے' آپ نے مجھے اجازت فرمائی اس کے بعد میری شارٹ سٹیٹمنٹ آنی چاہئے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا میری درخواست یہ ہے کہ آپ ذرا اس مسئلے کو سمجھ لیجئے گا یہ technical problem ہے اگر آپ ان کا شارٹ سٹیٹمنٹ لیں گے وہ ریکارڈ پہ آ جائے گا اور اس کے بعد آپ اگر اس کو خلاف ضابطہ بھی قرار دیں گے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر آپ ان کو سٹیٹمنٹ دینے کا حق دیں گے تو پھر ہمیں بھی defend کرنے کا حق حاصل ہے اور ہم انہیں defend کریں گے۔ ☆

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر اس پر بحث ہوئی تو آپ ضرور defend کیجئے۔ راہی صاحب آپ ماحول کو خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں' آپ کو میں بولنے کی اجازت نہیں دیتا' آپ تشریف رکھیں' آپ چیئر کو یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اجازت ہے میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ میں معزز رکن سے درخواست کروں گا کہ انہوں نے جو چیئر کو یہ بات کہی ہے کہ آپ اجازت دیں گے تو میں اس کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں اور معزز رکن کو Warn کرتا ہوں کہ وہ ہاؤس میں بات کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھیں کہ اگر آپ کو چیئر کی طرف سے اجازت نہیں مل رہی تو آپ بیٹھ جایئے جب باری آئے گی۔ (مداخلت) راہی صاحب آپ چیئر کو پھر interrupt کر رہے ہیں' مجھے بات ختم کر لینے دیں۔ (مداخلت) راہی صاحب میں آپ کو بار بار کہہ رہا ہوں کہ چیئر کو interrupt نہ کیجئے' شاہ صاحب تشریف رکھیں' کاردار صاحب بیٹھئے۔ گورداسپوری صاحب تشریف رکھیں۔ مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ سب دوست یہ سن رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ راہی صاحب نے جو چیئر کے متعلق بات کہی۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا ہم چیئر کا رویہ بھی دیکھ رہے ہیں' ہم آپ کی بات نہیں کر رہے چیئر کی بات کر رہے ہیں' کہ چیئر نے ایسی تحریک جس کو کہ چیمبر میں ختم کرنا چاہئے تھا' آیا اگر ہم یہاں پہ کہیں کہ جہاز کے حادثے میں کوئی کتے کی موت مرا ہے تو آپ اس کو یہاں ایوان میں لے آئیں گے' میری بات کا بھی جواب دیں' کہ کوئی شخص اپنے گھر میں طبعی موت مر جائے اس کی تیاری ہو یا نہ ہو اور ہم اس کو کہیں کہ کتے کی موت مرا ہے تو کیا آپ اس کو بھی یہاں ایوان میں لے آئیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے افسوس ہے کہ ______

جناب محمد وصی ظفر: ایک منٹ جی میری بات سن لیں کہ یہ چیئر جو ہمیں درس دیتی رہی کہ آپ

☆☆ بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے

اس طریقے سے چلیں، آپ اس طریقے سے الہام و تفہیم کریں، آپ یہ کریں وہ کریں، اس چیئر کے متعلق مجھے یہ کہنے میں کوئی شرم نہیں ہے ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ کہ کئی اراکین کا استحقاق مجروح ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ چیئر کے کردار پہ جائیں گے۔ میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک بات تو بتائیے کہ چیئر نے تو ابھی یہ فیصلہ ہی نہیں دیا۔ اس کی admissibility پر بات بھی نہیں ہوئی کہ اس کو خلاف ضابطہ قرار دینا ہے یا نہیں، اس کو باضابطہ قرار دینا ہے یا نہیں اور پہلے ہی یہ ساری باتیں کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب ذرا تشریف رکھیں مجھے لاء منسٹر صاحب سے ذرا اس بارے میں بات کر لینے دیں۔ جناب لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر مجھے انتہائی دکھ اور افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ میرے معزز حزب اختلاف والے بھائی ایک مسئلہ جس کو میں بڑے احسن طریقے سے حل کرنا چاہتا ہوں اس کو خود بخود الجھانے کی کوشش فرما رہے ہیں۔ میں اپنی سیٹ سے اٹھ کر اس تحریک استحقاق کے محرک کی خدمت میں اس لئے گیا تھا کہ آپ اس مسئلے پر short-statement نہ دیں۔ انہوں نے نہایت مہربانی کی اور وہ اس سے اتفاق کر گئے۔ راہی صاحب نے وہاں سے آوازیں کسنا شروع کر دیں کہ وزیر قانون اس کو brief کر رہے ہیں۔ یہ بہت افسوس کی بات ہے۔ میرا طرز عمل اس ہاؤس کے سامنے ایک کھلی کتاب کی طرح ہے۔ میں نے ہر وقت اپنے دوستوں کے طعنے اور نارا ضگیاں سن کر بھی اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنے کی کوشش کی ہے۔ میں ان کی خدمت میں گیا تھا۔ کل وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر اعظم پاکستان کی آپس میں ملاقات ہوئی ہے اور اس ماحول کو ہم نے بہت خوشگوار بنانا ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ مہربانی کر کے اس پر short-statement نہ دیں۔ وہ مجھے کہہ رہے تھے کہ آپ لوگوں کا طرز عمل تو دیکھوں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔

جناب والا! میں محمود الرشید صاحب کی خدمت میں پر زور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس پر short-statement نہ دیں اور براہ مہربانی اپنی اس تحریک استحقاق کو پریس نہ فرمائیں تاکہ یہ معاملہ یہیں پر ختم ہو جائے۔ اس کے ساتھ جو اس دوران بدمزگی ہوئی ہے اس بارے میں بھی میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا اس کو ہاؤس کے ریکارڈ سے حذف کیا جائے۔

☆☆ بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

میاں محمود الرشید: جناب سپیکر! میں نے جو تحریک استحقاق پڑھی ہے وہ تو کارروائی کا حصہ بنے گی۔ میں اس حق سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ وزیر قانون بھی کہے یا ساری اپوزیشن کہے جب سپریم کورٹ کی بات آتی ہے اور ان کے پارٹی کی بنیاد پر الیکشن کا فیصلہ کرتے ہیں اور دیگر فیصلے کرتے ہیں تو وہ مانا جاتا ہے۔ لیکن بھٹو کے دور کا جو فیصلہ ہے اس پہ یہ تلملا اٹھے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر short-statement دینا میرا حق تھا۔ جناب وزیر موصوف میرے پاس آئے انہوں نے مجھ سے گزارش کی کہ آپ اس پر بات نہ کریں۔ وہاں ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سے گزارش ہے کہ کسی معزز رکن کی طرف اشارے نہ فرمایئے۔ وزیر قانون نے آپ سے جو گزارش کی ہے آپ اس پر غور فرمائیں۔

میاں محمودالرشید: جناب والا! میں اس کو مؤخر کرتا ہوں میں اس پر short-statement دوں گا۔ میں اس سے محروم نہیں ہو سکتا۔ آپ اسے مؤخر کریں میں اس پر short-statement ضرور دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! پاکستان اور پنجاب کی حکومت کے درمیان مفاہمت کی فضا پیدا ہو رہی ہے لوگ اپنی رنجشیں کم کر رہے ہیں۔ ایسے دن پر یہ تحریک استحقاق پیش کرنا یہ کس چیز کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ ملک کے عوام کو خراب کرنے کی بات ہے اور میں گزارش کر چکا ہوں کہ جب بھی ملک کے حالات کو بہتر ہونے کی توقع ہوتی ہے تو یہ جماعت اس فضا کو خراب کر دیتی ہے۔ ان کا رویہ ایسا ہے۔ اب یہ معاملہ ٹھیک ہو رہا تھا لیکن یہ دوبارہ اس کو خراب کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب والا! میری گزارش یہ ہے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ تحریک استحقاق آج پیش نہیں کی ہوگی بلکہ آج سے تین چار دن پہلے یا ہفتہ پہلے دی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب وصی ظفر صاحب آپ تشریف رکھیں۔ یہ کیا بات ہے چیئر کہتی ہے کہ آپ تشریف رکھیں اور آپ تشریف نہیں رکھتے۔

☆ ☆ بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

جناب محمد وصی ظفر: اگر یہ اس قسم ☆

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں مجھے ان کی بات سننے دیں۔ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ڈاکٹر صاحب آپ Cross talk کیوں کر رہے ہیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ: آپ کو میری بات سننی ہی پڑے گی۔ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب آپ cross talk کیوں کرتے ہیں۔ آپ چیئر کو مخاطب کریں۔

وزیر ٹرانسپورٹ: میں آپ سے مخاطب ہوں جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پہ یہ ☆

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ کھڑے ہیں آپ بات کریں۔ کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟ آپ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بولنا چاہتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: پہلے پوائنٹ آف آرڈر کا فیصلہ ہو جائے تو پھر یہ پوائنٹ آف آرڈر پہ بولیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کس پوائنٹ آف آرڈر کا فیصلہ باقی ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ: آپ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ سے ☆ ☆ ۔ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ------

(قطع کلامیاں)

Mr. Deputy Speaker : No cross talk please. Order. Order.

وزیر ٹرانسپورٹ: اس قسم ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ہم ☆ ☆ ☆ ☆ دیں ☆ ☆ ☆ میں ☆ ☆ ☆ کو جا ☆ ☆ ☆۔ جناب ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ سے کہنا ☆ ☆ ہے کہ ان کی ☆ ☆ ☆ ☆ ☆۔ آپ ☆ ☆ ☆ کرتے ہیں لیکن ☆ ☆ ☆ بات ☆ ☆ ☆ ☆۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر۔ آرڈر۔

(قطع کلامیاں)

☆☆ بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

جناب محمد وصی ظفر: ☆☆☆☆☆-☆☆☆☆☆

(شور و غل)

ایک آواز: ☆☆☆☆ انہوں نے کیوں کی ہے۔ ☆☆☆☆☆ گے ☆☆☆☆☆ کیوں بات ☆☆☆☆☆☆☆☆-

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس ساری کارروائی کو حذف کرتا ہوں اور ہاؤس پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی منظور موہل صاحب اور رانا شوکت محمود صاحب سے اور وزیر قانون سے درخواست کروں گا کہ میرے چیمبر میں ذرا تشریف لے آئیں۔

(اجلاس کی کارروائی ایک بج کر 52 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر دوبارہ شروع ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے تو میں کچھ معزز اراکین کی خدمت میں عرض کروں میں اس ساری کارروائی کو حذف کرتا ہوں اور خصوصی طور پر پریس سے یہ عرض کروں گا کہ یہ کارروائی پریس میں نہ آئے۔

آج کا واقعہ بڑا ہی افسوس ناک واقعہ ہے میرا خیال ہے کہ یہ نہیں ہونا چاہیے تھا یہ بہت ہی افسوس ناک بات ہے بہرحال میں ان دوستوں سے یہ کہوں گا کہ وہ اپنے اپنے الفاظ واپس لیں وصی ظفر صاحب کی طرف سے جو زبان استعمال کی گئی اور جو ایسی باتیں دونوں طرف سے ہوئیں میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ وہ الفاظ واپس لیں تاکہ اس ایوان کے decorum کو اس کے وقار کو آپ درست پیش نظر رکھیں میری یہ دوبارہ گزارش ہے کہ معزز خواتین کی موجودگی میں اس باوقار ایوان میں جو غلط قسم کے الفاظ اور جو غلط قسم کی زبان استعمال کی گئی ہے اس کو واپس لیا جائے۔

چودھری اختر رسول: جناب سپیکر! اس سے پیشتر کہ جناب وصی ظفر صاحب کچھ فرمائیں ہمارے جو دوست ابھی باہر ہیں اگر وہ تشریف لے آئیں تو بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی چودھری صاحب' آپ تشریف لے جائیں اور ان کو لے آئیں۔

چودھری اختر رسول: مہربانی۔

Mr. DEPUTY SPEAKER: The time is extended for 15 minutes.

(اس اثنا میں باقی اراکین اسمبلی میں تشریف لے آئے)

☆☆ بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

جناب محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! جیسا کہ جناب نے حکم فرمایا اور مجھ کو ذاتی طور پر محسوس ہوا کہ جو کچھ بھی ادھر ہوا وہ اس ایوان کے وقار کے انتہائی منافی تھا میری وجہ سے اگر اس ایوان کے فاضل رکن کا یا میرے بھائی کا دل دکھا ہے تو میں اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے انتہائی معذرت خواہ ہوں میرا مقصد دیدہ دانستہ کسی کا دل دکھانے کا نہیں تھا لہذا میں معذرت خواہ ہوں۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سردار صاحب! آپ کچھ فرمانا پسند فرمائیں گے؟

وزیر قانون (سردار نصراللہ دریشک) : جناب والا! میں نے تو اس وقت بھی ان ہی جذبات کا اظہار کیا تھا کہ اس مقدس ہاؤس کا وقار اور اس کی عزت ہمیں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے اور دونوں طرف سے یہ کوشش ہونی چاہیے کہ یہ جو جمہوریت کا پودا ہم نے لگایا ہے یہ ایک تناور اور ایک مضبوط درخت کی حیثیت سے پھلے پھولے اور اگر ہماری طرف سے ہمارے ان بھائیوں میں سے کسی بھائی کے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے تو ہم بھی ان ہی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے معذرت خواہ ہیں۔

(تالیاں)

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب سپیکر! یہ بہت اچھا ہوا لیکن میں ایک گزارش کروں گا اور ضرور کروں گا جو ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ اور نازیبا الفاظ استعمال ہوئے ان کی معافی ہو گئی ہم اس پر بڑے خوش ہیں اور سب کو اس پر مبارکباد دیتے ہیں لیکن جو سنت رسول کی توہین ہوئی ہے وہ ہم معاف نہیں کر سکتے۔ وہ انہوں نے ہمارا جرم نہیں کیا اس لئے اس سنت رسولؐ کی توہین کی یا تو آپ انہیں کوئی سزا دیں گے اور یا وہ خدا سے معافی مانگیں گے۔ سنت رسول کی توہین رسول کی توہین ہے اور اس کی سزا قتل تک ہے۔ وہ معمولی جرم نہیں ہے۔ وہ ہمارے بھائی بیٹھے ہیں وہ بھی سنت رسول رکھے ہوئے ہیں انہی سے پوچھ لیجئے کہ سنت رسول کی توہین کتنا عظیم جرم ہے اس لئے وہ کوئی ایسا قابل معافی جرم نہیں ہے۔ اس کی تو سزا ہونی چاہیے۔ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ انہوں نے دیا اور جس کو دیا' ہمیں کہا اور ☆

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: میری ایک گزارش ہے کہ میں پھر معزز اراکین سے درخواست کروں گا کہ اپنی باتوں میں ایسے الفاظ کو نہ دہرائیں جن سے ماحول خوشگوار نہ رہے۔ اس سلسلے میں ایک تو فیصلہ ہو چکا

☆ ☆ بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

ہے اور بات ختم ہو چکی ہے۔

رانا شوکت محمود: جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی رانا صاحب۔

رانا شوکت محمود: جناب سپیکر! آج جو بھی واقعہ ہوا اس سے ہمیں کوئی سبق بھی لینا چاہیئے۔ ہماری بہت ساری ذمہ داریاں ہیں۔ یہ ایوان ایک بہت باوقار اور معزز ایوان ہے۔ یہاں پر میرے جو بھی دوست منتخب ہو کر آئے ہیں ان کی ذمہ داریاں ایک ہی قسم کی ہیں۔ ان ذمہ داریوں میں ہماری ذات پیچھے رہ جاتی ہے۔ ہماری ذمہ داری اس ملک کے عوام کے ساتھ ہے' اس صوبے کے عوام کے ساتھ ہے' ہماری ذمہ داری اپنے اپنے حلقے کے ووٹر صاحبان کے ساتھ ہے۔ ان سب سے بڑھ کر میرے خیال میں ہماری ذمہ داری جمہوریت کے ادارے کے ساتھ ہے جس کو آگے بڑھانے کے لئے ہم یہاں آئے ہیں اور ہمارے اوپر اس صوبے کے عوام کی طرف سے یہ فرض تفویض کیا گیا ہے کہ ہم اس ایوان میں بیٹھیں اور اس ایوان میں بیٹھ کر عوام کے حقوق کی نگہداشت کریں۔ جناب والا! یہ دن ہمیں ایک بہت طویل عرصے کی جدوجہد کے بعد نصیب ہوا جس کے صلے میں ہم اس ایوان میں آئے۔ میں نے پہلے بھی عرض کی تھی کہ اس ایوان میں کچھ سال پہلے یہاں فوج بھری ہوتی تھی اور مارشل لاء کی عدالتیں لگتی تھیں۔ جناب والا اس اتنی بڑی تبدیلی کے بعد ہمیں ہروقت یہ ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ جمہوریت کو نقصان پہنچانے کے لئے' اس ملک کو نقصان پہنچانے کے لئے' اس ادارے کو نقصان پہنچانے کے لئے بہت ساری سازشیں ہوئیں اور ہوتی رہیں گی۔ ہمارا ایک فرض یہ بھی ہے کہ ہم ان سازشوں کے ساتھ عقل کے ساتھ' شعور کے ساتھ لڑیں نہ کہ ان سازشوں اور سازشیوں کے ہاتھوں میں کھیل جائیں۔ میری آپ کی وساطت سے انتہائی مودبانہ گزارش ہے کہ ہم ان ذمہ داریوں کا احساس کریں اور پھر اس کے علاوہ ایک اور ذمہ داری ہے اور وہ ہماری ذمہ داری اس ایوان کی تاریخ کے ساتھ ہے۔ یہ ایوان ایک تاریخ رکھتا ہے۔ اس ایوان کی حیثیت ایک اینٹوں' لکڑی اور گارے سے بنی ہوئی عمارت ہی نہیں ہے بلکہ اس میں ایک تاریخ بھی محیط ہے۔ یہاں پر اس کی ایک اپنی حیثیت ہے اور اس کا اپنا ایک کردار ہے۔ ہمیں اس کی اس حیثیت اور تاریخ میں اضافہ کرنا ہے۔ جناب والا! اس پر ہمیں اپنی ذاتوں کو پیچھے ڈالنا ہو گا۔ اس میں ہمیں اپنی حیثیت اور اپنی اندر کی انا کو کبھی کبھی قابو میں کرنا ہو گا۔ جب تک آپ اپنی اندر کی انا اور اپنی اندر کی جو خواہشات ہیں ان کو پیچھے نہیں ڈالیں گے' ان کو قابو میں نہیں لائیں گے۔ اس وقت تک آپ نہ اس

ادارے کی خدمت کریں اور نہ ہی اس صوبے کے عوام کی خدمت کریں گے اور نہ ہی آپ جمہوریت کے لئے کسی قسم کی کوئی اچھی روایت قائم کریں گے۔

جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ یہ آج کا واقعہ اور اس قسم کے چھوٹے چھوٹے جو آئندہ واقعات بھی ہوتے رہیں گے تو ہمیں اس بارے میں یہاں پر ایک اصول وضع کرنا چاہیئے اور وہ اصول یہ ہے کہ ہم اپنی ذات کو پیچھے رکھتے ہوئے اس ادارے کے وقار کو آگے رکھیں گے اور اس ادارے کے لئے اور جمہوریت کے لئے جو بہتر ہو گا اس کے لئے کوشش کریں گے۔ خواہ وہ دائیں جانب بیٹھے ہوئے دوست ہوں یا بائیں جانب بیٹھے ہوئے میرے بھائی اور بہنیں ہوں۔ جناب والا! میں پھر ایک دفعہ اس ایوان کے تمام دوستوں سے آپ کی وساطت سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اب اس بات کو چھوڑ کر ہم یہ کریں کہ ہمارے عوام نے جو ہمیں ایک فرض دیا ہے اس کی طرف زیادہ توجہ دیا کریں۔ میں ان گزارشات کے ساتھ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور انشاء اللہ ہم یہ مل جل کر ایسی کوشش کرتے رہیں گے کہ جو اس ایوان کے وقار اور عزت میں اضافے کا باعث بنے۔ بہت مہربانی

(نعرہ ہائے تحسین) ________

MR KHALID LATIF KARDAR: Point of order Sir. Mr. Speaker may I have your permission to speak in English.

MR DEPUTY SPEAKER: Yes Please

MR KHALID LATIF KARDAR: Sir, I would like to draw your attention to Rule 55 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab regarding the admissibility of a motion of privilege.

Rule 55 lays down the conditions precedent. If any one of the conditions is absent the motion cannot be admitted. It is the Rule 55 (3) that is contrary to the rules and illegal.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لودھی صاحب ______

جناب محمد ارشد خان لودھی: جناب سپیکر! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں یہ کہوں گا کہ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ یہ معاملہ افہام و تفہیم سے ختم ہو گیا ہے۔ میں آپ کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہتا ہوں کہ جو الفاظ اس ہاؤس میں استعمال کئے گئے اس ہاؤس کے تقدس کی خاطر، اس جمہوریت کی خاطر اور تمام اراکین کی اپنی عزت کی خاطر میں آپ کی وساطت سے یہ چاہوں گا کہ آپ پریس سے یہ درخواست کریں کہ یہ الفاظ صبح اخبارات میں نہ چھاپیں۔

بیگم نجمہ حمید: جناب سپیکر ٹائم بڑھالیں ــــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! ابھی پانچ منٹ ہیں۔

آغا ریاض الاسلام: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ابھی جو واقعہ ہوا ہے جس کی وجہ سے کبھی کبھی ماحول خراب ہو جاتا ہے اس کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ابھی آپ نے یہاں مولانا چنیوٹی صاحب کو اس بات پر منع کیا ہے کہ آپ نہیں بولیں گے لیکن انہوں نے کہا کہ جی میں ضرور بولوں گا اور اس کے بعد وہ بولے۔ آپ کو یہ بات یاد ہو گی کہ اس سے پہلے ہماری طرف سے جناب فضل حسین راہی صاحب نے کیا تھا کہ میں ضرور بولوں گا تو آپ نے انہیں یہ کہا تھا کہ آپ چیئر کو چیلنج نہیں کر سکتے۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو بنیادی طور طور پر ایسا ماحول پیدا کر دیتی ہیں کہ ہمارے یہاں پر بیٹھے ہوئے ڈیسک کے لوگوں کو زبردستی بولنا پڑ جاتا ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ اگر آپ براہ مہربانی ان معمولی باتوں پر توجہ دیں گے تو پھر ماحول کو زیادہ بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سے پہلے کہ یہ ہاؤس ملتوی ہو میں اپنے معزز اراکین سے یہ عرض کروں گا کہ تمام دوستوں نے یہ دیکھا کہ پہلے دن سے ہی چیئر کی رواداری' حوصلہ اور برداشت قابل تحسین رہی ہے۔ لیکن جو افسوسناک واقعہ آج ہوا اور جن باتوں کی طرف میرے دوست نے ابھی نشاندہی کی یہاں مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ جو چیئر کے اختیارات ہیں جن کو وہ استعمال کرنے کا حق رکھتی ہے اور جو آج سے پہلے استعمال نہیں کئے گئے صرف اس بنیاد پر صرف اس لئے کہ دوست ان باتوں کو سامنے رکھیں اور ماحول خوشگوار رہے۔ میں آج یہ کہتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں کروں گا کہ آئندہ اس ایوان کے وقار اور اس چیئر کے وقار کو اگر ملحوظ خاطر نہ رکھا گیا تو چیئر اپنے اختیارات استعمال کرنے پر مجبور ہو گی۔ میں دوستوں سے یہ عرض کروں گا کہ وہ ماحول کو خوشگوار رکھیں اور چیئر کو مجبور نہ کریں کہ وہ اپنے اختیارات' ایسے اختیارات جو کہ یقیناً ان معزز اراکین کے لئے خوش گوار نہیں ہوں گے۔ جن کے خلاف وہ استعمال ہوں گے میں ان الفاظ کے ساتھ ــــــــ

جناب وزیر قانون: جناب والا! اس سے پہلے کہ آپ اس ایوان کو ملتوی کریں' میں یہ گزارش کروں گا کہ آج کا ہمارا ریزولیشن/ قراردادوں کا دن تھا' غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن تھا۔ یہ تمام ایجنڈا اگلے غیر سرکاری ارکان کے دن کے لئے ملتوی رکھا جائے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب اس میں یہ ہو گا' کہ اگر تو اسی سیشن میں غیر سرکاری ارکان کی

کارروائی کے دن آئے گا پھر تو یہ ایجنڈا آ جائے گا' اگر یہ Prorovgue ہو جائے گا تو پھر تمام کارروائی ختم ہو جاتی ہے۔ پھر نیا کام آتا ہے اور پھر ایجنڈا بنتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: موصل صاحب آپ نے بجا فرمایا ہے ________ یہ ایوان کل صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی بدھ' 28 ستمبر1988ء صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۸ء

(چہار شنبہ ۱۹ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ)

جلد ۳ ــــــ شمارہ ۱۷

سرکاری رپورٹ

مندرجات

بدھ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۸ء — صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ ------ ۱۲۷۷

ممتاز صحافی جناب ظہور عالم شہید کو ایصال ثواب کے لئے
دعائے مغفرت اور فاتحہ خوانی ------ ۱۲۷۸

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------ ۱۲۷۹

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------ ۱۳۱۲

اراکین اسمبلی کی رخصت ------ ۱۳۱۳

مسئلہ استحقاق

(۱) پنجاب لوکل گورنمنٹ ترمیمی بل ۱۹۸۸ء کو جلد
زیر غور لاکر قواعد انضباط کار سے انحراف ------ ۱۳۲۷

(جاری) ....

........(جاری)

	صفحہ نمبر
(ii) رکن اسمبلی کو ناجائز ہراساں کرنا	۱۳۳۳

تحاریک التوائے کار

سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں بحالی کے کام میں حکومت کی ناکامی	۱۳۴۱

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم) شہری غیر منقولہ جائیداد ٹیکس مصدرہ ۱۹۸۸ء	۱۳۵۰
مسودہ قانون (ادائیگی) بھتہ مخصوصی ملازمین پنجاب مصدرہ ۱۹۸۸ء	۱۳۵۹

شام کی نشست

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ	۱۳۶۸
سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں بحالی کے کام میں حکومت کی ناکامی سے متعلق تحریک التوا پر بحث	۱۳۶۹

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیسرا اجلاس

بدھ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۸ء

(چہار شنبہ ۱۶ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح ۹ بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اِنۡ یَّنۡصُرۡکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمۡ ۚ وَ اِنۡ یَّخۡذُلۡکُمۡ
فَمَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَنۡصُرُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِہٖ ؕ وَ عَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ○
وَ مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنۡ یَّغُلَّ ؕ وَ مَنۡ یَّغۡلُلۡ یَاۡتِ بِمَا غَلَّ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ۚ
ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفۡسٍ مَّا کَسَبَتۡ وَ ہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ ○ اَفَمَنِ اتَّبَعَ
رِضۡوَانَ اللّٰہِ کَمَنۡۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ مَاۡوٰىہُ جَہَنَّمُ ؕ وَ بِئۡسَ
الۡمَصِیۡرُ ○ ہُمۡ دَرَجٰتٌ عِنۡدَ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ بَصِیۡرٌۢ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ ○ لَقَدۡ مَنَّ
اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ
اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ ۚ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ
لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ○ سورۃ آل عمران 160 - 164

اگر خدا تمہارا مددگار ہے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے کہ تمہاری مدد کرے اور مومنوں کو چاہیئے کہ خدا ہی پر بھروسا رکھیں اور کبھی نہیں ہو سکتا کہ پیغمبر (خدا) خیانت کریں اور خیانت کرنے والوں کو قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز (خدا کے روبرو) حاضر کرنی ہو گی۔ پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلا دیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی۔ بھلا جو شخص خدا کی خوشنودی کا تابع ہو وہ اس شخص کی طرح (مرتکب خیانت) ہو سکتا ہے جو خدا کی ناخوشی میں گرفتار ہو اور جس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ ان لوگوں کے خدا کے ہاں (مختلف اور متفاوت) درجے ہیں اور خدا ان کے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ خدا نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجے جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو پاک کرتے اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

ممتاز صحافی جناب ظہور عالم شہید کے ایصال ثواب کے لئے دعائے مغفرت اور فاتحہ خوانی

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے کارروائی کے آغاز سے پہلے ایک ممتاز اور مقتدر صحافی جناب ظہور عالم شہید جوکہ تحریک پاکستان میں بھی بڑے سرگرم رہے ہیں ان کے ثواب ایصال کے لئے دعا کر لی جائے۔ کیونکہ ملک کے بنانے والوں میں بطور طالب علم اور صحافت کے میدان میں یعنی مسلم صحافت کے میدان میں ان کا جو کردار ہے' ان کی خدمات ہیں اس چیز کی متقاضی ہیں کہ اس ایوان میں انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کے ایصال ثواب کے لئے دعا کی جائے۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب نے دعائے مغفرت کی تحریک پیش کی ہے۔ معزز ایوان کی کیا رائے ہے؟

آوازیں: ٹھیک ہے۔ دعائے مغفرت کر لی جائے۔

جناب سپیکر: اتفاق ہے۔ دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! آج آخری دن ہے اگرچہ یہ ابتدا میں چاہیئے تھا۔ ہمارے ملک میں جو سترہ اگست 1988ء کو بہاولپور کا عظیم سانحہ ہوا تھا اس حادثہ میں صدر پاکستان اور ان کے رفقاء شہید ہوئے تھے۔ ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کرنا ہمارے لئے ضروری تھا۔ کیونکہ پہلے دن کچھ حالات اور پوائنٹ آف آرڈر ایسے ہو گئے کہ بات نہ ہو سکی۔ آج چونکہ اس اجلاس کا آخری دن ہے اس لئے میں جناب سے درخواست کرتا ہوں کہ ان تمام شہداء کے لئے بھی دعائے مغفرت ہونی چاہیے اور ان کے ورثاء کے لئے تعزیت ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر: مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے تو اس معزز ایوان کی کیا رائے ہے؟

جناب محمود الحسن ڈار: جناب والا! اگر یہ بات ہے تو پھر جناب ذوالفقار علی بھٹو شہید بھی ہیں پھر اور بھی کئی شخصیات رخصت ہوئی ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بات اس وقت چاہیئے تھی۔ مولانا اس

وقت بھول گئے تھے اور یہ بہت کچھ ہوا۔ ہم اس بات کو دہرانا نہیں چاہتے۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ یہاں اس بات پر آپس میں مزاج خراب ہو۔ تلخی پیدا ہو۔ ہم تلخی پیدا نہیں کرنا چاہتے۔ برائے مہربانی اسے واپس لیا جائے۔

جناب سپیکر: دعائے مغفرت کے لئے جو Controversial تحاریک ہو ان سے ہمیں اجتناب کرنا چاہیئے۔

ملک حاکمین خاں: شکریہ

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

برنالی ضلع گجرات میں بجلی کے پولوں کی تنصیب

☆ 4- **میاں طارق محمود:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چودھری افتخار احمد خان سکنہ برنالی ضلع گجرات نے ایک درخواست وزیر آبپاشی کو جون 1987ء میں پیش کی تھی کہ برنالی ضلع گجرات میں بجلی کے زیادہ پول لگائے جائیں اور ایک ٹرانسفارمر بھی مہیا کیا جائے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس درخواست پر وزیر آبپاشی نے فوری کارروائی کا حکم دیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس درخواست پر ایس ای صاحب گجرات نے متعلقہ حکام کو فوری کارروائی کا حکم دیا تھا۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ آج تک اس سلسلہ میں کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ زیادہ پول نہ ہونے کی وجہ سے کسی وقت بھی کوئی مہلک حادثہ رونما ہو سکتا ہے کیونکہ ننگی تاروں کی وجہ سے ہر وقت خطرہ رہتا ہے۔

(و) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک متذکرہ گاؤں میں بجلی کے پول نصب کرنے اور ایک نیا ٹرانسفارمر لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار نصراللہ خاں دریشک):

(الف) چودھری افتخار احمد خان سکنہ برنالی ضلع گجرات کی جس درخواست کا حوالہ دیا گیا ہے اس کا کوئی ریکارڈ محکمہ آبپاشی و قوت برقی میں موجود نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ سابقہ وزیر آبپاشی و

قوت برقی نے وہ درخواست براہ راست محکمہ واپڈا کے ایس ای گجرات کو مناسب ہدایات کے ساتھ بھجوا دی ہو۔

(ب) جیسا کہ جزو (الف) میں جواب دیا گیا ہے۔

(ج) جیسا کہ جزو (الف) میں بیان کیا ہے محکمہ میں اس سے متعلق کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ ایس ای (واپڈا) گجرات نے بھی وزیر آبپاشی کی ہدایات کے مطابق اپنے متعلقہ افسران کو فوری کارروائی کے لئے احکامات جاری کئے ہوں۔ بہرحال ان احکامات کا بھی محکمہ آبپاشی میں کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہے۔

(د) اس سلسلہ میں واپڈا کے متعلقہ حکام کو اب چٹھی لکھ دی ہے کہ گاؤں مذکورہ میں اہالیان کی جائز شکایت جلد دور کی جائے۔

(ہ) ایسا ممکن ہے۔

(و) یہ مسئلہ واپڈا سے متعلقہ ہے جو کہ مرکزی حکومت کے ماتحت ہے تاہم جیسا کہ جزو (د) میں مذکور ہے۔ واپڈا کے متعلقہ حکام کو صارفین کی جائز ضرورت پوری کرنے کے لئے لکھ دیا گیا ہے اور ٹیلی فون پر بھی متعلقہ چیف انجینئر اور ایس ای صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کرائی گئی ہے۔ ایس ای صاحب واپڈا گجرات نے بتایا ہے کہ موضع مذکور کی ریبوویشن کی سکیم تیار کی جا رہی ہے۔ جو منظوری کے لئے جلد ہی چیئرمین ایریا الیکٹرک سٹی بورڈ اسلام آباد کو بھیج دی جائے گی یہ کام منظوری کے بعد 824- اے ڈی پی لون کے تحت آئندہ مالی سال میں شروع کیا جا سکے گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! اس سوال کے جواب میں انہوں نے لکھا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ درخواست ایس۔ ای گجرات کو مناسب ہدایات کے ساتھ بھجوا دی ہو اور اس سے آگے ہے کہ "ہو سکتا ہے کہ ایس۔ ای (واپڈا) گجرات نے وزیر آبپاشی کی ہدایات کے مطابق اپنے متعلقہ افسران کو" تو جناب والا میری گزارش ہے کہ یہ "ہو سکتا" نہیں ہونا چاہیئے۔ تو جناب والا سوال یہ ہے کہ ایس۔ ای یا ایس۔ ڈی۔ او اس محکمہ کے ماتحت ہیں یا نہیں اور یہ "ہو سکتا ہے" نہیں ہونا چاہیے اس کا ہاں یا نہ میں جواب ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب۔ آپ کا یہ ضمنی سوال کیا ہوا؟

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! سوال یہ ہے کہ کیا ایس۔ ای اور محکمہ کے متعلقہ افسران

محکمہ آبپاشی کے ماتحت نہیں ہیں اور کیا اس سوال کا جواب مبہم اور غیرواضح نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی۔ وزیر آبپاشی۔

وزیر آبپاشی: جناب والا! میں جناب موحل صاحب سے بات کر رہا تھا اور میں ان کا سوال نہیں سن سکا للذا مہربانی فرما کر فاضل ممبر اپنا سوال دہرا دیں۔

جناب سپیکر: جی! نواب زادہ صاحب۔ آپ سوال دہرا دیجئے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! اس سوال کو سمجھنے کے لئے اس سوال کے جواب کو پڑھنا ضروری ہے جناب والا اگر وزیر صاحب اس سوال کے جواب کو تھوڑی سی توجہ سے پڑھ لیتے تو وہ خود ہی اپنے محکمے کو فرماتے کہ تم نے اس سوال کے جواب میں کیا کیا۔ جناب والا! سوال یہ ہے کہ اس سوال کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ "ہو سکتا ہے کہ ایس۔ ای نے ایسا کیا ہو" اور "ہو سکتا ہے کہ ایس۔ ای نے اپنے محکمہ کو ایسی ہدایات دی ہوں" کیا ایس۔ ای اور متعلقہ افسران محکمہ آبپاشی کے ماتحت نہیں ہیں اور کیا وہاں سے واضح اور غیر مبہم جواب نہیں آ سکتا؟

وزیر آبپاشی: جناب والا! میں نواب زادہ صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ ایس۔ ای محکمہ آبپاشی کے ماتحت نہیں ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: تو پھر جناب والا میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ سوال واضح اور غیر مبہم نہیں ہو سکتا تھا؟ اور کیا اس ایوان کو غلط جواب نہیں دیا گیا؟

وزیر آبپاشی: جناب والا! اس سلسلہ میں ہمارے ممبر صاحب نے جس درخواست کا ذکر کیا ہے اس کا ریکارڈ نہ ہی محکمہ آبپاشی میں ملا ہے اور نہ ہی ایس۔ ای گجرات کے دفتر میں ملا ہے چونکہ جناب طارق محمود صاحب نے اپنے سوال میں بڑا واضح لکھا ہے تو ہم نے یعنی محکمہ آبپاشی والوں نے ایس۔ ای گجرات سے رابطہ قائم کیا بلکہ محکمہ نے ایک clear cut مراسلہ اس سوال کی روشنی میں ایس۔ ای (واپڈا) گجرات کو لکھ کر دیا ہے کہ اس مسئلے کو فوری طور حل کیا جائے اور جہاں تک ان کی درخواست کا تعلق ہے وہ نہ ہی ایس۔ ای گجرات کے دفتر میں مل سکی ہے نہ ہی ہمارے اپنے دفتر میں اس کا کوئی حوالہ موجود ہے۔ دراصل جناب والا یہ ہوتا ہے کہ ممبر صاحبان براہ راست اپنی درخواست لے جاتے ہیں۔ یہ سابقہ وزیر آبپاشی صاحب نے routine میں درخواست mark کر دی ہو گی۔ شاید یہ ایس۔ ای صاحب کو mark کر دی ہو جو اب تک trace نہیں ہو رہی لیکن اس کے باوجود ہمارے

محکمے نے اس چیز کا نوٹس لیا ہے چیف انجینئر ایریا الیکٹرٹی کو top-priority hasis پر مراسلہ لکھ کر بھیج دیا ہے اور Teleprinter Message بھی بھیج دیا ہے چونکہ واپڈا براہ راست ہمارے ماتحت نہیں آتا ہے جناب والا کو یاد ہو گا کہ پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ ہمارے سابقہ وزراء صاحبان جو آبپاشی اور بجلی کے تھے انہوں نے لکھ کر دے دیا تھا کہ واپڈا سے متعلقہ جوابات ہم نہیں دیتے۔ میں نے تو اس ایوان کے تقدس کو بڑھانے کے لئے اور اس ایوان کو واپڈا کے اوپر حق جتانے کے لئے یہ فیصلہ کیا ہے یا واپڈا کے ساتھ ہمارا تعلق ہے ہم اس ذمہ داری سے پہلو تہی نہیں کریں گے جتنا بھی ہمارا اس سے تعلق بنتا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے ایوان کے معاملات کو حل کرانے کی پوری کوشش کریں گے۔ چونکہ وہ براہ راست ہمارے ماتحت نہیں ہے اس لئے ہم ان کی جانب سے' واضح اور حتمی جواب دینے سے قاصر ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! کیا اس ایوان کا وقار مبہم اور مشکوک جوابات سے بڑھ کر ہے۔ جناب والا! اگر آپ سوال پڑھیں تو اس میں یہ ہے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ اس درخواست پر وزیر آبپاشی نے فوری کارروائی کا حکم دیا تھا؟ کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس درخواست پر ایس۔ ای گجرات نے متعلقہ حکام کو فوری کارروائی کا حکم دیا تھا؟ تو اس کا جواب یہ ہونا چاہیے تھا کہ "دیا تھا" یا "نہیں دیا تھا" اردو گرائمر کی رو سے اس سوال کا جواب ماضی یا شرطیہ تمنائی "ہوا ہو گا" یا "ہو سکتا ہے" میں نہیں دیا جا سکتا یہ ماضی مطلق میں دیا جاتا ہے۔ اس بارے میں میری آپ سے عرض ہے کہ اس سوال کا جواب غلط ہے' مبہم ہے' غیرواضح ہے اور وزیر موصوف کو اپنے محکمے کو ہدایت کرنی چاہیے کہ ایوان میں ان کی سبکی نہ کرائیں اور اس سوال کا جواب نہایت واضح دیں اور ہم اس جواب سے مطمئن نہیں ہیں کیا وزیر قانون فرمائیں گے کہ definite سوالات کا جواب indefinite میں کیوں دیا جاتا ہے۔ کیا ان سوالوں کی بھی آبپاشی کر دی گئی ہے اور پانی پھیر دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: اس میں میں نواب زادہ صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس جواب کو محکمہ کی طرف سے واضح ہونا چاہیے اور یہ "ہو سکتا ہے" والی بات مناسب معلوم نہیں ہوتی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے جواب پڑھا تو آپ کو پتہ چل گیا۔ مگر وزیر موصوف نے نہیں پڑھا اس لئے ان کو پتہ نہیں چلا۔

نیلی بار راجباہوں کے کنارے اونچے کرنے کے لئے اقدامات

☆ 37- **ملک طیب خان اعوان**: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے سال ۱۹۸۸ء میں نہر نیلی بار کے راجباہ ایل- 1 اور ایل- 2 کی ری ماڈلنگ کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ راجباہ مذکورہ بالا میں ری ماڈلنگ کے بعد موگہ جات اونچے کرائے ہیں مگر کناروں پر مٹی نہیں ڈالی گئی۔ جس کی وجہ سے آئے دن پانی باہر بہتا رہتا ہے بدیں وجہ پانی کا بھی ضیاع ہوتا ہے اور فصلوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کناروں پر مٹی کم ہونے کی وجہ سے منظور شدہ ڈسچارج کے مطابق پانی بھی نہیں چھوڑا جاتا جس کی وجہ سے ہر دو راجباہ جات کا ہزاروں ایکڑ رقبہ بنجر ہو رہا ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت راجباہ جات ایل- 1 اور ایل- 2 کناروں پر مٹی ڈال کر ڈسچارج کے مطابق پانی چھوڑنے کے لئے تیار ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار نصراللہ دریشک):

(الف) یہ درست ہے کہ راجباہ ۱- آر / 2 ایل/ٹی- ڈی اور 2 ایل ٹی ڈی کی ریماڈلنگ (مرمت) کے کام کی ۸۸-۱۹۸۷ء میں منظوری دی گئی لیکن فنڈز کی کمی کی وجہ سے صرف موگہ جات اور ہائیڈرالک سٹرکچرز کو ریماڈل کیا گیا۔

(ب) یہ درست ہے کہ موگہ جات مطابق نظرثانی شدہ فل سپلائی لیول درست کئے گئے ہیں جس سے ٹیلوں پر پانی کی پوزیشن بہتر ہو گئی ہے۔ فنڈ نہ ملنے کی وجہ سے اگرچہ کناروں پر مٹی نہیں ڈالی گئی ہے لیکن پانی کناروں سے باہر نہیں بہتا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ راجباہ کے کنارے مٹی نہ ڈالنے کی وجہ سے قدرے کمزور ہیں لیکن مسلسل دیکھ بھال اور نگرانی کے ذریعے راجباہ میں منظور شدہ ڈسچارج چلایا جا رہا ہے اور کوئی رقبہ پانی کی کمی کی وجہ سے غیر آباد نہیں ہے۔

(د) راجباہ ہائے کے کناروں کو مضبوط کرنے کا کام مطلوبہ فنڈز ملتے ہی شروع کر دیا جائے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! یہاں پر جواب میں کہا گیا ہے کہ کام کی منظوری دی گئی۔ لیکن فنڈز کی کمی کی وجہ سے صرف موگہ جات اور Remodel Hydraulic structure کیا گیا ہے

جناب والا میرا ضمنی سوال یہ ہے اور یہ جزو (الف) سے متعلقہ ہے کہ جب منظوری دی جاتی ہے تو اس وقت ان کو یہ علم نہیں ہوتا کہ فنڈز ہیں یا نہیں اور کیا وزیر موصوف صاحب یہ بتائیں گے کہ کسی کام کی ڈویلپمنٹ کے لئے خواہ اس کے لئے فنڈز ہوں یا نہ ہوں یہ منظوری دے دیتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی! وزیر آبپاشی۔

وزیر آبپاشی: جناب والا! ہوتا یہ ہے کہ تخمینے تیار ہو جاتے ہیں بلکہ ٹینڈر بھی طلب کر لئے جاتے ہیں لیکن بعد میں ہنگامی حالات یا حکومت کی مجبوری کی وجہ سے کٹ لگا دیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں طلب کردہ ٹینڈر بھی واپس کرنے پڑتے ہیں۔ لیکن جناب والا جب محکمہ منظوری دیتا ہے تو اس وقت اس کے پاس فنڈز بھی ہوتے ہیں اور اس وقت محکمہ والے پوری تیاری کر کے یہ کام کرتے ہیں۔ لیکن پھر کسی وجہ سے محکمہ کٹ لگا دیتا ہے جس طرح سے اس دفعہ سیلاب کی وجہ سے کٹ لگا دیا گیا ہے لیکن جہاں تک اس مسئلے کا تعلق ہے اس مسئلے کے بارے میں اس سال 4 لاکھ 70 ہزار روپے کے فنڈز مہیا کر دیئے گئے ہیں اور اسی سوال سے متعلقہ کام کے لئے ٹینڈر بھی طلب ہو چکے ہیں اور یہ کام اسی مالی سال میں مکمل ہو جائے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا جواب کے (ج) جزو میں کہا گیا ہے کہ "کنارے مٹی نہ ڈالنے کی وجہ سے کمزور ہیں لیکن مسلسل دیکھ بھال اور نگرانی کے ذریعے راجباہ میں منظور شدہ discharge چلایا جا رہا ہے" تو جناب والا جب یہ خود ہی مان رہے ہیں کہ کنارے کمزور ہیں تو پھر کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ ان کناروں کی دیکھ بھال سے ہٹ کر ان کناروں کو مستقل طور پر بلند کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ یہ خطرہ دور ہو جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب والا! میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ انہی کناروں پر مٹی ڈالنے کے لئے ہم نے سکیم منظور کر لی ہے اور اب اس پر عملدرآمد ہو گا۔

سید ناظم حسین شاہ: یہ جناب جواب جز (ج) میں ہے آپ ذرا اسے پڑھ لیں۔ جناب وریک صاحب یہ ٹھیک ہے کہ یہ آپ کا محکمہ نہیں ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: میرا محکمہ ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: اچھا چلو شکر ہے الحمدللہ ____ تو پھر اگر یہ آپ کا محکمہ ہے تو آپ جواب تو پڑھ لیا کریں نا۔ ٹھیک ہے آپ بہت تجربہ کار ہیں۔ جناب جواب جز (ج) میں یہ لکھا ہوا ہے

کہ ــــــ

"یہ درست ہے کہ راجباہ کے کنارے مٹی نہ ڈالنے کی وجہ سے قدرے کمزور ہیں لیکن مسلسل دیکھ بھال اور نگرانی کے ذریعے راجباہ میں منظور شدہ discharge چلایا جا رہا ہے اور کوئی رقبہ پانی کی کمی کی وجہ سے غیر آباد نہیں ہے"۔

جناب سپیکر! آپ بھی دیہاتی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ بھی یہ جانتے ہوں گے کہ جب کھالے کے کنارے کمزور ہوں تو اس میں ڈسچارج کے مطابق جتنے پانی کی ضرورت ہو اس کو کیسے چلایا جا سکتا ہے۔ یہ خود ایک جگہ مان رہے ہیں اور پھر یہ بھی فرما رہے ہیں کہ ضروری دیکھ بھال کی جا رہی ہے۔ راجباہ جو ہوتا ہے اس کے متعلق وزیر موصوف کو خود بھی علم ہو گا کیونکہ یہ بھی دیہی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں کہ اگر راجباہ کے کنارے کمزور ہوں تو اس میں پانی چل ہی نہیں سکتا۔ یہ خود بھی زمیندارہ پیشے سے تعلق رکھتے ہیں۔ راجباہ میں یہ تو نہیں ہے کہ جناب ایک کیوسک پانی جا رہا ہے یا دو کیوسک پانی جا رہا ہے۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ اس راجباہ میں کتنا کیوسک پانی چھوڑا جاتا ہے۔

This is my supplementary question Sir.

جناب سپیکر: یہ تو ایک اور ضمنی سوال ہو گیا۔ ضمنی پر ضمنی ہو گیا۔

سید ناظم حسین شاہ: سر! چلیں اگر اس طرح سمجھ نہیں آئی تو اس طریقے سے بتا دیں۔

جناب سپیکر: تو جناب کا پہلا ضمنی سوال۔

سید ناظم حسین شاہ: پہلا ضمنی سوال بتا دیں پھر اس کے بعد دوسرا بتا دیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب والا! 1- آر/ 2 ایل/ٹی۔ ڈی کا ڈیزائن ڈسچارج 32 کیوسک ہے اور actual discharge بھی 32 کیوسک ہے۔ اس کے مطابق اس میں ڈسچارج چل رہا ہے۔ 2- ایل ٹی ڈی کا ڈیزائن ڈسچارج 85 کیوسک ہے جبکہ actual discharge بھی 85 کیوسک ہے اور اس کی لمبائی 7.5 و 9 میل ہے لہذا جتنا اس کا ڈیزائن ہے اس کے مطابق ہی اس میں پانی چل رہا ہے۔

جناب سپیکر: تو اس میں شاہ صاحب کا جو سوال ہے وہ یہ ہے کہ re-modelling کی وجہ سے موگے نیچے ہو رہے ہیں اور چونکہ راجباہ کے کناروں پر مٹی کم ہے وہاں مٹی نہیں ڈالی گئی اس وجہ سے اس کا discharge کم ہے تو محکمے کا جواب یہ ہے کہ واقعی اس پر مٹی کم ہے لیکن ہم اس کے

ڈسچارج کو بڑی کوشش کر کے مشکل سے maintain کر رہے ہیں۔ تو اب شاہ صاحب کا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اس کو اس عارضی کوشش کی بجائے اس کے کناروں پر مٹی ڈال کر اس کے ڈسچارج کو مستقل بنیادوں پر یقینی بنایا جا سکتا ہے اور یہ مٹی ڈالنے کا کام کب تک مکمل ہو جائے گا۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ 88-1987ء میں ان دونوں راجباہوں کی re-modelling کا کام تیار کیا گیا تھا اس وقت ہمیں فنڈز کی کمی کا سامنا تھا اور اس وقت ہمیں صرف ایک لاکھ 7 ہزار روپیہ ملا تھا اس میں جتنا کام ہو سکتا تھا وہ ہم نے کیا۔ اس سال محکمہ نے ان کی Re-Modelling کے لئے 4- لاکھ 40 ہزار روپے کا تخمینہ لگایا ہے جس کے لئے فنڈز دستیاب ہیں' ٹینڈر طلب کر لئے گئے ہیں اور یہ کام اسی سال مکمل ہو جائے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر اس پر میرا ایک اور ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی آپ آخری ضمنی سوال کریں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ 32 کیوسک پانی اس میں ڈسچارج کیا جا رہا ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ اس راجباہ کی لمبائی کتنی ہے اور کتنے ایکڑ کے لئے یہ پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: اس کی لمبائی تو وہ بتا چکے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب یہ پانی کتنے مربعوں کے لئے مہیا کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب اس کے لئے تازہ سوال چاہیے۔

سید ناظم حسین شاہ: شکریہ جناب ____ ویسے وزیر موصوف کو یہ پتا ہونا چاہیئے کہ ایک کیوسک پانی کتنے رقبے کے لئے ہوتا ہے جب انہوں نے 32 کیوسک کا بتایا ہے تو یہ بھی بتا دیں۔ ان کا تعلق بھی اس پیشے سے ہے جس سے آپ کا اور میرا تعلق ہے اور میں وزیر آبپاشی کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر رہا ہوں کہ 5 × 6 کا جو ٹیوب ویل ہوتا ہے اس میں ایک کیوسک پانی آتا ہے تو یہ اس سے اندازہ لگا لیں کہ 32 کیوسک پانی کتنے رقبے کے لئے ہو گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب یہ درست بات ہے لیکن مختلف علاقہ جات کے لئے پانی کا تناسب مختلف ہے اس کے مطابق پانی دیا جاتا ہے۔ یہ تناسب ملتان میں اور ہے' ڈی جی خان میں اور ہے' اوکاڑہ

ساہیوال میں اور ہے' جہلم میں اور ہے ______

نواب زادہ غضنفر علی گل: اور ڈی جی خان کے زمیندار اور ہیں' ادھر کے زمیندار اور ہیں یہ ساری باتیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی ہاں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ وریٹک صاحب کے ملتان میں مفادات بھی ہیں ان کے بزرگوں کی زمینیں بھی ہیں اور جس علاقے سے یہ سوال ہے اس علاقے میں بھی زمینیں ہیں۔ یہ زمین کی نوعیت سے واقف ہیں اس لئے ان کو علم ہونا چاہیئے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! زمین تو سردار صاحب کے پاس ہے ہی ______

جناب سپیکر: جی شکریہ ______

چوہدری عبدالوکیل خان: شاہ صاحب! اگر زمیندار ہیں تو وہ خود بتائیں کہ ان کا جتنا ٹوٹل رقبہ ہے اس کے لئے کتنا پانی مقرر ہے۔ شاہ صاحب خود زمیندار ہیں اپنے رقبے کی وارہ بندی کا خود بتائیں کہ ان کا کتنے ایکڑ رقبہ ہے اور اس کے لئے کتنا پانی مقرر ہے۔ چونکہ یہ تو ایک بہت بڑے منصوبے کا پوچھنا چاہتے ہیں۔ یہ خود بتائیں کہ ان کا کتنا پانی اے ______ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز ______

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ اگر مجھ سے سوال کریں تو میں یہیں پر جواب دے دوں گا اور یہ بھی بتا دوں گا کہ ایک کیوسک پانی کتنے رقبے کے لئے کافی ہوتا ہے اور 32 کیوسک پانی کتنے رقبے کے لئے ہوتا ہے۔ It is matter of calculation.

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ چوہدری صاحب تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ جی! آپ ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔

سید جاوید علی شاہ: جی جناب۔

جناب سپیکر: جی! جاوید علی شاہ صاحب۔

سید جاوید علی شاہ: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وہ یہ بتانا پسند کریں گے کہ ٹیلوں پر پانی کا مسئلہ ہر جگہ موجود ہے۔ انہوں نے اس سال ضلع ملتان میں re-modelling کے لئے کتنی رقم مخصوص کی ہے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! انہوں نے سوال سنا ہی نہیں ــــــــ

جناب سپیکر: سردار صاحب! یہ ایک ضمنی سوال ہے۔ آپ وقفہ سوالات کے دوران' سوالات اور ضمنی سوالات کے لئے متوجہ رہیں۔ میاں منظور احمد موہل صاحب اس انداز میں آپ کی مخالفت کر رہے ہیں کہ وہ آپ کے پاس بیٹھ کر سوالوں سے آپ کی توجہ ہٹا رہے ہیں۔ (قہقہے)

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میاں منظور احمد موہل صاحب دو وزیروں کے درمیان ہیں اور وہ جو مشہور بات ہے اس کو میں یہاں نہیں کہتا کیونکہ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب بیٹھے ہیں وہ ناراض ہو جائیں گے۔ مرغی کسی اور دو چیزوں میں حرام ہے اس لئے میاں منظور احمد موہل صاحب دو وزیروں کے درمیان ہیں ــــــ (قہقہے)

سید جاوید علی شاہ: جناب والا! میرا سوال یہ تھا کہ ٹیلوں پر پانی کا مسئلہ ہر جگہ موجود ہے اس سال ضلع ملتان میں Re-Modelling کے لئے کتنی رقم مخصوص کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی فرمایئے سردار صاحب ــــــ

وزیر آبپاشی و قوت برقی: میں معزز ممبر سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کے لئے تازہ سوال دیں۔

جناب سپیکر: جی میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ تو اگلا سوال نمبر 5

کھاریاں میں مچھر مار ادویات چھڑکانے کے لئے اقدامات

☆ 5- **میاں طارق محمود:** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس سال خراب موسمی حالات کی وجہ سے مکھی' مچھروں کی بہتات ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پچھلے سالوں میں محکمہ ملیریا کا عملہ دیہات میں دوائی وغیرہ کا سپرے کیا کرتا تھا جس کی وجہ سے عوام میں وبائی بیماریوں کے پھیلنے کا خدشہ کم ہو جاتا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سال مچھروں وغیرہ کے خاتمہ کے لئے ابھی تک کسی قسم کا سپرے نہیں کیا گیا۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں مچھروں وغیرہ کی بہتات کی وجہ سے علاقہ میں کئی قسم کی وبائی بیماریوں کے پھیلنے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فوری طور پر تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں سپرے کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر صحت (ڈاکٹر محمد افضل اعزاز):

(الف) یہ درست ہے کہ ہر سال کی طرح امسال بھی مکھی اور مچھروں کی بہتات مارچ اور اپریل کے مہینوں میں تھی۔

(ب) ملیریا کا عملہ سپرے صرف ان ہی دیہات میں کرتا ہے جہاں ملیریا کی صورت حال اس کی متقضی ہو۔ بلا امتیاز ہر علاقہ میں سپرے نہیں کی جاتی۔

(ج) جی نہیں۔ پروگرام کے مطابق سپرے کا آغاز جولائی میں کیا گیا تھا جو 19 اگست تک جاری رہا اور تمام دیہات جن میں ملیریا بیماری کے کیس دریافت ہوئے تھے سپرے کر دیئے گئے۔

(د) تمام دوسرے علاقوں کی طرح تحصیل کھاریاں میں ہر گھر ہر مہینے محکمہ صحت کی موبائل ٹیم دورہ کرتی ہے۔ بیمار اور بخار والے افراد کی بلڈ سلائیڈ تیار کی جاتی ہے۔ خوردبین کے ذریعے ملیریا کے کیس دریافت کئے جاتے ہیں۔ کھاریاں میں تمام دوسری تحصیلوں کے مقابلہ میں کم ملیریا کے کیس دریافت ہوئے ہیں۔ جن کا مکمل علاج کر دیا گیا ہے۔ حالات مکمل طور پر قابو میں ہیں۔ ہیضہ اور ٹائیفائیڈ کے ٹیکے لگائے جا چکے ہیں۔

(ہ) ان تمام گاؤں میں جہاں ملیریا پایا گیا تھا۔ ڈبلیو ایچ او اور یو ایس ایڈ کے مشورہ سے ایک پلان کے مطابق سپرے جولائی 1988ء میں کر دیا گیا ہے اب ایک ٹیم مارچ جولائی 1989ء میں ان تمام گاؤں میں بھیجی جائے گی جہاں ملیریا پایا گیا تھا۔ وہاں جولائی 1989ء میں پھر سپرے کیا جائے گا۔ ان تمام گاؤں کا چناؤ ایک بورڈ کرے گا جس میں ڈبلیو ایچ او اور یو ایس ایڈ کے نمائندے بھی ہوں گے بورڈ کی میٹنگ 15 تا 18 جنوری 1989ء کو لاہور میں ہو گی۔ اس میٹنگ میں تمام پنجاب کے لئے سپرے پلان تیار کیا جائے گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر صحت نے جواب کے جز

(ب) میں فرمایا ہے کہ "ملیریا کا عملہ سپرے صرف ان ہی دیہات میں کرتا ہے جہاں ملیریا کی صورت حال اس کی مقتضی ہو" تو اس کے مقتضی ہونے میں کیا کیا آتا ہے؟ کیا تقاضے ہوں کہ ادھر سپرے کیا جا سکے۔

وزیر صحت: اس میں صورت حال ایسی ہے کہ یو ایس ایڈ اور ڈبلیو ایچ او کی ٹیم ہمارے محکمہ صحت کے ساتھ مل کر ایک منشور بناتے ہیں اور وہ ہمیں ملیریا کش ادویات فراہم کرتے ہیں' یہ میٹنگ ماہ جنوری میں ہوتی ہے اور اس کے بعد ہم مارچ میں ان تمام دیہاتوں کا جائزہ لیتے ہیں اور بعد ازاں جولائی کے مہینہ میں چھڑکاؤ ہوتا ہے۔ معیار اس کا یہ مقرر کیا گیا ہے کہ اگر دو ہزار آدمیوں میں سے دو آدمی اس دیہات میں ملیریا میں مبتلا پائے گئے تو ہم اس دیہات کو اینٹی ملیریا سپرے کے لئے منتخب کرتے ہیں۔ اسی طرح سے دو ہزار میں سے 6 فیصد اگر ملیریا وا ئینڈیکس ایک خاص مچھر کی قسم ہے پائی جائے تو اس کے لئے ہم دیہات منتخب کرتے ہیں اور ہر سال جولائی میں ہم یہ چھڑکاؤ کرتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن دیہات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں آیا یہ دیہات متقاضی نہیں ہیں کہ وہاں پر چھڑکاؤ کیا جائے؟

وزیر صحت: حالات متقاضی تھے اور وہاں پر چھڑکاؤ کیا گیا۔ گجرات کے سارے ڈسٹرکٹ میں چھڑکاؤ ہوا اور کھاریاں میں دو دیہات ہیں نور جمال اور کوریاں شاہ حسین' ان دو دیہاتوں میں چھڑکاؤ کیا گیا اور باقاعدہ اس کے لئے انتظام کیا گیا اور حکومت نے اس کے لئے پورا انتظام اور بندوبست کیا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! وزیر صحت فرما رہے ہیں کہ سارے ضلع گجرات میں سپرے کیا گیا۔ میرے علاقہ میں قطعاً" نہیں کیا گیا ہے اور یہ سوال ہم نے پوچھا بھی نہیں ہے کہ ضلع میں کیا گیا ہے یا نہیں کیا گیا ہے۔ وزیر صاحب نے از خود ہی یہ بتایا ہے' یہ جواب ان کا غلط ہے کہ سارے ضلع گجرات میں چھڑکاؤ کیا گیا ہے۔

وزیر صحت: گزارش یہ ہے کہ معیار جو ہے جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم نے گجرات کے ان حصوں میں چھڑکاؤ کیا۔ جہاں جہاں اس کی ضرورت پائی گئی۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! جزو (الف) میں فرمایا گیا ہے کہ یہ درست ہے کہ ہر سال کی طرح اس سال بھی مچھر اور مکھی کی بہتات مارچ اور اپریل کے مہینے میں تھی۔ جبکہ جزو (ج) میں کہتے ہیں کہ پروگرام کے مطابق چھڑکاؤ کا آغاز جولائی میں کیا گیا جو کہ 19 اگست تک جاری رہا۔ آیا یہ فرمایا

جائے گا کہ مچھر تو تھے مارچ میں اور سپرے جولائی اگست میں کیا گیا؟

وزیر صحت: جناب میں نے پہلے آپ سے گزارش کی کہ مارچ کے مہینے میں اور جولائی کے مہینے میں اور مارچ جو ہے اپریل سے پہلے آتا ہے۔ اس لئے اگر اپریل کا ذکر ہے تو مطلب یہ ہے کہ مارچ میں سپرے کیا گیا' مارچ اور اپریل میں ہم سپرے کرتے ہیں اور پھر جولائی میں سپرے کیا جاتا ہے۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ واضح نہیں ہوا ہے۔ میں دوبارہ پڑھتا ہوں جزو (الف) میں لکھا گیا ہے کہ مکھی اور مچھر مارچ اور اپریل کے مہینے میں بہتات میں تھے اور آگے (ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ جولائی اور اگست میں چھڑکاؤ کیا گیا ہے۔ آیا وہ جو سپرے بے کار کیا گیا۔ جولائی اپریل سے یقیناً پہلے نہیں آتی ہے ہاں اگلے سال کی اپریل سے پہلے آتی ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ مکھی اور مچھر مارچ اور اپریل میں تھے تو سپرے جولائی اگست میں کیوں کیا گیا؟ آیا وہ تمام رقم کا ضیاع نہیں تھا۔

وزیر صحت: یہ جو ٹیمیں مختلف دیہاتوں میں انٹی ملیریا سپرے کے لئے جاتی ہیں وہ مارچ میں بھی جاتیں اور اس میں یہ ذکر ہے کہ مارچ کے مہینہ میں بھی وہاں سپرے کیا گیا اور جولائی کے مہینہ میں بھی کیا جاتا ہے۔ اس لئے اپریل اس میں شامل ہو جاتا ہے۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! آپ خود ملاحظہ فرمائیں میں پھر تفصیل پڑھ دیتا ہوں۔ یہ جزو (الف) ہے۔ یہ درست ہے کہ ہر سال کی طرح امسال بھی مکھی اور مچھر کی بہتات مارچ اور اپریل کے مہینوں میں تھی اور جزو (ج) میں لکھا ہے "جی نہیں پروگرام کے مطابق سپرے کا آغاز جولائی میں کیا گیا جو کہ 19 اگست تک جاری رہا اور ایسے تمام دیہات جن میں ملیریا بیماری کے کیس دریافت کئے گئے چھڑکاؤ کر دیئے گئے" میری عرض یہ ہے کہ مچھر مارچ اور اپریل میں تھا' مچھر نے اس وقت ڈسنا تھا؟ جناب جواب نہیں آرہا ہے۔

جناب سپیکر: حضور یہ آپ فرما چکے ہیں اور وہ جواب دے چکے ہیں۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب اس کا درست جواب نہیں آیا ہے۔

جناب سپیکر: حضور اس کا جواب آچکا ہے۔ آپ دوبارہ سن لیجئے۔

وزیر صحت: اس کا جواب اسی سوال میں شامل ہے۔ اگر یہ جزو الف پڑھیں' تو اس میں معلوم ہو جائے گا کہ مارچ کا مہینہ اس میں شامل ہے اور وہاں ٹیمیں بھیجی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی چودھری غلام سرور خان ضمنی سوال کریں گے۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا! میری گزارش ہے کہ میں چودھری نہیں ہوں، مجھے غلام سرور خان کے نام سے پکارا جائے۔ جناب والا! ڈاکٹر صاحب کا تعلق راولپنڈی سے ہے میں یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ آیا انہیں مکھی اور مچھر نہیں کاٹتے ہیں؟ کیا یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ ضلع راولپنڈی میں بھی چھڑکاؤ کیا گیا ہے یا نہیں۔

وزیر صحت: میں نے آپ سے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ یہ ہر جگہ اور ہر دیہات میں اور ان علاقوں میں کیا جاتا ہے جہاں ملیریا کی وبائی صورت پائی جاتی ہے۔ اس میں راولپنڈی ہو یا ان کا اپنا ضلع ہو، اس میں بھی ہم چھڑکاؤ کرتے ہیں۔

بیگم صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال ہے بی بی یا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ اگر ضمنی سوال ہے تو اس کے لئے پوائنٹ آف آرڈر کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کہئے کہ میرا ضمنی سوال ہے۔

بیگم صغیرہ اسلام: جی میرا ضمنی سوال ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ چھڑکاؤ اس جگہ کیا جاتا ہے جہاں ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ جناب والا میرا تعلق ضلع شیخوپورہ سے ہے، وہاں پر تحصیل ننکانہ کا خاص طور پر شہر ننکانہ جو ہے اس کے چاروں اطراف گندے پانی کے جوہڑ ہیں جہاں پر بے شمار مچھر اور مکھیاں ہوتی ہیں لوگ وہاں پر بیمار رہتے ہیں وہاں پر کوئی ہسپتال بھی نہیں ہے جہاں پر علاج ہو سکے۔

جناب سپیکر: بی بی آپ کا سوال کیا ہے۔ مسئلہ کی شکل میں آپ پیش نہیں کر سکتی ہیں یہاں ضمنی سوال کی صورت میں سوال آ سکتا ہے۔

بیگم صغیرہ اسلام: میں یہ دریافت کرنا چاہتی ہوں کہ آیا شیخوپورہ کے لئے بھی ایسی کوئی ٹیم مقرر کی گئی ہے جو میرے ضلع میں چھڑکاؤ کا کام کرے گی؟

جناب سپیکر: جی! اب درست سوال ہے۔ جی

وزیر صحت: اس میں ضرور چھڑکاؤ کیا جائے گا، اس میں بظاہر کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی ہے کہ ہم شیخوپورہ کو نظرانداز کریں، اگر وہاں اس قسم کی وبائی صورت پائی گئی تو انشاء اللہ وہاں ٹیمیں بھیجی

جائیں گی جو سپرے کریں گی۔

بیگم صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! تحصیل ننکانہ جو ہے' وہاں پر وبائی صورت کیا؟ وہاں پر تو ہمیشہ ہی وبائی صورت رہتی ہے کیونکہ ننکانہ چاروں طرف سے گندے پانی کے جوہڑوں سے گھرا ہوا ایک شہر ہے تو وہاں پر وبائی صورت کسی خاص موسم میں نہیں بلکہ ہمیشہ ہی رہتی ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب کیا آپ تحصیل ننکانہ کا خاص خیال فرمائیں گے؟

وزیر صحت: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ وبائی صورت ملیریا کی یا کسی اور بیماری کی' انہوں نے یہ نہیں کہا کہ آیا ملیریا پھیلتا ہے یا کوئی دیگر بیماری پھیلتی ہے۔

جناب سپیکر: جی محترمہ ملیریا کے متعلق ہی کہہ رہی ہیں۔

وزیر صحت: وبائی کے ساتھ ساتھ ملیریا کو Specify کریں۔ ملیریا کے لئے وہاں ٹیمیں جاتی ہیں اور چھڑکاؤ کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: قربان علی چوہان صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب قربان علی چوہان: جناب والا میں وزیر صحت سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے جزو (د) کے جواب میں لکھا ہے کہ ان کی mobile teams دیہات کا اور باقی جگہوں کا دورہ کرتی ہے اور جو ملیریا والے لوگ ہیں' ان کی نشاندہی کرتی ہے تو میں ان سے یہ سوال کرنا چاہوں گا کہ گزشتہ سال کتنے مریضوں کی نشاندہی محکمہ ملیریا نے کی جو کہ ملیریا بخار میں مبتلا تھے۔

وزیر صحت: کسی شہر کی تعداد پوچھتے ہیں یا سارے پنجاب کی پوچھتے ہیں؟ ذرا سوال واضح کریں۔

جناب سپیکر: چوہان صاحب آپ نے کونسی جگہ کی بات پوچھی ہے؟

قربان علی چوہان: جناب سپیکر میں نے صوبہ پنجاب کی بات کی ہے۔

جناب سپیکر: چوہان صاحب آپ اپنا سوال ذرا دہرا دیجئے۔

قربان علی چوہان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ ملیریا کو ختم کرنے کے لئے محکمہ صحت کی جو گشتی (mobile) ٹیمیں کام کرتی ہیں' انہوں نے گزشتہ سال صوبہ پنجاب میں ملیریا کے کتنے مریضوں کی نشاندہی کی اور کہاں کہاں کی ہے؟

وزیر صحت: جناب سپیکر! اس کے لئے تو معزز رکن نیا سوال پیش کریں کیونکہ اس میں تمام اعداد و شمار مہیا کرنے پڑیں گے۔

قربان علی چوہان: جناب سپیکر اس کا تعلق تو ہے ______

وزیر صحت: جناب سپیکر میں اتنا بتا سکتا ہوں کہ پچھلے سال 23.9 میٹرک ٹن میلا تھان' جو کہ ملیریا کو ختم کرنے کی دوائی ہے اس کو یہاں استعمال کیا گیا۔ پورے پنجاب کے اس وقت مجھے اعداد و شمار معلوم نہیں ہیں۔ اس لئے آپ اس کے لئے نیا سوال کریں۔

جناب سپیکر: جناب فضل حسین راہی۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ میں اس کام کے لئے جو عملہ بھرتی کیا گیا ہے ان کے بارے میں عوام کا عمومی تاثر یہ ہے کہ ادویات جو چھڑکاؤ کے لئے ان کو فراہم کی جاتی ہیں وہ چور بازاری کے ذریعے مارکیٹ میں فروخت ہو جاتی ہیں اور وہ اس مقصد کے لئے استعمال نہیں ہوتیں۔ وزیر موصوف ان مقاصد کے حصول کے لئے کیا اقدامات تجویز کریں گے کہ وہ ادویات جو عملے کے سپرد کی جاتی ہیں صرف اس مقصد کے لئے استعمال کی جائیں۔ اس کے علاوہ جعلی عملہ جو صرف کاغذوں میں موجود ہوتا ہے لیکن حقیقت میں اس کا وجود نہیں ہوتا بلکہ ان کی فرضی حاضریاں ہوتی ہیں' فرضی تنخواہیں ہوتی ہیں' اس کے لئے وزیر موصوف کیا اقدامات کریں گے؟

جناب سپیکر: جناب وزیر صحت۔

وزیر صحت: جناب سپیکر معزز رکن کا سوال بڑا مبہم اور غیر واضح ہے کہ وہاں پر چوریاں ہوتی ہیں اور عملہ دیانت داری سے کام نہیں کرتا' ہمیں اس بات کی نشاندہی کی جائے اور واضح طور پر بتایا جائے کہ کون سا عملہ کہاں کہاں اس بد دیانتی کا مرتکب ہے۔ ہم اس کا تدارک کریں گے اور ان کو باقاعدہ سزا ملے گی۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں جناب وزیر موصوف سے یقین دہانی چاہوں گا اور اس ایوان کے اندر اس بات کی یقین دہانی چاہوں گا کہ اس سلسلے میں ہم جو بھی درخواستیں مہیا کریں گے یہ تمام پر وہی اقدامات کریں گے جس نیت کا یہ اظہار کر رہے ہیں' یہ یقین دہانی میں اس لئے چاہتا ہوں کہ میں ان کو ایسے کیسوں کی نشاندہی کروں گا اور میں بہت سی ایسی

درخواستیں ان کو دوں گا۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ان کے محکمے میں ویسے ہو رہا ہے۔ اس لئے یہ اس کی یقین دہانی کروا دیں۔

وزیر صحت: جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر انہوں نے کوئی ایسی بد دیانتی کی کوئی بھی نشاندہی کی تو انشاء اللہ پوری طرح تحقیقات کرنے کے بعد متعلقہ آدمی کو سزاوار ٹھہرائیں گے اور اس کے بعد ان کو سزا دیں گے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! ویسے وزیر موصوف سے یہ پوچھ لیا جائے کہ اس وقت وہ اپنے محکمے سے مطمئن ہیں؟ جناب سپیکر میرا سوال یہ ہے کہ یہ Floor of the House پر یہ بیان دے رہے ہیں' فی الحال یہ مطمئن ہیں کہ ان کے محکمے میں کچھ نہیں ہو رہا؟

جناب سپیکر: راہی صاحب! یہ بات انہوں نے نہیں کی ہے کہ ان کے محکمے میں کچھ نہیں ہو رہا یا کچھ ہو رہا ہے۔ آپ نے سوال کیا پھر انہوں نے یقین دہانی کروا دی۔

جناب فضل حسین راہی: شکریہ۔

جناب جاوید علی شاہ: جناب والا! سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ تحصیل کھاریاں میں تمام دوسری تحصیلوں کے مقابلے میں کم ملیریا کے کیس دریافت ہوئے ہیں جن کا مکمل علاج کر دیا گیا ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا چاہیں گے کہ کھاریاں پر توجہ صرف اس لئے دی جا رہی ہے' چونکہ یہ فوجی چھاؤنی ہے اور سابقہ حکومت فوجیوں کے زیر اثر چلتی رہی ہے اس لئے پوری توجہ فوجیوں کی طرف دی گئی حالانکہ یہ فرما رہے ہیں کہ یہاں ملیریا کے Cases بھی کم تھے جبکہ بہت پسماندہ علاقے اور بھی موجود ہیں' ضلع ملتان بھی موجود ہے' اس کی تحصیل شجاع آباد بھی موجود ہے۔ جہاں ملیریا کے بہت زیادہ Cases تھے مگر ان پر توجہ نہیں دی گئی۔

وزیر صحت: میں نے پہلے بھی اس سوال کا جواب دے دیا ہے لیکن وہ ادھورا تھا۔ جناب والا کھاریاں میں صرف دو دیہات ایسے پائے گئے جہاں ملیریا وبائی صورت میں موجود تھا اور اس کے لئے ہم نے باقاعدہ چھڑکاؤ کروایا۔ باقی جہاں تک چھاؤنی کا تعلق ہے وہ تو جی۔ ایچ۔ کیو کے ماتحت ہے اس لئے اس میں ہمارا کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: بیگم نصرت رشید۔

محترمہ نصرت رشید: جناب سپیکر! میرا آپ کے توسط سے ڈاکٹر صاحب سے سوال یہ ہے کہ ڈاکٹر

صاحب، بیگم نجمہ حمید اور میں، ایک ہی علاقے میں رہتے ہیں اور سٹیلائٹ ٹاون ایک ایسا علاقہ ہے کہ جب سے وہ علاقہ بنا ہے اس کی گلیاں کچی ہیں۔ کچی گلیاں ہونے کی وجہ سے وہاں پر تمام گندگی اور پانی پھیلا ہوتا ہے جس سے مچھر اور مکھیاں بہتات سے ہوتی ہیں۔ کیا اس کا کوئی ازالہ ہو سکتا ہے؟

وزیر صحت: جناب سپیکر! مجھے اچھی طرح معلوم ہے اور میں اس علاقے کو جانتا ہوں اور وہاں پر کارپوریشن کی طرف سے باقاعدہ چھڑکاؤ کیا جاتا ہے۔ مجھے وہاں سے باقاعدہ کوئی ایسی شکایت موصول نہیں ہوئی کہ اس علاقے کو نظرانداز کیا جاتا ہو۔ ان کی گلیوں میں میرے خیال میں کوئی ایک کیس بھی ملیریا کا نہیں پایا جاتا۔

محترمہ نصرت رشید: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گی کہ آج تک کسی بھی گلی میں کہیں بھی چھڑکاؤ نہیں ہوا، اگر ڈاکٹر صاحب کی مارکیٹ کی طرف یا کلینک کی طرف ہو گیا ہو تو میں کہہ نہیں سکتی۔ لیکن ہماری جتنی بھی گلیاں ہیں ان کے بارے میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ وہاں پر تو کبھی چھڑکاؤ وغیرہ نہیں ہوا۔

MR KHALID LATIF KARDAR: Mr. Speaker, I would like to put the question to the honourable Health Minister in English, whether he could tell the House, what about the grant used to be given by the WHO, and whether they are still getting or not.

جناب سپیکر: کاردار صاحب! یہ متعلقہ سوال نہیں ہے۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں اس سوال کا جواب دے دوں؟

جناب سپیکر: اس سوال کا جواب آپ دے سکتے ہیں لیکن ضمنی سوال اصل سوال سے متعلقہ ہونا چاہیئے۔

MR KHALID LATIF KARDAR: This grant used to be given by the WHO to the Province of Punjab specially to the Lahore Corporation. That was the object of the programme of WHO.

جناب سپیکر: یہ بڑا اہم سوال ہے لیکن اس میں کاردار صاحب! اس سوال کو آپ نئے سوال کے طور پر پیش کریں۔ اب خواجہ یوسف صاحب آخری ضمنی سوال کریں گے۔

خواجہ محمد یوسف: جناب سپیکر! میرا یہ سوال ہے کہ حالیہ سیلاب کی وجہ سے ضلع سیالکوٹ بری طرح سے متاثر ہوا ہے اور وہاں پر بہت سی جگہوں پر ابھی تک پانی کھڑا ہے اور گندگی بھی موجود ہے۔

کیا وزیر موصوف نے وہاں سے ملیریا' مچھر اور گندگی کو ختم کرنے کے لئے کوئی خاص بندوبست کیا ہے؟

جناب سپیکر: یہ بڑا اہم ضمنی سوال ہے۔

وزیر صحت: تمام سیلاب زدہ علاقوں میں باقاعدہ طور پر ملیریا ختم کرنے والی دوائیں' اس کے علاوہ دوسری وبائی امراض مثلاً" ہیضہ' چیچک اور اس قسم کی دوسری بیماریوں کے لئے ادویات کا چھڑکاؤ کیا گیا ہے' ٹیکہ جات لگائے گئے اور اس کے علاوہ vaccination اور innoculation کی گئی۔ پوری طرح اہتمام کیا گیا جس کا اخبارات میں بھی پوری طرح سے ذکر ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال رانا پھول محمد خان صاحب۔

انجینئرز کو مستقل کرنے کے لئے اقدامات

☆ 25- **رانا پھول محمد خان:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ سابق حکومت نے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت پنجاب کے صوبائی محکموں' محکمہ انہار' مواصلات و تعمیرات میں اور محکمہ زراعت میں انجینئرز بھرتی کئے تھے اور ان کو میرٹ کی بنیاد پر ملازمت دی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ صوبہ سرحد اور سندھ میں متذکرہ بالا تعین کردہ انجینئرز کو مستقل کر دیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ امر واقع ہے کہ پنجاب میں بھرتی کئے ہوئے انجینئرز کو 31 مئی 1989ء کو فارغ کر دیا جائے گا۔ اس کی وجوہات کیا ہیں۔

کیا حکومت پنجاب دوسرے صوبوں کی طرح ان انجینئرز کو مستقل ملازمت پر بحال رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک ان کو مستقل کر دیا جائے گا؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شاہ محمود قریشی):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت صوبوں کے مختلف محکمہ جات میں اتھارٹی مجاز کے حکم پر انجینئرز کو ملازمتیں دی ہیں۔

(ب) صوبہ سرحد اور صوبہ سندھ سے معلومات حاصل کی جا رہی ہیں۔

(ج) اس پروگرام کے لئے اخراجات وفاقی حکومت سالانہ بنیاد پر مہیا کرتی ہے۔ رواں مالی سال

میں یہ آسامیاں 31 مئی 1989ء تک منظور ہیں۔ فی الحال ان انجینئرز کو مستقل بنیاد پر ملازمت مہیا کرنے کی کوئی تجویز نہ ہے۔

میاں منظور احمد موھل : جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے صوبہ پنجاب میں انجینئرز کی بھرتی یعنی تقرری کے بارے میں کوئی واضح فیصلہ نہیں کیا گیا جب کہ صوبہ سندھ اور سرحد میں اس کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ جواب میں یہی کہا گیا ہے کہ ہم ان کے جواب کے انتظار میں ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ کوئی حتمی عرصہ بتا سکتے ہیں کہ ان بے روزگار انجینئرز کو آپ کب تک بحال کر دیں گے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات : جناب سپیکر! یہ سوال جو ابھی موصول ہوا یہ بہت تاخیر سے موصول ہوا ہے' حکومت پنجاب نے حکومت سندھ اور حکومت سرحد کو Telex دیا ہے لیکن ہمیں ابھی تک ان دونوں حکومتوں کی طرف سے سرکاری طور پر کوئی ایسی چیز موصول نہیں ہوئی ہے جس سے یہ بات واضح ہو کر وہاں کے جو انجینئرز صاحبان تھے ان کی ملازمتوں کو regularise کر دیا گیا ہے۔ ہم Speculation/Hearsay پر یہ توقع کر رہے ہیں کہ وہاں پر ایسا ہو گیا ہے۔ جب تک ہمیں حکومت سندھ اور حکومت سرحد سے اس مسئلے کا تحریری جواب نہیں آ جاتا۔ اس وقت تک میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال کا جواب واضح طور پر نہیں دیا جا سکتا۔

جناب علی اکبر وینس : جناب سپیکر اگر وزیر موصوف کو سندھ گورنمنٹ کا سرکلر فراہم کر دیا جائے پھر تو ان انجینئرز کو مستقل کر دیا جائے گا۔ یعنی اگر نوٹیفکیشن مہیا کر دیا جائے پھر انہیں مستقل کر دیا جائے گا؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات : جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے فاضل دوست کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ سابقہ حکومت نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ ہمارے بہت سے انجینئرز صاحبان بے روزگار ہیں ان کے مطالبے کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو relief دینے کے لئے کیا گیا تھا یہ ایک emergent measure کیا گیا تھا۔ یہ کوئی باقاعدہ ملازمت کے لئے وعدہ نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن اس میں جناب وینس صاحب کا سوال یہ تھا کہ جیسے کہ حکومت پنجاب صوبہ سرحد اور سندھ سے اس سلسلہ میں معلومات حاصل کر رہی ہے اور جس کا جواب ابھی تک حکومت پنجاب کو موصول نہیں ہوا' اگر وہ نوٹیفکیشن حکومت پنجاب کو دکھا دیا جائے تو کیا پنجاب حکومت اس پر similar اقدامات کرنے پر تیار ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات : جناب سپیکر! جب حکومت پنجاب کو ان صوبوں سے تفاصیل موصول ہوں گی ہم مفاد عامہ کو مدنظر رکھتے ہوئے' ان انجینئرز کی بے روزگاری کو مدنظر رکھتے ہوئے اور حکومت پنجاب کے مالی وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے جو مناسب اقدامات ہوں گے' اٹھائیں گے۔ یہاں میں فاضل دوست کی خدمت میں عرض کر دوں کہ اس سکیم کے لئے چاروں صوبوں میں وفاقی حکومت کی طرف سے فنڈز فراہم کئے جا رہے ہیں۔ حکومت پنجاب اپنے مالی وسائل کو دیکھ کر جو مناسب فیصلہ ہو گا وہ کرے گی۔

جناب علی اکبر مظہر وینس : جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ ہم ان صوبوں سے تفاصیل منگوا رہے ہیں۔ ان کے آنے پر فیصلہ کیا جائے گا۔ اب پیسے کا رونا ہے۔ تو میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ کیا یہ بیان فرمائیں گے کہ وہ انجینئرز جو 1988ء میں بھرتی کئے گئے تھے ان کو مستقل کر دیا گیا ہے اور جو 1986ء میں عارضی بنیادوں پر بھرتی کئے گئے تھے انہیں مستقل کیوں نہیں کیا گیا؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات : جناب والا! جیسے کہ میں نے پہلے گزارش کی تھی کہ یہ ایک stop-gap arrangement تھا۔ جو انجینئرز صاحبان اس وقت حکومت کی ملازمت میں ہیں ان کو یہ سہولت بہم پہنچائی گئی ہے کہ وہ دوران ملازمت اگر پبلک سروس کمیشن کوئی آسامیوں کا اشتہار دے تو ان کے لئے وہ درخواست دے سکتے ہیں اور اگر کہیں اور ان کو اچھی ملازمت کے مواقع میسر آئیں تو وہاں بھی درخواست گزار کر سکتے ہیں۔ ان میں سے کئی صاحبان ایسے ہیں کہ جو پبلک سروس کمیشن کی باقاعدہ آسامیوں پر مستقل ہو گئے ہیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس : جناب والا! میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو 1988ء میں بھرتی کئے گئے اور مستقل ہو گئے ان کو پبلک سروس کمیشن کی طرف کیوں نہیں بھیجا گیا اور 1986ء میں بھرتی ہونے والوں کو کیوں پبلک سروس کمیشن کی طرف بھیجا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر : وینس صاحب کا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ ایک تضاد ہے کہ 1988ء میں جو عارضی طور پر ملازمت میں لئے گئے ان کو مستقل کر دیا گیا اور جن کو 1986ء میں عارضی طور پر ملازمت میں لیا گیا ان کو مستقل کیوں نہیں کیا گیا۔ یہ تضاد کیوں ہے اور اس کے لئے حکومت پنجاب کیا اقدامات کرنا چاہتی ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: اس کے بارے میں جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ جتنی بھی عارضی ملازمتیں ہیں وہ ایک باقاعدہ عمل کے ذریعے مستقل ہوتے ہیں۔ کسی کے لئے اس میں کوئی فرق یا تمیز پیدا نہیں کی گئی اور نہ کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جناب اسلم گورداسپوری صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آخر جب انہیں بھرتی کیا گیا تھا تو کیا اس وقت ان کے پاس کوئی پراجیکٹ یا منصوبہ تھا۔ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ وہ کیا کیا پراجیکٹ تھے اور کیا وہ مکمل ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر: اس کے لئے تازہ سوال کی ضرورت ہو گی ____

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Sir, will the Hon'ble Minister like to tell the house that is it not a fact that the ad-hoc appointments made directly on political basis, by the Chief minister in house No. 5 of the GOR, without seeing any merit; have been regularised and the others made on merit had not been regularised?

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب سپیکر! اس کے بارے میں میں عرض کروں گا کہ جیسے کہ میں نے پہلے گزارش کی کہ انجینئرز صاحبان کی بیروزگاری کو دیکھتے ہوئے وزارت پانی اور بجلی اسلام آباد نے ایک exercise undertake کی کہ اس وقت ہم پہلے معلوم کریں کہ ہمارے ملک میں کتنے انجینئرز ایسے ہیں جو بیروزگار ہیں اور نوکری کی تلاش میں ہیں تو چاروں صوبوں کے سیکرٹریز مواصلات و تعمیرات کو co-ordinator بنایا گیا اور انہوں نے اخبارات میں یہ اشتہار دیا کہ جتنے بھی بیروزگار انجینئرز ہیں وہ اپنے پسند کے محکمے کو درخواست دیں تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ کتنے انجینئر صاحبان اس وقت بے روزگار ہیں۔ یہاں میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ حکومت نے پہلا اور فوری اقدام تو یہ کیا کہ جو آسامیاں پہلے ہی حکومت کے پاس تھیں ان آسامیوں پر ان لوگوں کو ملازمتیں دے دی گئیں۔ لیکن اس کے باوجود محسوس کیا گیا کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو ابھی بھی بے روزگار ہیں۔ تو اس کے لئے ہم نے جو درخواستیں مانگیں وہ پنجاب میں تقریباً" 1400 تھیں۔ تو پھر بیٹھ کر ایک فارمولا بنایا گیا کہ پورے پنجاب میں جتنے انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ ہیں' ان کی جو مجموعی cadre strength ہے اس کے پندرہ فیصد مزید لوگوں کو وہاں کھپایا جائے اور ان لوگوں کو ایک سلیکشن process کے ذریعے وہاں رکھا گیا۔ میرے فاضل دوست نے کہا کہ چند لوگوں کو ترجیح دی گئی' اس کے بارے میں میں یہ عرض کرنا

چاہوں گا کہ ہر محکمہ میں ایک selection committee مقرر کی گئی مثلاً" محکمہ مواصلات و تعمیرات میں جو کمیٹی مقرر کی گئی اس میں ایک چیف انجینئر' 2 سپرنٹنڈنگ انجینئرز تھے۔ امیدواروں کا وہاں انٹرویو کیا گیا۔ ان کے انٹرویو کے نمبر اور یونیورسٹی کے نمبروں کو مرتب کر کے ان کی اہلیت کے مطابق رکھا گیا۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Sir, the Hob'ble Minister has not answered my question. I put a challenge to him that the regularisation of ad-hoc appointees has not been on merit. He should lose his seat if I produce the facts that only those people have been regularised who were appointed by the Chief Minister. The regularisation has been done irregularly and by way of favouritism and not on merit-or the way the Federal Government had desired. If I cannot prove this, I will lose my seat.

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں ہے ــــــ جناب شاہ صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے میرا یہ سوال ہے کہ جن کو مستقل کیا گیا ہے ان کے لئے کیا criteria مقرر کیا گیا ہے اور جن کو مستقل نہیں کیا گیا ان کے لے کیا criteria تھا۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: میں اپنے فاضل دوست کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس سکیم کے تحت رکھے گئے انجینئرز کو مستقل نہیں کیا گیا۔ لیکن جیسا کہ میں نے پہلے گزارش کی تھی کہ جو صاحبان یا انجینئرز جن کو اس سکیم کے تحت ملازمت دی گئی ہے ان کو یہ حق دیا گیا ہے کہ اگر پبلک سروس کمیشن کوئی آسامیاں مشتہر کرے تو وہاں وہ درخواست دے سکتے ہیں اور پبلک سروس کمیشن کی منظوری کے بعد وہ مستقل ہو سکتے ہیں۔ لیکن as such اس سکیم کے لوگوں کو regular نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: جی! فضل حسین راہی صاحب' اگلا سوال اور یہ اس پر آخری سوال ہے۔

جناب فضل حسین راہی: شکریہ جناب والا! ہوتا یہ ہے کہ حکومت ایک پالیسی بناتی ہے' اس قسم کے جو اقدامات ہوتے ہیں وہ Policy Matter ہوتے ہیں اور تمام محکموں کے لئے ایک ہی قسم کے رولز اور ایک ہی پالیسی ہوتی ہے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کا جو محکمہ ہے کیا ان کے

پاس کوئی علیحدہ پالیسی ہے؟ جوکہ باقی محکموں کے پاس نہیں ہے اور کیا یہ کسی اور پالیسی کے تحت ایسا کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: سوال دہرائیے گا۔

جناب فضل حسین راہی: میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمام محکموں کے لئے عموماً حکومت ایسے معاملات میں ایک ہی پالیسی اختیار کرتی ہے' تو ان کے محکمے کی جو پالیسی ہے کیا وہ باقی محکموں سے مختلف ہے' اگر مختلف ہے تو کیوں مختلف ہے اگر مختلف نہیں ہے تو مثال کے طور پر شیخ زید بن سلطان النہیان ہسپتال لاہور کے تمام ڈاکٹرز جو ad-hoc basis پر کام کر رہے تھے ان کو confirm کر دیا گیا ہے۔ لیکن باقی جگہوں پر نہیں کیا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ ایک اصول ہوتا ہے اور انہیں بھی اس اصول کے تحت ہی کیا گیا ہے۔ اگر ان کی طرح ان کے پاس بھی کوئی قواعد و ضوابط ہیں تو پھر یہ بھی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: راہی صاحب یہ سوال کیا بنا' میرے خیال میں آپ اسے اس انداز میں وضاحت نہیں کر سکے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! بات تو سمجھ گئے ہیں' اب سوال آپ خود اس میں سے نکال لیں۔

جناب سپیکر: تو اس میں میں سمجھتا ہوں کہ جو سوالات ہیں اس میں وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ارشاد فرمائیں گے' میں جو ان کا سوال سمجھا ہوں کہ کیا یہ انجینئرز جو ہیں ان کے معاملے میں حکومت ان کی appointment پر غور کرے گی' غالباً سب یہی چاہتے ہیں اور اگر آپ اس پہ غور کرنا چاہتے ہیں تو کب تک اور اس کا کیا criteria ہو گا؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب والا! جہاں تک ان انجینئرز کا تعلق ہے' میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ حکومت کی کوشش ہو گی کہ پڑھے لکھے طبقے میں سے بے روزگاری کو ختم کیا جائے۔ آپ کو سنائی دینا چاہیئے میں بڑے واضح طور پر بات کر رہا ہوں۔ جہاں تک ان کی regularization کا تعلق ہے یہ تو آسامی پر منحصر ہے' ہماری کوشش ہو گی کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو confirm کیا جائے لیکن جیسے میں نے عرض کیا کہ یہ کام آپ کو اپنے مالی وسائل کو دیکھ کر کرنا ہو گا۔ اس وقت اس سکیم کو وفاقی حکومت فنڈ جاری کر رہی ہے۔ فرض کیجئے آج جیسے 1989ء کے بعد فیڈرل گورنمنٹ

اس سکیم کے لئے فنڈ مہیا نہ کرے تو پھر ان لوگوں کے لئے بھی خاصی مشکلات درپیش ہوں گی۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ میرے پاس یہ منظور موہل صاحب کی چٹ آئی ہے' میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وقفہ سوالات کو بڑھایا جا سکتا ہے؟ مجھے رولز بتائے جائیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! بات یہ ہے آپ کے پاس discretionary powers بہت ہیں' اختیارات خصوصی ہیں اور دوسری بات میں یہ بھی عرض کروں گا کہ جب اس ہاؤس میں 180 ممبر تھے اس وقت بھی اس کے لئے ایک گھنٹہ کا وقت مقرر ہوتا تھا۔ اب 260 ممبرز ہیں پھر بھی اس کے لئے ایک گھنٹہ کا وقت مقرر ہے' تو آپ کے خصوصی اختیارات آپ کو اجازت دیتے ہیں کہ آپ وقت بڑھا سکتے ہیں۔ آج ہماری آپ سے اس ناطے سے درخواست ہے کہ اس سوال کو kill نہ کریں۔

جناب سپیکر: آپ میری مدد فرمایئے اور مجھے بتایئے کہ کیا وقفہ سوالات کو بڑھایا جا سکتا ہے؟

MR. MANZOOR AHMAD MOHAL : Yes. "Rule 202". Any member may with the consent of the Speaker move that any rule may be suspended and if the motion is carried the rule in question shall stand suspended.

Where there is one hour ..... ہم زیر قاعدہ 202 کے تحت یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ جناب والا آج وقفہ سوالات میں آپ دس منٹ کا اضافہ کر دیں۔

جناب سپیکر: جی! کاردار صاحب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں۔

جناب خالد لطیف کاردار: یہ رول 52 ہے۔

جناب سپیکر: نہیں یہ الگ بات ہے۔

Provided that the Speaker may extend the time of sitting for the day by an an hour ....

sitting کا ٹائم بڑھایا جا سکتا ہے۔ میں اس میں جو ایک گھنٹے کا وقفہ سوالات ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا بات یہ ہے کہ قوانین کے علاوہ آپ کے پاس discretionary powers ہیں' جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے' تو جناب ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ آپ مہربانی کر کے جیسے کہ آپ خوش گوار موڈ میں ہیں اس سخاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سوال کو kill نہ کریں بلکہ جناب والا اس کو ہاؤس میں پڑھنے دیا جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب اس میں ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ اس کے لئے ایک گھنٹہ تھا وہ ختم ہو گیا ہے۔ اب آپ بتائیں کہ یہ جو آپ نے ضمنی سوالات کئے ہیں یہ میں نے آپ کو propose کیا ہے کہ آپ اتنے ضمنی سوالات کریں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا آپ نے Latitude دیا ہے کیونکہ آپ نے تین سوالوں کا کہا ہے اور ابھی ایک گھنٹے میں تین منٹ باقی ہیں۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب آپ کو ہماری نیت پر یوں ہی شبہ ہو جاتا ہے۔ جی میاں صاحب میری رہنمائی فرمایئے کہ کیا وقفہ سوالات کو بڑھایا جا سکتا ہے؟

میاں منظور احمد موہل: بڑھایا جا سکتا ہے' جناب والا جو رول 52 ہے وہ اس بارے میں relevant ہے۔

Rule 52 (1) On every Sunday, the Speaker may, on two clear days, notice being given by a member, Allot one hour for discussion on a matter of sufficient public importance. Which has during the last week been the subject of a question, starred or un starred.

یہ تو ہو گیا ون۔ اب جناب والا اس کا جو ایک گھنٹہ ہے وہ ہمارے قواعد کے تابع fix ہے' اب ہم نے اس کو دیکھنا ہے کہ آپ اس کو کیسے relax کرتے ہیں تو جناب والا جو 202 رول ہے وہ نکال لیجئے۔

Any member may, with the consent of the Speaker, ...

جناب والا کی منظوری کے ساتھ

جناب سپیکر: تو آپ تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں؟

میاں منظور احمد موہل: جی ہاں جناب! میں تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: تو فرمایئے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں Move قاعدہ 202 کے تحت یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ وقفہ سوالات کا جو ایک گھنٹہ مقرر ہے اسے جناب والا آج پندرہ منٹ کے لئے مزید بڑھا دیا جائے۔

جناب سپیکر: تو میاں منظور احمد موہل صاحب نے قاعدہ 202 کے تحت یہ تحریک پیش کی ہے کہ requirement of rules کو معطل کرتے ہوئے وقفہ سوالات کو آج 15 منٹ کے لئے بڑھا دیا جائے۔ جو اس کے حق میں ہیں وہ "ہاں" کہیں۔

آوازیں: (ہاں)

جناب سپیکر: جو اس کے خلاف ہیں وہ "نہ" کہیں۔

(ایوان کی خاموشی)

جناب سپیکر: جی تو آپ اس پر کچھ فرمانا چاہیں گے؟

جناب وزیر قانون: جناب والا اسے پندرہ منٹ کے لئے بڑھا دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ رولز کو معطل کرتے ہوئے میں وقفہ سوالات میں پندرہ منٹ کا اضافہ کرتا ہوں۔ تو اگلا سوال میاں محمود الحسن ڈار کا ہے۔

مسٹر منظور احمد ملک کو ڈائریکٹر جنرل ترقیاتی ادارہ لاہور تعینات کرنے کی وجوہات

☆ 33- **میاں محمود الحسن ڈار:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ریٹائرڈ بریگیڈیر منظور احمد ملک سابقہ ڈائریکٹر جنرل ترقیاتی ادارہ لاہور کو سابقہ گورنر اور مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے بدعنوانی رشوت ستانی اور اقربا نوازی کی بناء پر ڈائریکٹر جنرل کے عہدہ سے ہٹا دیا تھا اور سیکرٹریٹ میں افسر بکار خاص تعینات کیا گیا اور ابھی تک وہاں تعینات تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ آفیسر کو کنٹریکٹ کی بنیاد پر ملازمت میں رکھا گیا تھا جس کی مدت یکم جنوری 1989ء کو ختم ہو رہی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ حالیہ ڈائریکٹر جنرل مسٹر علی کاظم کو تبدیل کر کے پھر دوبارہ اس رسوائے زمانہ اور بری شہرت کے حامل مسٹر منظور احمد ملک کو دوبارہ ڈائریکٹر جنرل ترقیاتی ادارہ لاہور مقرر کر دیا گیا ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بات کی وضاحت کرنے کو تیار ہے کہ وہ کون سے عوامل ہیں جن کی بناء پر ایسا کیا گیا۔ کیا حکومت فی الفور مسٹر منظور احمد ملک کو تبدیل کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: مخدوم صاحب آپ اس کا جواب دیں گے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (مخدوم شاہ محمود قریشی): یہ نہ درست ہے کہ بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) منظور ملک کو سابقہ گورنر اور ایم ایل اے نے بدعنوانی' رشوت ستانی اور اقربا پروری کی بناء پر ڈائریکٹر جنرل کے عہدے سے ہٹا دیا تھا' البتہ یہ درست ہے کہ آفیسرز کور سیکرٹریٹ میں بطور افسر بکار خاص 13-8-88 سے 8-12-88 تک بسلسلہ انتظار تعینات رہے۔ (ب) اس حد تک درست ہے کہ بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) منظور ملک کو فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد contract پر ملازم رکھا گیا ہے' البتہ ان کے contract کی میعاد میں توسیع تا حکم نہیں کی گئی ہے۔ (ج) اس حد تک درست ہے کہ بذریعہ حکم مورخہ 7 دسمبر 1988ء مسٹر علی کاظم ڈائریکٹر جنرل لاہور ترقیاتی ادارہ کو تبدیل کر کے بطور سیکرٹری محکمہ صنعت و معدنی ترقی تعینات کیا گیا اور بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) منظور ملک کو دوبارہ ڈائریکٹر جنرل لاہور ترقیاتی ادارہ مقرر کیا گیا۔

(د) جز ہائے بالا کا جواب مکمل اثبات میں نہ ہے۔ ہر سرکاری ملازم کی تقرری و تبادلہ مفاد عامہ میں کیا جاتا ہے۔ ایسی وجوہات نہ ہیں جن کی بنیاد پر مسٹر منظور ملک کو فوری طور پر تبدیل کیا جائے۔

جناب محمود الحسن ڈار: جناب والا! وزیر موصوف نے یہاں پر جو جواب دیا ہے انہوں نے میرے سوال کو غور سے نہیں پڑھا۔ اس میں میں نے سابق گورنر اور مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا حوالہ دیا تھا کہ جنہوں نے بدعنوانی' رشوت ستانی اور اقربا پروری کی بناء پر ان کو ڈائریکٹر جنرل کے عہدہ سے ہٹا دیا تھا۔ ان کو سیکرٹریٹ میں افسر بکار خاص تعنیات کیا گیا تھا اور اب تک وہاں تعینات تھے۔

کیا یہ درست ہے اور وزیر موصوف فرمائیں کہ جب یہ سیکرٹری صحت تھے ان کو اسی بدعنوانی کیوجہ سے وہاں سے ہٹایا گیا تھا۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب والا یہ درست نہ ہے کہ بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) منظور ملک صاحب کو سیکرٹری صحت کے عہدے سے بدعنوانی یا رشوت ستانی یا اقربا پروری کی وجہ سے ہٹایا گیا۔ وہ یہاں 5-10-81 سے لے کر 2-9-84 تک تقریباً" تین سال تک حکومت پنجاب میں سیکرٹری صحت

رہے انہوں نے اپنی پوری مدت مکمل کی اس کے بعد وہ Ex-Pakistan leave پر اپنے علاج کے لئے ملک سے باہر گئے۔ جب آدمی باہر جائے تو قدرتی طور پر وہ پوسٹ کسی نے پر کرنی ہے۔ جب وہ واپس آئے تو وہ اپنی تعیناتی کے لئے بطور او۔ ایس۔ ڈی انتظار کرتے رہے۔

جناب محمودالحسن ڈار: کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ ان کے خلاف اینٹی کرپشن میں خصوصاً یہ انکوائری ہوئی تھی؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب والا میں نے جو چیک کیا ہے اس سے معلوم ہوا ہے کہ بریگیڈیئر منظور ملک کے بارے میں کوئی کرپشن کا کیس انٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ میں pending نہیں ہے۔ ایک دفعہ وہاں ایک درخواست آئی ہے اور وہ خاص طور پر ان کے بارے میں نہیں ہے وہ جنرل درخواست ایل ڈی اے کے ملازمین کے بارے میں ہے۔ ان کی ذات سے وہ منسوب نہیں کی گئی۔

جناب محمود الحسن ڈار: جناب والا! وزیر موصوف یہ بھی بتائیں کہ جنرل جیلانی سابقہ گورنر نے ان کو اس عہدے سے ہٹایا تھا اس کی وجہ بتائیں اور کتنا عرصہ یہ وہاں سے ہٹے رہے اور اب پھر ان کو واپس کیوں لایا گیا ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب والا! میں نے پہلے ہی اپنے فاضل دوست کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ وہ تین سال سیکرٹری صحت رہ چکے ہیں۔ تین سال کے بعد اگر کسی افسر کو ٹرانسفر کیا جائے تو وہ معمول کے مطابق ٹرانسفر ہوا کرتی ہے۔ یہ حکومت کی صوابدید بھی ہے کہ کس افسر کو کہاں اور کتنا عرصہ رکھا جائے۔ کسی خاص وجہ کی بنا پر ان کو وہاں سے نہیں ہٹایا گیا۔

جناب سپیکر: جناب فضل حسین راہی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

جناب محمود الحسن ڈار: جناب والا! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ڈار صاحب آپ کا سوال ہو گیا اور تین ضمنی سوال بھی ہو گئے ہیں۔

جناب محمود الحسن ڈار: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ان کو بطور ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے لگایا ہوا تھا جنرل جیلانی صاحب نے ان کو اس پوسٹ سے ہٹایا جس پر اب انہوں نے تعینات کیا ہے۔ اس کی کیا وجہ تھی؟

جناب سپیکر: آپ کا مطلب یہ ہے کہ اس سے پہلے جنرل جیلانی کے وقت میں یہ ڈائریکٹر جنرل ایل

ڈی اے رہے ہیں اور انہوں نے انہیں ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے کے عہدے سے ہٹا دیا تھا۔

جناب محمود الحسن ڈار: ان کو اسی وجہ سے ہٹایا تھا کہ ان کے خلاف کرپشن اور بدعنوانی کا اخبارات میں مواد چھپا تھا۔ اس بنا پر انکوائری بھی ہوئی تھی اس وجہ سے ان کو ہٹایا گیا تھا۔ یہ فرماتے ہیں کہ یہ علاج کے لئے باہر چلے گئے۔ جو انہوں نے پیریڈ دیا ہے اس میں لکھا ہے کہ وہ او ایس ڈی کتنا عرصہ رہے ہیں؟ وہ آپ دیکھ لیں۔ چار یا پانچ مہینے انہوں نے لکھا ہے یعنی 13-8-88 سے 8-12-88 تک یہ تعیناتی کے منتظر رہے ہیں۔ اس سے پہلے یہ کہاں رہے ہیں اس کے متعلق یہ جائیں۔ انتظار تعیناتی کو دیکھیں کہ کتنا عرصہ بنتا ہے اس سے پہلے یہ کہاں تھے؟

جناب سپیکر: ڈار صاحب آپ کے فرمان کے مطابق جب ان کو ہٹایا گیا یعنی جنرل جیلانی کے زمانے میں ان کو ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے کے عہدے سے ہٹایا گیا تو اس کے بعد یہ سیکرٹری صحت رہے؟ یا اس سے پہلے سیکرٹری صحت رہے۔

جناب محمود الحسن ڈار: پہلے یہ سیکرٹری صحت تھے۔ ان کے خلاف کافی مواد تھا اسی وجہ سے ان کو سیکرٹری صحت کے عہدے سے ہٹایا گیا۔ بعد میں ان کو ایل ڈی اے میں لگایا گیا۔ ایل ڈی اے سے بھی جنرل جیلانی نے ان کو اسی لئے ہٹایا تھا۔ اس کے بعد علاج کے متعلق جو فرما رہے ہیں کہ وہ ملک سے باہر چلے گئے۔ بات یہ ہے کہ ان کو ہٹایا اسی بات پہ گیا تھا کہ ان کے خلاف Corruption کا الزام تھا۔ وہ تو ان کے خلاف اتنے سخت remarks دے کر گئے تھے۔ یہ مارشل لاء والے جاتے نہیں تھے۔ اتنے سخت ان کے خلاف remarks تھے کہ اگر وہ چاہیں تو ایسے corrupt آدمی کو bulldoze کر دیں۔ یہ جنرل جیلانی کے الفاظ تھے۔

جناب سپیکر: آپ نے اپنے سوال میں اس کو پوائنٹ آؤٹ کیا اور وزیر صاحب نے اس کا جواب دیا ہے کہ ایسی کوئی بات Anti-corruption deptt. میں ان کے خلاف خاص طور پر نہیں ہوئی۔

جناب محمود الحسن ڈار: پھر جنرل جیلانی صاحب نے ان کو کیوں ہٹایا تھا؟

جناب سپیکر: اگر اس کا آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے تو آپ اس کا حوالہ دیں۔

جناب محمود الحسن ڈار: جناب والا! میں ثبوت لے آؤں گا۔ میرے پاس اس کے متعلق کافی مواد ہے۔ میں یہ چاہتا تھا کہ وزیر موصوف ایوان میں بات صحیح بتا دیتے۔ اب کیوں اس کو نوازا گیا باوجود اس کے کہ آج بھی وہ corruption کر رہا ہے۔ ٹھیکے داروں کو جو ٹینڈر دے رہا ہے بغیر کسی ٹینڈر

کے خود ہی وہ فیصلہ کرتا ہے۔ یہاں پر دو تین پارٹیاں ہیں ان کو ہی نواز رہا ہے بغیر ٹینڈر طلب کئے ان کو کام دے رہا ہے۔ اس لئے کہ Finance Director بھی ان کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ یہ مفاد عامہ کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: ڈار صاحب وقفہ سوالات کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ سوال کرنے والے فاضل رکن کا نقطہ نظر حکومت تک بھی پہنچ جائے اور عوام تک بھی پہنچ جائے۔ آپ کا یہ مقصد پورا ہو گیا ہے۔ جناب فضل حسین راہی۔

جناب فضل حسین راہی: ضمنی سوال! کیا وزیر موصوف یہ ارشاد فرمائیں گے کہ اگر ابھی ان کو وہ کاغذات مہیا کر دیئے جائیں (مجھے بریگیڈیئر صاحب کے بارے میں لوگ ملے ہیں) تو ہاؤس کے اراکین پر مشتمل کوئی کمیٹی بنانے کے لئے تیار ہیں جو بریگیڈیئر منظور ملک کے معاملات کی جانچ پڑتال کر کے ہاؤس میں رپورٹ پیش کریں یا ان کو رپورٹ پیش کر دیں۔ جناب سپیکر یہ ایک بہت بڑا ادارہ ہے اس کے پاس کروڑوں کے فنڈز ہوتے ہیں اور اس کا براہ راست تعلق عوام کے ساتھ ہوتا ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب والا! اگر میرے فاضل دوست کو یہ خدشہ ہے کہ بریگیڈیئر کے خلاف جو corruption کے الزامات لگائے گئے ہیں وہ درست ہیں تو اس کا ایک باقاعدہ طریقہ ہے۔ آپ یہ درخواست پڑھ سکتے ہیں اور وہ prove کی جا سکتی ہے Director Anti-Corruption اس لئے ہے۔ اس کے سارے اعداد و شمار سامنے لائے جا سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک منظم طریقہ کار ہے۔ اس کے لئے کوئی سپیشل کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! اس بات کو آپ بھی محسوس کرتے ہیں۔ ہاؤس بھی محسوس کرتا ہے اور میں بھی محسوس کرتا ہوں کہ جو کرپشن کو ختم کرنے کے لئے Anti-Corruption کا محکمہ بنایا گیا ہے وہ corruption میں اضافہ کر رہا ہے۔ میں ان کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ وہ R ایک باقاعدہ طریقہ ہے اس طریقے پہ کوئی لیبر کرنے والا انسان اپنے انجام کو نہیں پہنچ سکتا۔ وہ طریقہ لمبا ہے۔ یہ عوامی نمائندوں کا ہاؤس ہے یہ عوام کے ووٹ لے کر آنے والے لوگ ہیں۔ جس انداز سے یہ عوام کے روپے کی انکوائری کر سکتے ہیں اس انداز سے کوئی محکمہ انکوائری نہیں کر سکتا۔ میں اس لئے کہہ رہا تھا وہ مسلسل ان کی صفائی پیش کر رہے ہیں۔ اس پر اتنے واضح ہیں کہ کبھی corruption نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: راہی صاحب! یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔ کوئی ضمنی سوال ہے؟ جناب شاہ صاحب۔

سید ذاکر حسین شاہ: ضمنی سوال' جناب والا! آپ سے گزارش ہے کہ آپ نام ہی پکارا کریں۔ یہاں تو سارے سید اور شاہ صاحب ہیں اور اسی لئے اخبارات والے میری بات ناظم شاہ سے منسوب کر دیتے ہیں' ان کی بات مجھ سے اور میری بات جاوید شاہ صاحب سے' اس لئے آپ نام بلایا کریں۔

جناب سپیکر: اور آپ اور ناظم شاہ صاحب بیٹھے بھی اکٹھے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جی ہاں! اس طرح تو ابہام پیدا ہو گا۔

جناب سپیکر: تو ناظم شاہ صاحب کی کون سی بات پر آپ کو اعتراض ہے جو آپ کے نام سے منسوب کی گئی ہے؟

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! کل میں نے ایک ضمنی سوال کیا تھا۔ وہ آج "مشرق" میں ناظم حسین شاہ صاحب سے منسوب ہے۔ آپ نام پکارا کریں تو بہتر ہے۔

راجہ محمد خالد خان: پندرہ منٹ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: ابھی دو منٹ باقی ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! سوال کے جز (ج) میں پوچھا گیا تھا:

> "کیا یہ درست ہے کہ حالیہ ڈائریکٹر جنرل مسٹر علی کاظم کو تبدیل کر کے پھر دوبارہ اس رسوائے زمانہ اور بری شہرت کے حامل مسٹر منظور احمد ملک کو دوبارہ ڈائریکٹر جنرل ترقیاتی ادارہ لاہور مقرر کر دیا گیا ہے۔"

جناب والا! جواب میں "رسوائے زمانہ" اور "بری شہرت کے حامل" کے بارے میں نہیں بتایا گیا۔ دوسرے یہ جو کہا گیا ہے کہ انہیں کیوں دوبارہ تعینات کیا گیا؟ وہ کون سے عوامل تھے کہ منظور احمد ملک کو دوبارہ تعینات کیا گیا؟ تو جواب دیا گیا:

> "ہر سرکاری ملازم کی تقرری و تبادلہ مفاد عامہ میں کیا جاتا ہے"

جناب والا! "مفاد عامہ" تو جناب کے زیر لب تبسم سے بھی زیادہ مبہم ہے۔ اس کی وضاحت کی جائے کہ مفاد عامہ سے کیا مراد ہے؟ سوال منظور احمد ملک کے بارے میں کیا جا رہا ہے اور جواب ہر سرکاری ملازم کے بارے میں دیا جا رہا ہے!

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ذرا اپنے سوال کو دہرایئے گا۔

سید ذاکر حسین شاہ: میں نے یہ کہا ہے کہ ایک تو "رسوائے زمانہ" اور "بری شہرت کے حامل" کا جواب نہیں دیا گیا۔ دوسرے یہ کہا گیا ہے کہ: منظور احمد ملک کو مفاد عامہ کے تحت تعینات کیا گیا۔ میں نے کہا کہ "مفاد عامہ" ایک غیرواضح' نامکمل اور مبہم اصطلاح ہے۔ یہ وضاحت کریں کہ یہاں "مفاد عامہ" سے کیا مراد ہے اور منظور احمد ملک کو دوبارہ تعینات کرنے کے کیا عوامل ہیں؟ ہر سرکاری ملازم کے بارے میں نہیں پوچھا گیا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! آپ نے سوال دہرانے کا کہہ کے وزیر موصوف کو بچا لیا ہے۔

جناب سپیکر: اگرچہ بحیثیت وزیر' سوالات کے جوابات دینے کا آپ کا پہلا دن تھا لیکن مخدوم صاحب' well done-

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: آپ کا شکریہ۔ بہت مہربانی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اخبارات میں اور خصوصاً انگریزی اخبارات میں کہیں میرا نام لکھا ہوتا ہے سردار زادہ' کہیں خانزادہ اور تواتر سے صاحب زادہ بھی لکھا جاتا ہے اور انگریزی کے اخباروں میں مجھے متواتر "گل" لکھا جا رہا ہے۔ تو اس کی تصحیح کے لئے عرض ہے کہ انگریزی میں میرا نام ہو گا' نواب زادہ غضنفر علی گل اور اس کے ہجے یہ ہیں: Gul- ڈبل ایل نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے سمندری پرندے کے معنی نکلتے ہیں۔ جی یو ایل۔ اگر لکھنا ہے تو نواب زادہ لکھا جائے ورنہ صرف غضنفر علی گل اور اردو والوں کے لئے "گ" کے اوپر پیش ہے۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! نواب زادہ صاحب کی بات درست ہے۔ اگر آپ "زادوں" کے لئے کوئی ایک لفظ تجویز کر دیں تو مختلف "زادے" مطمئن ہو جائیں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: نکتہ وضاحت۔ آپ میرے چچا ہیں' الزام آپ پر چلا جائے گا۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! "گل" کا مطلب ہے' مٹی۔ انسان مٹی سے پیدا ہوا ہے۔ اگر نواب زادہ صاحب "گل" پر اکتفا کریں تو زیادہ بہتر ہے۔ اس سے عاجزی اور انکساری ظاہر ہوتی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: لیکن جناب والا! میں مٹی سے نکل کر پھول بن چکا ہوا ہوں' اس لئے مجھے پھول ہی کہا جائے تو بہتر ہو گا۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

انجینئروں کو مستقل کرنے کے لئے اقدامات

4- **میاں عبدالستار:** کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 3 جنوری 1988ء کو وزیراعظم پاکستان کے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت انجینئرز تعینات کئے گئے تھے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ پروگرام چاروں صوبوں میں جاری کیا گیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ باقی صوبوں میں اس پروگرام کے تحت تعینات کئے گئے انجینئرز کو مستقل ملازمتیں فراہم کی گئی ہیں۔

(د) اگر ایسا ہے تو صوبہ میں ایسے لوگوں کو ابھی تک مستقل کیوں نہیں کیا گیا۔ اس کی کیا وجوہات ہیں کیا حکومت آئندہ اس بارے میں لائحہ عمل اختیار کرنے کو تیار ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شاہ محمود قریشی):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) صوبہ سرحد و صوبہ سندھ سے معلومات حاصل کی جا رہی ہیں۔

(د) اس پروگرام کے لئے اخراجات وفاقی حکومت سالانہ بنیاد پر مہیا کرتی ہے اور مالی رواں سال میں یہ آسامیاں 31 مئی 1989ء تک منظور ہیں۔ عارضی آسامیاں ہونے کی وجہ سے ان انجینئرز کو مستقل نہیں کیا گیا۔ اس بارے میں آئندہ لائحہ عمل معاملہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد اختیار کیا جائے گا۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد بشیر اعوان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ مجھے 17/19 دسمبر کو ضروری کام کے سلسلے میں گھر جانا پڑا۔ مہربانی کر کے دو یوم کی رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب جلال دین ڈھکو صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

گزارش ہے کہ بندہ کل مورخہ 21-12-88 کو ساہیوال میں ایک ضروری کام کی وجہ سے جا رہا ہے۔ ازراہ کرم بندہ کو ایک یوم کی چھٹی عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست نواب احمد بخش تمیم صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

مورخہ 18-12-88 کو میں بیمار تھا۔ اجلاس میں میری رخصت تصور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب عامر سلطان چیمہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

I beg to say that I did not attend the Assembly on 18-12-88 due to some problems. So please grant me leave.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مخدوم علی رضا شاہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

I was absent from session for two days on 17th and 18th instant due to some important reason.

I shall be grateful if leave is granted.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں وحید الدین صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I could not attend the Assembly session on 17th and 18th December, 1988. It is, requested that leave be granted for the above mentioned dates.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد اشفاق صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

گزارش ہے کہ مجھے دو روز سے بخار رہا ہے۔ جس کی وجہ سے میں مورخہ 17-12-88 اور 18-12-88 کو اجلاس میں شمولیت نہ کر سکا۔ دو روز کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب نذر محمد جتوئی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

گزارش ہے کہ بندہ بوجہ تکلیف 88-12-18 کو اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا لہذا برائے مہربانی ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست حاجی سردار خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

مودبانہ گزارش ہے کہ 30 نومبر کو حلف کے دوران ایوان اسمبلی میں مجھے دل کا دورہ پڑ گیا تھا۔ میں اب تک زیر علاج ہوں اور ڈاکٹر صاحب نے مکمل آرام کا مشورہ دیا ہے۔ براہ مہربانی مجھے رواں بجٹ سیشن سے رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب امان اللہ خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں ایک اہم میٹنگ کے سلسلے میں محترمہ وزیراعظم صاحبہ سے ملنے کے لئے اسلام آباد جا رہا ہوں۔ اس لئے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا۔ مورخہ 88-12-15 ایک یوم کی رخصت منظور فرما کر مشکور فرمائیں۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب امان اللہ خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

گزارش ہے کہ میں ایک ضروری کام کی وجہ سے آج مورخہ 88-12-17 کو اجلاس میں

شرکت نہیں کر سکتا۔ لہٰذا استدعا ہے کہ ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔
نواز ہو گی۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مہر محمد اسلم خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

گزارش ہے کہ میں اچانک بیمار ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے واپس جھنگ جا کر تین دن 13 تا 15 دسمبر 1988ء آرام کیا اب تندرست ہوں۔ ان دنوں کی غیر حاضری لگائی گئی ہے۔ جس کی چھٹی منظور کی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست صاحب زادہ سید مظہر الحسن المعروف چن پیر رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ ایک ضروری کام کے سلسلہ میں واپس گھر جانا پڑا لہٰذا مہربانی فرما کر 18 دسمبر بروز اتوار کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب عزیز احمد خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

گزارش ہے کہ کل مورخہ 17-12-88 کو میں بخار کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ مورخہ 17-12-88 کی چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست صاحب زادہ غلام نصیرالدین سیالوی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

مودبانہ گزارش ہے کہ فدوی کو سخت نزلہ اور بخار ہے۔ جس کی وجہ سے فدوی مورخہ 17-12-88 اور 18-12-88 اسمبلی کے اجلاس سے حاضر ہونے سے قاصر ہے۔

لہذا حضور سے التماس ہے کہ فدوی کو 2 یوم مورخہ 17-12-88 اور 18-12-88 کی رخصت منظور فرماکہ احسان فرمائیں۔ عین نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری صداقت علی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

With due respect it is humbly submitted that I has to go to my villege for urgent work and could not attend the Assembly Session on 18th December, 1988. Please grant me a leave for that day.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد اکرم انصال صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

گزارش ہے کہ میں نہایت ضروری کام کے سلسلہ میں اپنے گھر مصروف تھا اس لئے مورخہ 15-12-88, 17-12-88 اور 18-12-88 کو اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ مہربانی کر کے چھٹی منظور فرمائیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سید سلیمان احمد گردیزی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

As I was not well, so I could not attend the Assembly session on the 17th and 18th December, 1988,

I request that leave for these two days may kindly be sanctioned.

Thanking you.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب آفتاب احمد خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

I submit to your honour that I am leaving for Faisalabad to attend a function in my constituency. Kindly leave may be granted for 23-12-88.

Thanking you.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چوہدری سجاد اکبر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

I submit to your honour that I was not feeling well and I could not attend the session on 22-12-88. Kindly leave may be granted for the said date.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب ظہیر الدین صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

Respectfully submit that I was not able to attend the Assembly session 15-12-88 due to commitment in my constituency. Kindly leave may be granted for the said date. ط

Thanking you.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب سجاد اکبر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

Respectfully, I submit that I will not be able to attend session as 23-12-88 due to official commitments in Faisalabad. Leave may be granted for 23rd December, 1988. ی

Thanking you.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب اعجاز احمد شیخ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

Due to un-avoidable circumstances, I could not attend the current session on 15-12-88 and 17-12-88. So, therefore I request you to please sanction my leave as mentioned above and oblige. ا

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مسز طاہرہ خان صاحبہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

بوجہ بخار میں مورخہ 20 دسمبر کو صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت سے قاصر رہی۔ براہ مہربانی میری اس روز کی چھٹی منظور کی جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چوہدری جعفر اقبال صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

گزارش ہے کہ میں بوجہ بیماری 18, 19 دسمبر بروز ہفتہ' اتوار اسمبلی کی کارروائی میں حصہ نہیں لے سکتا۔ اس لئے معذرت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست خواجہ محمد یوسف صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

گزارش ہے کہ آج رجسٹر حاضری سے انکشاف ہوا کہ مورخہ 15-12-88 کو میں حاضر نہیں تھا۔ دراصل مجھے اس دن اچانک کچھ غیر سرکاری کام پڑ گیا تھا اور میں وقت سے پہلے چھٹی نہ لے سکا۔

مستدعی ہوں 15-12-88 کے لئے مجھے ایک دن کی چھٹی عنایت فرمائی جائے۔

شکریہ۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب جاوید محمود گھمن صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

I was suffering from acute dysentery, so I could not attend the meeting on 15-12-88. Please grant the leave for that day & oblige.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر اعجاز احمد ملک صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

It is for your information that I am not feeling well and rest is advised by the doctor for 10 days.

Kindly treat 28-12-88 as my leave, and oblige. Thanks.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب آفتاب احمد خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

Respectfully submit that I will not be able to attend the session on 27-12-88 due to my appointament with a physicion for Check up at Services Hospital Lahore.

Leave for 27-12-88 may be granted. Thanking you.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب افتخار احمد بھنگو صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف

موصول ہوئی ہے:

گزارش ہے کہ میں مورخہ 26-12-88 کو بخار ہونے کی وجہ سے اسمبلی کی کارروائی میں شمولیت سے قاصر رہا ہوں۔ مہربانی کر کے مورخہ 26-12-88 کی رخصت فرمائی جائے۔

ب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست حاجی سکندر حیات بوسن صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی ب سے موصول ہوئی ہے:

I was not able to attend the session on the 7th, 8th and 15
So please grant me leave for three days.

Thank you.

اب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواس سردار زادہ ظفر عباس سید صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی ف سے موصول ہوئی ہے:

I have been informed on telephone by Sardarzada Zafa Abbas, MPA, P.P-63 Jhang that he is feeling serious pain in hi stomach since last night. He has been admitted in Services Hospit Lahore (B-Block) Room No. 20. He has requested to excuse hi absence from current Assembly Session for Three days i.e, 26th to 28th December.

اب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

انا پھول محمد خاں: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ ج اپنے خصوصی اختیارات بروئے کار لاتے ہوئے ہمیں بری الذمہ قراردادیں کیونکہ اس صوبہ کے

عوام کی نظریں اس معزز ایوان پر لگی ہوئی ہیں۔ کل غیر سرکاری کارروائی کا دن تھا قراردادیں نہ حکومت کی ہوتی ہیں نہ حزب اختلاف کی ہوتی ہیں وہ ہم سب کی مشترکہ ہوتی ہیں۔ کل کالا باغ کے مسئلے پر جو قراردادیں پیش ہوئی تھیں وہ زیر بحث نہیں آ سکیں اس لئے میں یہ گزارش کروں پنجاب کے عوام کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے تمام کارروائی کو رولز کے تحت معطل کر کے آج کو زیر بحث لایا جائے۔ ورنہ لوگوں کے سامنے ہم کیا جواب دیں گے۔ یہ ایک قرارداد ہے جو مرکزی حکومت کو بھیجنی ہے ان کی مرضی ہے منظور کریں یا نہ کریں۔ ایسی ہی مشترکہ قراردادیں اس خلاف سندھ اسمبلی اور سرحد اسمبلی نے متفقہ طور پر منظور کر کے بھیجی ہیں۔ ہمیں بھی یہ چاہیے ہم بھی متفقہ طور پر مرکزی حکومت سے استدعا کریں وہ اس مسئلے پر جلد از جلد غور فرما کر اس کو تکمیل کو پہنچائیں۔ چاہیے تو یہ کہ ادھر والے بھائی بھی ہمارا ساتھ دیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! رانا صاحب' پھر اس ایوان کی فضا کو کدر کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں ان کی بات سنیں۔

رانا پھول محمد خان: پنجاب کے عوام ایک ایسی مصیبت میں گرفتار ہونے والے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے اس پر بحث کا آغاز نہیں کرنا؟

رانا پھول محمد خان: میں اس پر بحث کا آغاز نہیں کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ قواعد کو معطل کرتے ہوئے آج کی تمام کارروائی ملتوی کیا جائے اور کالا باغ ڈیم پر جو آپ کے ریزولیشنز تھے وہ کل پیش نہیں ہو سکے ان کو ٹیک کیا جائے۔ اس بارے میں میں ایوان کی رائے معلوم کرنا چاہوں گا اور اس میں وزیر قانون کی معلوم کرنا چاہوں گا۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! ہماری تحاریک استحقاق بہت ضروری ہیں اس لئے تو التوائے کار بھی آئیں گی۔ اس کے بعد بزنس آئے گی۔ اگر وہ واقعی یہ سمجھتے ہیں کہ قانون سازی ملتوی کر دیا جائے ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موہل صاحب نے فرمایا ہے ابھی تحاریک استحقاق کو لینا چاہئے اس کے بعد قانون سازی کو ملتوی کر کے ان resolutions کو لینا چاہتے ہیں ہمیں کوئی اعتراض

ہے۔ میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ پہلے تحاریک استحقاق کو لینا چاہیے اس کے بعد اگر آپ تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں اس پر میں ایوان کی رائے معلوم کروں گا۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: جناب والا میری بھی ایک قرارداد ہے جو ہماری اقلیتی برادری کی طرف سے ہے یہ بہت ہی ضروری قرارداد ہے۔ میری یہ عرض ہے کہ اگر رانا صاحب کی کالا باغ کی قرارداد لی جائے تو اس کے ساتھ میری بھی قرارداد لی جائے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: ہم اب تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ کرتے ہیں اس پر میں نمبر ۹ تحریک استحقاق نواب زادہ صاحب کی ہے اس کو پریس نہیں کرتے۔

It will be taken as withdrawn.

یہ نمبر ۱۱ ہے ڈاکٹر شیلا بی چارلس کی۔ جو پنڈنگ ہے ڈاکٹر صاحب آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گی یا اس کو واپس تصور کریں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: وزیر خزانہ نے لکھ کر بھیجا ہے کہ میں اپنی تجاویز لکھ کر بھیجوں۔ اس کے مطابق وہ یہ فیصلہ کریں گے۔ میں یہ چاہوں گی کہ وہ میری تجاویز کو دیکھ کر کچھ کہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے تجاویز دے دی ہیں۔ وزیر خزانہ توجہ فرمائیں گے۔ یہ ڈاکٹر صاحب کی تحریک استحقاق ہے جو پنڈنگ ہے یہ نمبر ۱۱ ہے۔ اس میں انہوں نے جو تجاویز دی ہیں آپ ان پر کچھ فرمانا پسند فرمائیں گے۔

وزیر خزانہ: ان کی تجاویز میرے پاس پہنچ چکی ہیں۔ ان میں سے انشاء اللہ بیشتر جلد از جلد فوقیت کی بنیاد پر پوری کر دیں گے۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: میں اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتی۔

سردار سکندر حیات خاں: جناب والا! ان کا مسئلہ طے ہو گیا اور وہ پریس نہیں کر رہے میں نے جس وقت یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا میرا مطلب یہ ہے کہ اگر فاضل ممبر نے ایک proposal دی ہے۔ ایک تحریک استحقاق ہاؤس میں پیش کی ہے۔ ان کو پڑھنے کا حق دیا جائے کہ وہ کیا تحریک ہے۔ پورے ہاؤس کو پتا ہونا چاہیے کہ وہ کیا ڈیمانڈ کر رہے ہیں فنانس منسٹر صاحب سے اپنی کمیونٹی کے لئے

یا پارٹنر کے لئے اور اگر کر رہے ہیں تو پھر ان کے جواب میں یہیں آنے چاہئیں۔

It should not be done secretly.

جناب محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو میری ایک تحریک استحقاق نمبر 24 جو میری ذات کے متعلق ہے اور بڑی اہم ہے اسے لے لیں۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب! یہ میں ترتیب وار لوں گا۔ جس ترتیب سے یہ میرے پاس آئی ہیں اسی ترتیب سے میں ان کو take up کروں گا۔ unless کہ یہ سارا ایوان اس بات سے اتفاق کرے کہ کسی بہت ہی خاص معاملے کو پہلے take up کرنا ہے۔ تو رولز کے مطابق مجھے ترتیب وار ان کو take up کرنا ہے۔ نمبر 16 ہمارے پاس زیر التوا ہے۔ نمبر 17۔ میاں منظور احمد موہل۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! میری ایک تحریک نمبر 15 ہے۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! کل یہ پیش ہوئی تھی تو آپ تشریف نہیں رکھتے تھے اور آپ کے تشریف نہ رکھنے کی وجہ سے یہاں کسی نے پوائنٹ آؤٹ بھی نہیں کیا کہ آپ چاہتے ہیں کہ یہ پیش ہو۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! میں نے پیش کرنے کے لئے ہی دی ہوئی ہیں یہ نہایت اہم ہے۔

جناب سپیکر: فاضل ڈپٹی سپیکر نے اس تحریک استحقاق پر یہ فیصلہ دیا ہے کہ یہ اب take up نہیں ہو سکتی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! یہ میری غیر حاضری کی وجہ سے تو ختم نہیں ہوئی؟

جناب سپیکر: جی غیر حاضری کی وجہ سے ختم ہوئی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! یہ ختم تو نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: جی غیر حاضری کی وجہ سے ختم ہو سکتی ہے۔ ہم یہاں ایوان میں فیصلہ کر چکے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب! آپ کی مہربانی ہو گی۔ مجھے موقع دے دیں۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے جانبدارانہ خبر دی ہے اور اس نے میری معذرت کا ذکر کیا ہے دوسرے ممبر کی معذرت کا ذکر نہیں

کیا اور انہوں نے رپورٹ کرنے میں اور خبر دینے میں بالکل جانبداری برتی ہے۔ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ آپ اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: اس پر ڈپٹی سپیکر صاحب نے بطور سپیکر کے فیصلہ دے دیا ہے اب میں ان کے فیصلے کو کیسے بدل دوں؟ یہ میری غیر موجودگی میں ہوا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جی! غیر موجودگی میں ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی اس لئے۔ آپ کو چاہیے تھا کہ آپ کسی کے ذمے لگا جاتے۔ کہ وہ آپ کی عدم موجودگی میں یہ بات کہتا کہ مولانا صاحب اس کو پریس کرنا چاہتے ہیں اس کو pending کرنا چاہتے ہیں تو وہ آپ کی تحریک استحقاق stand کرتی۔ تو آئندہ کے لئے آپ احتیاط کیجئے گا۔ اب اس پر سپیکر صاحب نے فیصلہ کر دیا ہے اور یہ اس کے مطابق عمل ہو گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب! پھر میں ایک دوسری گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! میں نے ایک نہایت اہم قرارداد پیش کی تھی جسے جناب نے منظور نہیں کی اتنا عظیم حادثہ ملک میں ہوا۔ صدر پاکستان اور اس کے رفقا حادثے کا شکار ہوئے اور پوری دنیا میں سوگ منایا گیا۔ ☆

جناب سپیکر: آپ میری بات سنئے۔ آپ نے ایک تحریک پیش کی۔ اس تحریک پر میں نے ہاؤس کی رائے معلوم کی۔ ہاؤس میں اس تحریک پر کچھ لوگوں نے اختلاف کیا اور ساتھ ہی انہوں نے یہ تحریک پیش کی کہ یہ تحریک آپ اگر پیش کرتے ہیں تو ہم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی مغفرت کی دعا کرنے کے لئے تحریک پیش کرتے ہیں۔ میں نے ان دونوں تحاریک کو controversial سمجھتے ہوئے کہ بجائے اس کے کہ یہ تحریکیں ان مرحومین کی مغفرت کے لئے دعا کرنے کے لئے پیش کریں یہ controversial بن جائیں گے۔ ایک طرف سے اور دوسری طرف سے ان کی ذات پر کیچڑ اچھلے گا۔ اس لئے میں نے اس کی اجازت نہیں دی اور اب اس پر بحث کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! میں صرف اتنی بات عرض کروں گا کہ اس میں بڑا فرق تھا۔ وہ گیارہ سال پہلے کا واقعہ تھا۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! اس کی میں اجازت نہیں دیتا۔ sorry (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔

☆☆ بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! اسمبلی کی ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ واک آؤٹ کرتا ہوں۔
(اس مرحلہ پر مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: مولانا صاحب کے یہ الفاظ میں کارروائی سے expunge کرتا ہوں۔ اس لئے کہ میں نے ان کو اجازت نہیں دی۔ اس کے بعد جو الفاظ انہوں نے احتجاج میں کہے ہیں میں ان الفاظ کو کارروائی سے expunge کرتا ہوں۔ میاں منظور احمد موہل صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 18 ہے۔

پنجاب لوکل گورنمنٹ ترمیمی بل 1988ء کو جلد زیر غور لاکر قواعد انضباط کار سے انحراف

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں ایک ہی تحریک پیش کر سکتا ہوں۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے ایک تحریک استحاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 22 دسمبر 1988ء کو مورخہ 24 دسمبر 1988ء کے لئے ایجنڈا تقسیم کیا گیا۔ جس میں ایٹم نمبر 3 پر تحریر ہے کہ پنجاب لوکل گورنمنٹ ترمیمی بل 1988ء کو وزیر پیش کریں گے اور پھر بعد ازاں وہ تحریک پیش کریں گے کہ اس بل کو زیر غور لایا جائے۔ جبکہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے قواعد و انضباط کار 1973ء کے تحت رول نمبر 78 سب رول (2) اس بارہ میں واضح ہے کہ ممبران کو بل کی کاپیاں جاری ہونے اور بل کو زیر غور لانے میں مکمل 3 یوم کا وقفہ ہونا چاہیے۔

اب صورت حال یوں ہے کہ مورخہ 22 دسمبر کو بل کی کاپیاں ممبران کو تقسیم ہو گئیں تو رول 78 (2) کے تحت اس بل کو 26 دسمبر کو زیر غور لایا جا سکتا ہے اس سے پہلے نہیں۔ مگر اب 24 دسمبر 1988ء کو زیر غور لا کر نہ صرف میرا بلکہ معزز ایوان کے جملہ اراکین کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب والا! اس پر میرا شارٹ سٹیٹمنٹ یہی ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اسمبلی میں ہم سب قانون اور ضابطے کے مطابق کارروائی کریں۔ قانون اور رولز کے منافی کوئی کام نہ ہو۔ تو میں نے یہی نکتہ یہاں اٹھایا ہے کہ 22 دسمبر کو جو یہاں پر ہمیں کاپی دی گئی 24 دسمبر کو اسے غور لایا گیا۔ تو جناب والا! مقامی حکومت کا جو بل تھا اس کو حقیقت میں 78 (2) کے تابع تین clear days ہمیں ملنے چاہئیں

☆ ☆ بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے

تھے۔ بل کی کاپیاں ممبران میں تقسیم ہونے میں اور اس بل کو زیر غور لانے میں۔ تو میں یہ چاہوں گا کہ یہ بڑا اہم معاملہ ہے۔ اب جناب والا! مجلس استحقاق موجود نہیں ہے۔ جناب نے ایک مجلس خصوصی وصی ظفر صاحب کے معاملہ میں بنائی ہوئی ہے۔ میری درخواست ہے کہ میری تحریک کو بھی اسی مجلس خصوصی کے پاس بھیج دیا جائے کیونکہ یہ بھی اس سلسلہ میں اپنا نقطہ نظر بیان کرے کہ آیا اس میں استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر صاحب کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون: جناب والا! قاعدہ 78 بالکل واضح ہے اور اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ:

78. When a Bill has been recieved back from a Sanding Committee, the Secretary shall cause copies of the Bill as introduced, tegether with modifications, if any, recommended by the Standing Committee, to be supplied to each member as soon as may be after the receipt back and shall set down the Bill on the List of Business for a day meant for government business or on a day meant for private members, business, as the case may be, if the notice of a motion under rule 79 has been received:

تو اس کی متقضیات اس وقت آتی ہیں جب 77 کو معطل نہ کیا جائے چونکہ رول 77 معطل کیا گیا ہے اس کے بعد یہ automatically مجلس قائمہ کو تو گیا نہیں ہے۔ یہ بل پہلے مجلس قائمہ کو جاتا اور وہ اپنی رپورٹ پیش کرتی اس کے بعد ہم Clear Bill دے سکتے تھے اب جبکہ ہم نے قاعدے کو معطل کر کے بل پیش کرایا تو اس کے بعد اس کی ضرورت نہیں ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں اس کی مزید وضاحت کر دوں۔ میں یہ سمجھتا تھا کہ وزیر موصوف اس بارے میں جانتے ہوں گے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس میں تحریک استحقاق کا کیا سوال بنتا ہے؟

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! قواعد میں یہ ہمارا استحقاق ہے کہ ممبران کو بل کی کاپیاں ملیں اور تین دن کا نوٹس ہو اور پھر وہ زیر غور لایا جائے۔ جناب والا قانون کے مطابق یہ ہمارا حق ہے تو اس حق سے ہمیں محروم کر دینا یہ ہمارا استحقاق بنتا ہے۔

رانا پھول محمد خان: جنابِ والا! میں آپ سے مودبانہ گزارش کروں گا کہ یہ تحریک استحقاق کس کے خلاف بنتی ہے اور ان کے استحقاق کو کس نے مجروح کیا ہے جب آپ کو یہ اختیارات ہیں کہ آپ کسی قاعدے کو معطل کر کے کسی معاملے کو زیر بحث لانے کی اجازت دے سکتے ہیں یہ تو اس وقت بحث کر سکتے تھے اور اس کو زیر غور لانے سے پہلے مخالفت کر سکتے تھے۔ جناب والا! اب یہ تحریک استحقاق کس کے خلاف ہے؟ اور ان کے استحقاق کو کس نے مجروح کیا ہے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب یہ آپ کا پوائنٹ درست ہے۔

تو میاں صاحب آپ اس میں کس کو سزا دینا چاہتے ہیں جنہوں نے آپ کے اس استحقاق کا خیال نہیں کیا اور آپ کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ یہ مجلس استحقاق یا مجلس قائمہ کو بھیجنا چاہتے ہیں تو وہ مجلس ایوان کے خلاف کارروائی کرے یا چیئر کے خلاف تو وہ مجلس کس کے خلاف کارروائی کرے؟

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! یہ جو کہتے ہیں کہ رول 77 کو معطل کیا گیا۔ تو جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ رول 77 تو اس بارے میں ہے کہ آپ بل کو سٹینڈنگ کمیٹی کو نہ بھیجیں۔ تو جناب والا! آج ان کو کسی نے جو بتایا ہے وہ یہ ہے کہ:

Provided that the member-in-charge may move that the requirements of this rule may be dispensed with, and if the motion is carried, the provisions of rule 78 shall apply to the Bill as if the report of the Standing Committee on the Bill were presented on the day on which the motion is carried. But it shall not be necessary to re-supply copies of such Bills to the members.

جیسا یہاں ہوا۔ وہ dispensed with ہوا۔ موشن carried ہوئی۔ اب یہ جناب والا کہ

The provision of rule 78 shall apply to the Bill as if the report of the Standing committee on the Bill were presented.

وہ یہ apply کرے گا' جب وہ پیش ہو گی۔

on the day on which the motion is carried.

جس دن carried ہوئی۔ تو جناب والا یہ وہ مسئلہ ہے اس میں تین دن والا مسئلہ نہیں ہے۔

It shall not be necessary to re-supply the copies of such Bills to the members.

اس میں جناب re-supply کا لفظ ہے۔ ہم re-supply پر نہیں مانتے کہ وہ ہمیں دی جائے وہ تو ہم

مانتے ہیں لیکن جناب والا وہ ہمیں تین دن clear دیں۔

اب جناب والا کا دوسرا سوال ہے کہ ہم سزا کس کو دینا چاہتے ہیں؟ ہم جناب والا کسی کو سزا نہیں دینا چاہتے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ یہ استحقاق کمیٹی میں جائے گا وہاں پر ساری بات ہو گی کیونکہ وہاں وقت ہو گا یہاں اگر ہم اسی بحث کو طول دیتے رہے تو یہ اس معزز ایوان کا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہو گا۔ وہاں ہم اس مسئلہ کو thrash out کریں گے اگر میرا مقصد غلط ہو جائے گا تو یہ معاملہ وہاں پر ہی ختم ہو جائے گا ورنہ وہاں پر یہ التجا کی جائے گی کہ آئندہ ایسی صورت حال نہ ہو۔ کیونکہ ہم کسی کو سزا نہیں دینا چاہتے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس کو ہم ذاتی طور پر thrash out کرلیں گے۔ ہم اور آپ بیٹھ کر اس مسئلے کو پوری طرح thrash out کرلیں گے اور اگر آپ مناسب خیال کریں گے تو ہم مل کر جس نتیجے پر پہنچیں گے پھر ہم اس کے مطابق چلیں گے فی الحال میں اس پر اپنے فیصلے کو ملتوی کرلیتا ہوں اور اس وقت میں اس کے مطابق اپنی رولنگ دے دوں گا۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! آج اس اجلاس کا آخری دن ہے اگر ہم وہاں پر یہ چاہیں گے کہ اس کو بھیجنا چاہیے تو پھر چونکہ اسمبلی کا اجلاس نہیں ہو گا ہم اسے بھیج نہیں سکیں گے۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اس کو مجلس استحقاقات یا خصوصی کمیٹی کے پاس بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے یہ قواعد interpretation کا مسئلہ ہے۔

میاں منظور احمد موہل: ٹھیک ہے جناب والا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! آپس میں ایک گفتگو ہوئی تھی اس میں ہم نے یہی طے کیا تھا کہ تیاری کرنے کے بعد ہمیں کم از کم تین دن ملیں گے اس میں جناب والا میری ترمیم بھی تھی اس دن ہمارے گھر میں شادی تھی لہذا مجھے اس سلسلے مجھے اپنے گھر جانا پڑا اور میں اس لئے گیا تھا کہ یہ بل آج take up نہیں ہو گا لیکن بعد مجھے پتہ چلا کہ یہ take up ہو چکا ہے اگر Irregularities ہوتی ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کسی کو سزا دیں کئی ایسی باتیں ہو جاتی ہیں جن کی قواعد اجازت نہیں دیتے اور آپ قواعد کے معاملے میں بہت سخت ہیں ہم آپ کا احترام کرتے ہیں اور اس پر ہمیں خوشی ہوتی ہے لیکن جناب سپیکر! اس میں یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک بل ہے اور ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں لیکن جب ہم اس کے اصولوں کی مخالفت کرتے ہیں تو آپ کہہ دیتے ہیں کہ جی

آپ کا تو حق ہی نہیں ہے اور آپ بیٹھ جائیں۔ تقریر آپ ہمیں نہیں کرنے دیتے حالانکہ قواعد ہمیں اجازت دیتے ہیں تو جناب والا یہ بل کے معاملے جو عجلت ہوتی ہے یہ نہیں ہونی چاہیئے اب ایک بل جو پیش ہوتا ہے یہاں پر یہ روایت ہے کہ ایک بل پیش ہوا اور ممبراس کے اصولوں کے اوپر پانچ' پانچ' چھ چھ دن تک بولتے رہے اور وہ ممبران جو اس کی مخالفت کرتے ہیں لیکن جناب والا! یہ روایت اس دفعہ ٹوٹ رہی ہے کہ ایک دن ایک بل پیش ہو اور دوسرے دن جناب والا ٗیہ پاس ہو جائے یہ اس ایوان کے لئے کوئی اچھی روایت نہیں ہو گی اور اسے آپ بھی سمجھتے ہیں۔

جناب سپیکر: راہی صاحب! میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ اس روایت کو ہم نہیں ٹوٹنے دیں گے۔ حکومت کی طرف سے جو بل ہوں گے ان پر ہم دونوں طرف سے جو اراکین اپنا اپنا اظہار خیال کرنا چاہیں گے ہم ان کو خاطر خواہ وقت دیں گے تاکہ وہ اظہار خیال کر سکیں اور اس میں کسی قسم کا نہ مجھے ابہام ہے نہ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب کو کوئی ابہام ہونا چاہیے اور نہ ہی آپ کو کوئی ابہام ہونا چاہیے تو اس پر آپ کی جو شکایت ہے وہ میرے ذہن میں ہے اور میں نے اس کا نوٹس لیا ہے اور اس پر جو اراکین بھی بات کرنا چاہیں گے ان کو ہم خاطر خواہ موقع دیں گے تاکہ وہ اس پر بات کر سکیں اور رولز کے مطابق جتنی بھی وہ relevant بات کرنا چاہیں گے وہ ہم سنیں گے اور یہ معاملہ جو میاں منظور موہل صاحب کا ہے صرف interpretation کا مسئلہ ہے اور قواعد کی interpretation کے سمجھنے میں فرق ہو سکتا ہے آپ بھی ایک بات کو دوسری طرح سمجھ سکتے ہیں اور میں بھی سمجھ سکتا ہوں اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے اور جس وقت آپ میں سے کوئی صاحب مجھے بتائیں گے کہ یہ صحیح interpretation ہے تو میں اسے قبول کروں گا اور میں اپنی اصلاح کرنے میں کوئی ہتک محسوس نہیں کروں گا۔ انسان ساری زندگی سیکھتا ہے اور میں اس پر یقین رکھتا ہوں کہ مجھے بھی سیکھنا ہے اور آپ کو بھی سیکھنا ہے تو میں اپنی اصلاح کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کروں گا۔
تو میاں صاحب ہم اس کو آپس میں بیٹھ کر طے کر لیں گے۔ آپ اس کو پریس نہیں فرماتے؟

میاں منظور احمد موہل: ٹھیک ہے جناب والا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں آپ سے اس چیز کی رولنگ مانگتا ہوں کہ کوئی بھی بل جو اس ایوان میں زیر غور آئے __ (ب) کیا وہ تیسری خواندگی کے بغیر پاس ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی۔ اس پر میری رولنگ یہ ہے کہ وہ تیسری خواندگی کے بغیر پاس نہیں ہو سکتا۔

جناب فضل حسین راہی:[1] جناب والا! میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر آپ کے پاس ہے اور میں نے اس پر آپ کا فیصلہ مانگا تھا اور میں نے کہا تھا کہ جب آپ مناسب سمجھیں آپ اس پر اپنا فیصلہ فرما دیں۔ تو جناب والا! میرے خیال میں اجلاس کا آج آخری دن ہے تو اس پر آپ آج فیصلہ کر دیں تو زیادہ بہتر ہے اور میں پچھلے تین' چار سال سے پریشان ہوں۔ تاکہ میں اپنی اس پریشانی کو ختم کر سکوں۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں کیا آپ کو علم ہے کہ انڈیا میں کیا پریکٹس ہے؟ انڈیا میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ پریکٹس ہے کہ جو صاحبان پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنا چاہتے ہیں سپیکر ان کو کہتا ہے کہ آپ لکھ کر دیں۔

جناب فضل حسین راہی: چلیں۔ جناب والا! یہ بھی ٹھیک ہے۔ یہ جناب سپیکر! اسمبلیوں کی اپنی اپنی پریکٹس ہے۔ امریکہ میں یہ بھی پریکٹس ہے کہ وہ چائے بھی اندر ہی پی رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی اطلاع کے لئے ہے کہ سپیکر ممبر صاحبان کو کہتا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر آپ لکھ کر دیں اور آپ قواعد بھی لکھ کر دیں جن قواعد کے تحت آپ یہ پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: یہ ایسے اچھا لگتا ہے۔ یہ ایسا ہونا چاہیے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہاں پر امریکہ کی بات ہو رہی ہے تو جناب والا۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ خدا کے لئے اس ملک میں پہلے ہی امریکہ کی بہت پریکٹسز ہیں اور mysterious بھی ہیں۔

جناب سپیکر: امریکہ کی بات راہی صاحب نے کی ہے میں نے تو انڈیا کی بات کی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! امریکہ کی انتہائی mysterious activities بھی ہیں اور پریکٹسز بھی ہیں تو خدا کے لئے اس ایوان کو امریکہ سے بھی بچائیے اور ہندوستان کی پریکٹسز سے بھی اس کو بچائیے۔

جناب سپیکر: جی۔ بہت اچھا۔

تو تحریک استحقاق نمبر 18 جو میاں منظور احمد موہل صاحب کی ہے یہ اسے پریس نہیں کرتے ہیں

اور تحریک استحقاق نمبر 19 جناب وصی ظفر کی ہے ان کو میں نے اپنے چیمبر میں بلایا تھا آپ تشریف نہیں رکھتے تھے اور میں نے ان کو اپنے چیمبر اس لئے بلایا تھا کہ میں اسے پیش کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! میں بھی اپنی تحریک استحقاق نمبر 19 کو پریس نہیں کرتا۔ لہذا میری گزارش ہے کہ اس کی بجائے آپ 24 نمبر take up کرلیں۔

جناب سپیکر: جی ٹھیک ہے۔ آپ تحریک استحقاق نمبر 19 کو پریس نہیں کرتے ہیں۔ اس کے بعد جناب نذر حسین کیانی کی تحریک استحقاق ہے اور میں ان کو تحریک استحقاق کو پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

رکن اسمبلی کو ناجائز ہراساں کرنا

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ بدھ 21 دسمبر 1988ء شام سات اور ساڑھے سات بجے کے درمیان میں اپنے ہوٹل سے جو قلعہ گوجر سنگھ کے چوک میں واقع ہے' بازار اپنے بچوں کے لئے کچھ چیزیں لینے کے لئے گیا۔ واپسی پر ہوٹل سے باہر کچھ فاصلے پر ایک جگہ کچھ لوگ موجود تھے۔ جن میں سے دو اشخاص میری طرف متوجہ ہوئے۔ ان میں سے ایک شریف آدمی نے بڑے ہی عامیانہ انداز میں مجھے ہاتھ کے اشارے سے اپنی طرف بلایا۔ تاہم چونکہ میں ان سے واقف نہیں تھا اس لئے میں نے پلٹ کر واپس دیکھا کہ شاید میرے پیچھے کوئی اور بھلے مانس موجود ہوں۔ جنہیں وہ متوجہ کر رہے ہیں تاہم وہاں اور کوئی نہ تھا۔ میں جب ہوٹل کے مزید قریب پہنچا تو وہ بھی اسی جانب چل پڑے۔ میں نے دونوں کی طرف دیکھ کر پوچھا کہ آپ مجھ سے کچھ فرمانا چاہتے ہیں تو بغیر کسی تمہید کے انہوں نے بد زبانی شروع کر دی اور مجھے نتائج بھگتنے کے لئے تیار رہنے کی دھمکیاں دیں اور برابر مغلظات سے نوازتے رہے۔ جب میں نے بھی بلند آواز سے ان شریف لوگوں کو للکارا تو کچھ راہ گیروں کے متوجہ ہونے پر وہ دونوں بھاگ کر گاڑیوں کی آڑ لے کر فرار ہو گئے اور میں نے دوسری جانب دیکھا تو اس طرف سے بھی دو تین افراد بھاگتے نظر آئے۔ میری کسی کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں اور نہ لاہور میں میرا کسی سے کوئی جھگڑا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حزب اختلاف کا رکن ہونے کی وجہ سے میں اسمبلی

کے اندر پنجاب کی حکومت پر جو تنقید کرتا ہوں غالباً میری آواز دبانے اور مجھے ڈرانے دھمکانے کے لئے کسی کے اشارے پر یہ سب کچھ کیا گیا ہے تاہم میں اپنے نظریات اور وابستگی کے مطابق سچ بولنے میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ آپ سے درخواست ہے کہ میری اس تحریک پر ضروری کارروائی کی جائے۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! میں اس پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کیوں اس تحریک پر بولنا چاہتے ہیں؟

جناب نذر حسین کیانی: وہ میری حمایت کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی آپ تشریف رکھیں۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب مجھے اجازت ہے؟

جناب سپیکر: آپ اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں؟

جناب نذر حسین کیانی: جی! میں کچھ اس پر تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیے۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! اس واقعہ کا تعلق گو پرانا ہے میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت دی آپ چاہتے تو اسے پیش کرنے کی اجازت روک بھی سکتے تھے اس لئے کہ اس میں تاخیر ہو گئی تھی لیکن آپ نے اس ایوان میں جس طرح سے میری حوصلہ افزائی فرمائی میں اس کے لئے آپ کا مشکور ہوں۔

جناب والا! اس واقعہ کو میں اتنی اہمیت نہیں دیتا اس لئے کہ موت و حیات اللہ کے اختیار میں ہے۔ زندگی بھی اس کے ہاتھ میں ہے اور موت بھی اس کے ہاتھ میں ہے اور جو دن اور جو رات قبر میں آنی ہے وہ اس دنیا میں نہیں آئے گی۔ اس لئے موت کا جو دن معین ہے میں اس سے بھی قطعی طور پر نہیں ڈرتا کہ موت برحق ہے۔ کل نفس ذائقۃ الموت مگر جناب والا جس انداز سے یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے وہ انتہائی شرمناک ہے۔ جس کسی نے بھی یہ کیا میں کسی پر الزام نہیں لگاتا اور حیران اس بات پر ہوں کہ آج صبح جو متعلقہ تھانہ ہے اس کے پولیس کے کچھ افسران میرے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے کہ آپ کوئی رپورٹ درج کرانا چاہتے ہیں یا آپ کوئی بیان دینا چاہتے ہیں۔ میں نے یہ تحریک آپ کی خدمت میں پیش کی تھی مگر اس کی نقل ان کے پاس موجود تھی۔ میں یہ چاہتا تھا

کہ میں نے اپنی یہ تحریک آپ کے حوالے کی تھی اور آپ ہی نے اس سلسلے میں مجھ پر مہربانی کی اور مہربانی کرنی تھی۔ مجھے کسی پولیس والے کو اور اس ڈیپارٹمنٹ کے کسی آدمی کو نہ بیان دینا تھا اور نہ پرچہ درج کرانا تھا اس لئے کہ وہ آدمی نامعلوم تھے۔ جناب والا! اس میں صرف ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ اس ہوٹل کے باہر جو آدمی موجود تھے ان میں سے ایک آدمی جو وہاں پر ان کے ساتھ تھا اور وہاں سے بھاگا وہ دوسرے دن یہاں پر اسمبلی کی لابی میں مجھے ملا اور اس وقت اتفاق سے جناب مجتبیٰ حیدر شیرازی اور جناب عبدالقادر شاہین جو کہ اس وقت تشریف نہیں رکھتے جب وہ آدمی اس طرف کو آیا تو میں نے ان کو پوائنٹ آوٹ کیا کہ یہ شخص تھا جو کہ وہاں پر مجھے گالیاں دینے والوں میں موجود تھا اور جونہی اس نے ہماری طرف دیکھا تو وہ لابی سے بھاگ کھڑا ہوا۔ جناب والا یہ پریکٹس بہت غلط ہے۔ آپ انتہائی شیریں زبان، مہربان، بہت ہی پیارے انسان ہیں۔ آپ ہمارے حقوق کے محافظ ہیں اور جناب لاء منسٹر تو آپ سے بھی زیادہ میٹھے ہیں۔ اتنے میٹھے کہ شیریں محل کی مٹھائی بھی ان کی باتوں سے زیادہ میٹھی نہیں ہوتی ____ (نعرہ ہائے تحسین) ____ لیکن جو ان کا عمل ہے، جو طریقہ کار ہے اگر ممبران کے ساتھ یہ طریقہ کار اختیار کیا گیا تو جناب آج وہ حزب اقتدار میں ہیں اور ہم حزب اختلاف میں ہیں۔ کوئی پتہ نہیں ہوتا۔

"و تعز من تشاء و تذل من تشاء بید ک الخیرہ"

کل پلٹ کر بات ادھر چلی گئی اور ایسا واقعہ ہوا تو یہ پھر آسمان کو سر پر اٹھا لیں گے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ممبران کا اور ان کے حقوق کا تحفظ کرنے کے لئے آپ ضروری کارروائی کریں اور جناب لاء منسٹر صاحب جو کچھ کہیں گے آپ اس کو غور سے سننے کے بعد پھر جو مجھے ارشاد فرمائیں گے میں اس کی تعمیل کروں گا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ ____

نواب زادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر ____ جناب سپیکر فاضل رکن کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ جناب وزیر قانون کا ڈی جی خان میں استحقاق مجروح ہوتا رہا ہے اور انہوں نے اس ایوان کے اندر آسمان بھی سر پر اٹھائے رکھا ہے ____

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! یہ پوائنٹ آف انفارمیشن ہے۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف انفارمیشن بھی نہیں ہے، کیا انفارمیشن دینے کے لئے پوائنٹ آف انفارمیشن اٹھایا جا سکتا ہے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل: جی اٹھایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: Sorry نواب زادہ صاحب۔ جناب لاء منسٹر ــــــــ

نواب زادہ غضنفر علی گل: کیا انہوں نے آسمان سر پر نہیں اٹھائے رکھا۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب تشریف رکھئے۔

وزیر قانون: جناب والا! اس تحریک استحقاق کے بارے میں آپ اور کیانی صاحب جو کچھ بھی جانتے ہیں میں اس پر صرف اتنی ہی گزارش کر سکتا ہوں کہ اس کی فنی طور پر مخالفت تو کی جا سکتی تھی جس کی انہوں نے خود ہی وضاحت فرما دی ہے۔ آپ نے اس پر مہربانی کی کہ اس میں تاخیر کے باوجود اس کو منظور فرما لیا۔ میں اب حکومت پنجاب کی طرف سے اتنی ہی گزارش کر سکتا ہوں کہ میں نے ہی کل پولیس والوں کو یہ ہدایت کی تھی کہ ان سے رابطہ کر کے پتا کریں کہ آیا یہ رپورٹ درج کرنا چاہتے ہیں یا نہیں کیونکہ جب تک رپورٹ درج نہ ہو یا کیس رجسٹرڈ نہ ہو تو اس وقت تک حکومت اس معاملے میں کسی قسم کی دخل اندازی نہیں کر سکتی۔

دوسرا میرے بھائی نے جو یہاں پر جس واقعہ کی نشاندہی کی ہے یہ انہوں نے ہاؤس کے باہر بھی مجھے فرمایا تھا کہ میں نے اس شریف آدمی کو دیکھا ہے تو میں نے ان سے یہی گزارش کی تھی کہ اگر ایسا کوئی موقع آتا ہے تو میرے ساتھ آپ بہت بڑا احسان کریں گے کہ اگر آپ مہربانی کر کے اس کی نشاندہی کر دیں کیونکہ ان کی عزت ہماری عزت ہے اور اس مسئلہ پر میں اس ہاؤس کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے چاہے ان بنچز پر بیٹھے ہوں یا ان بنچز پر بیٹھے ہوں' استحقاق کے معاملے میں ہم کسی کے ساتھ کس قسم کی رعایت کرنا ہم سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کے ساتھ' اس ہاؤس کے تقدس کے ساتھ' غداری کرنے کے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ تو اس سلسلے میں جناب والا آپ جو مناسب سمجھیں میں اس کے لئے حاضر ہوں۔ وہ تجویز فرما لیں یا آپ تجویز فرما لیں۔ جو بھی وہ اس کا طریقہ بتائیں یا اس کا راستہ بتائیں ہم اس پر چل کر ان کا یہ مسئلہ حل کرنے کے لئے تیار ہیں۔

سردار سکندر حیات خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا میرا ایک پوائنٹ ہے ــــــــ

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ تشریف رکھیں ابھی آپ کا پوائنٹ بنتا نہیں ہے۔

سردار سکندر حیات خان: جناب والا انہوں نے اس آدمی کو جو ہمارے ایک معزز ممبر کو گالیاں

دیتا ہے کہا ہے کہ وہ شریف آدمی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ یہ پوائنٹ نہیں بنتا ــــــ

جناب سپیکر: سردار صاحب یہ آپ پوری بات سمجھیں نا ــــــ

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! مجھے اجازت دیں گے؟

جناب سپیکر: حضور ذرا تشریف رکھیئے ــــــ جناب کیانی صاحب اس میں مسئلہ جو ہے وہ یہ ہے کہ گزشتہ روز جب وصی ظفر صاحب کی ایک تحریک استحقاق تھی آپ نے فرمایا کہ میرا بھی ایک معاملہ ہے۔ میں نے آپ سے کہا کہ آپ لکھ کر دیجئے ہم آپ کی شکایت' آپ کی تحریک استحقاق کو take up کریں گے تو اس پر آپ نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ یہ تحریک استحقاق اگرچہ آپ نے کافی تاخیر سے دی ــــــ یہ کس تاریخ کو میرے پاس آئی؟

جناب نذر حسین کیانی: جی یہ 26 تاریخ کو میں نے دی تھی۔

جناب سپیکر: 21 تاریخ کا یہ واقعہ ہے اور 26 تاریخ کو آپ نے یہ پیش کی تھی اور تحریک استحقاق اور تحریک التواء کار کے لئے ایک دن کی تاخیر بھی اس کو kill کرنے کے لئے کافی ہے۔ یہ آپ سب جانتے ہیں تو میں نے آپ کو out-of the way اجازت دی اس لئے کہ میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ آپ پیش کیجئے۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب سپیکر! اسے kill کرنے سے پہلے میری ایک بات سن لیجئے۔

جناب سپیکر: ذرا سنئے گا۔ اب اس میں دوسری بات جو بڑی اہم ہے وہ یہ ہے کہ یہ specific نہیں ہے آپ نے اس میں کسی کا نام نہیں لیا کہ کس نے یہ حرکت کی۔ جب آپ کسی کا نام نہیں لیں گے تو پھر یہ ایک مفروضہ بنے گی اور مفروضے پر کوئی تحریک استحقاق نہیں ہو سکتی۔ اب اگر ہم اسے مجلس استحقاق کو بھیج دیں۔ اسے منظور کر دیں تو اس کا کیا انجام ہو گا؟ یہ بھی آپ کو معلوم ہونا چاہیے اور مجھے بھی معلوم ہونا چاہیئے ــــــ

جناب نذر حسین کیانی: مجھے کچھ عرض کرنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: تو آپ ارشاد فرمایئے ــــــ

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! میں اس تحریک استحقاق کو نہ تو کسی مجلس استحقاق میں بھجوانا چاہتا ہوں اور نہ ہی میں نے تھانہ میں رپٹ درج کروائی تھی بقول آپ کے' آپ نے بالکل صحیح فرمایا

ہے کہ جب میں کسی کا نام نہیں جانتا ہوں جب میں کسی کی نشاندہی نہیں کر سکتا ہوں' تو میں اپنا کیس صحیح طریقہ سے پیش نہیں کر سکتا ہوں' میرا مقصد صرف یہ تھا اور آپ کی وساطت سے مجھے اس میں جو کامیابی حاصل ہوئی' اس کے لئے میں نے پہلے ہی جناب والا کا شکریہ ادا کیا ہے' میں آپ کی وساطت سے صرف توجہ دلانا چاہتا تھا۔ اپنے ان بھائیوں کو' جو کہ خود بھی میری طرح دو سال اسی طرح پٹتے رہے اور گزشتہ دو سالوں میں انہوں نے بھی بہت دکھ اٹھائے ہیں۔ آج اللہ تعالیٰ نے ان کو کرسی عطا کی ہے۔ میں ان کے لئے ہمیشہ دعاگو ہوں۔ ان کی اس یقین دہانی کے بعد اور آپ کے اس اصرار کے بعد میں اپنی اس تحریک پر زور نہیں دیتا ہوں اور اسے واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ یہ سید ذاکر حسین صاحب کی تحریک استحقاق ہے اور میں نے شاہ صاحب کو عرض کی تھی' میں نے صبح انہیں اپنے چیمبر میں تشریف لانے کی گزارش کی تھی اور یہ تشریف نہیں رکھتے تھے' اس تحریک استحقاق سے بھی میں سمجھتا ہوں کہ ایوان میں کوئی اچھا ماحول پیدا نہیں ہو گا۔ یہ تحریک استحقاق مولانا منظور احمد چنیوٹی کے بارے میں' میں شاہ صاحب سے یہ کہوں گا کہ آپ اس کو پریس نہ کریں۔

سید ذاکر حسین: جناب والا! میں آپ کے احترام اور اس ایوان کے تقدس کو قائم رکھنے کے لئے اور ماحول کو خوشگوار رکھنے کے لئے' گو مولانا منظور احمد چنیوٹی کے بارے میں میری تحریک استحقاق حقائق پر مبنی ہے اور آپ بھی جانتے ہیں اور آپ اس کو اپنے چیمبر میں بھی kill کر سکتے تھے لیکن آپ نے نہیں کیا' میں آپ کا ممنون اور مشکور ہوں' میں آپ کے حکم پر اپنی اس تحریک استحقاق واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ شاہ صاحب' یہ تحریک استحقاق نمبر 24 ہے جو کہ جناب وصی ظفر صاحب نے پیش کی ہے' یہ میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں بہت بات ہو چکی ہے بلکہ فالتو بات ہو چکی ہے اور اس پر اتنی فالتو بات ہو چکی ہے کہ جس کی بدمزگی ابھی تک لوگ اپنے اندر محسوس کر رہے ہیں کہ جو کچھ کل ہوا وہ کسی بھی صورت میں نہیں ہونا چاہیے تھا اور جناب وصی ظفر کی طرف سے جو یہ تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے' میں نے ان کو صبح اپنے چیمبر میں تشریف لانے کے لئے گزارش کی تھی اور جناب وصی ظفر صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے اس لئے ان کی میرے ساتھ ملاقات نہیں ہو سکی ہے۔ اب میں ان کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ بھی جناب وصی ظفر اس تحریک استحقاق کو پریس نہ کریں۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! میں آپ کے حکم کی تعمیل بھی کر لوں گا' میرے ڈپٹی لیڈر بھی مجھے کہہ رہے ہیں' لیکن جناب والا۔ جس طرح سے میرے کردار کو داغدار کیا گیا ہے' اگر تو وہ ایڈیٹر معذرت کریں اور اس کی تردید چھاپیں انہوں نے ایک خودساختہ خبر لگائی جو کہ نہ صرف میرے اوپر بلکہ میرے خاندان پر ایک دھبہ ہے' میں دعوٰی سے یہ کہتا ہوں کہ میں اس خاندان سے تعلق رکھتا ہوں جس کی شہرت فیصل آباد میں یہ ہے کہ یہ خاندان بیماری کی حد تک ایماندار ہے اور میرے اوپر ایک حرام چیز کا اور ایک سور جیسی چیز کا بلا وجہ الزام لگا کر میری تضحیک کی گئی ہے اور اسی چیز کو side issue بنا کر ایک طرف لے جایا گیا اور نہ صرف یہ بلکہ پولیس والوں نے آکر کابینہ کے آگے بیان دیا اور جب انہوں نے اے ڈی سی (جی) کو بیان دیا وہاں پر میرے منہ پر وہ ایسی کوئی بات نہ کر سکے' اسی لئے میں نے اے ڈی سی (جی) سے کہا تھا کہ بیانات آمنے سامنے ہوں' جب آمنے سامنے آئے تو ان کے منہ سے اسی طرح کی کوئی بات نہ نکل سکی۔ میرے پیٹھ پیچھے انہوں نے الزام تراشیاں کیں تہمتیں لگائیں اور وہ میرے سامنے کیوں نہ کر سکے اور اسی چیز کو انہوں نے اخبار میں چھپوایا' اس سے نہ صرف میری بلکہ میرے سارے خاندان کی اجتماعی تضحیک ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: اب میں آپ کو تحریک استحقاق پیش کرنے کے بارے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ اس کو نہ پیش کریں اور نہ ہی پریس کریں۔ یہ معاملہ طے ہو چکا ہے۔ آپ کی تحریک استحقاق منظور ہو چکی ہے۔ سپیشل کمیٹی بن چکی ہے۔ وہ اس پر فیصلہ کرے گی۔ اب میرا خیال ہے کہ ۔۔۔۔۔

جناب محمد وصی ظفر: آپ میری عرض سنیں' جناب والا یہ خبروالا معاملہ take up ہی نہیں ہوا ہے۔ یہ خبر pre-mature اگلے روز لگا دی گئی ہے میں نے اسی دن تحریک استحقاق دے دی ہے۔ جناب والا! میری اس میں گزارش یہ ہے کہ کس کا بیان کس نے دیا کیسے آیا؟ یہ میری تذلیل مزید کیوں کی گئی؟ ایک تو مجھے جوتے مار کر ذلت کی' اس کے بعد میری تذلیل جھوٹی خبر لگا کر کی۔ میں اس ایوان میں یہ کہتا ہوں کہ میں نے ساری عمر ایسا نہیں کیا ہے جس کا الزام انہوں نے مجھ پر لگانے کی بے جا کوشش کی ہے اور خود وہ میرے منہ پر وہاں کیوں نہ کہہ سکے۔ میرے آمنے سامنے کی ان کی statement اے ڈی سی (جی) کے پاس ریکارڈ پر موجود ہے' جناب وہ منگوا لیں۔

جناب سپیکر: اب آپ اس بات کا خیال نہیں فرما رہے ہیں کہ میں آپ کی یہ تحریک اپنے چیمبر میں بھی kill کر سکتا تھا' میں نے آپ کو یہاں پر یہ موقع فراہم کیا ہے کہ آپ فراخدلی کا مظاہرہ فرمائیں۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! میں تو یہ چاہتا ہوں کہ آپ کی طرف سے ان کو اتنی ہدایت دے دی جائے کہ وہ اس کی تردید کریں اور معذرت کر لیں۔ اتنی تو جناب میری حمایت کریں۔

جناب سپیکر: لیکن اس کا موقع نہیں ملے گا اس کا موقعہ اس لئے نہیں ملے گا کہ آج اجلاس Porogue ہو جاتا ہے۔ تو میرے خیال میں آپ اس کو پریس نہ فرمائیں۔ ہم اپنے طور پر آپ اور ہم مل بیٹھ کر اس مسئلہ کا کوئی حل تلاش کر لیں گے۔

جناب محمد وصی ظفر: بس یہی میں چاہتا ہوں کہ آپ ان کو ہدایت کریں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: تو وصی ظفر صاحب اس کو پریس نہیں کرتے ہیں' اب تحریک التوائے کار ہیں یہ آدھے گھنٹے کے لئے ہیں۔ جناب غلام سرور صاحب کی تحریک التوائے کار ہے تشریف رکھتے ہیں اس کا نمبر9 ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! وہ چلے گئے ہیں۔ اس میں جناب اسلم گورداسپوری صاحب کی ایک تحریک التوا تھی اور اس کے بعد ڈپٹی لیڈر حزب اختلاف کی طرف سے ایک ضروری تحریک التوائے کار ہے۔ کیوں کہ یہ ہماری طرف سے ہی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اسلم گورداسپوری کی تحریک التوائے کار لے کر اس کے بعد جناب سلمان تاثیر صاحب کی نمبر12 لے لیں۔ پھر دیکھیں گے کہ وقت کتنا بچتا ہے۔

جناب سپیکر: تو غلام سرور خان تشریف نہیں رکھتے ہیں تو جناب اسلم گورداسپوری کی تحریک التوائے کار نمبر10 کو لیتے ہیں' یہ زیر التواء ہے'گزشتہ روز وقت ختم ہو گیا تھا اب ہم اس کو لیتے ہیں۔

جناب ضیاء اللہ خان بنگش: جناب والا! میری ایک تحریک التوائے کار ہے اس کا نمبر12 ہے۔ وہ زیادہ ضروری ہے کیونکہ وہ ڈاکٹروں کے بارے میں ہے اور 30 تاریخ کو ان کا فیصلہ ہو جائے گا۔ تو میں آپ سے گزارش کروں کہ وہ تحریک التوائے کار لے لی جائے۔

جناب سپیکر: یہ ترتیب تو ایوان توڑ سکتا ہے۔ ابھی گورداسپوری صاحب کی تحریک التوائے کار کو

لیتے ہیں پھر اس کے بعد دیکھتے ہیں۔

جناب ضیاء اللہ بنگش: شکریہ جناب والا! مگر اس کے بعد اس کی اہمیت ختم ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: اسلم گورداسپوری صاحب آپ اپنی تحریک پیش کر چکے ہیں؟

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جی۔ میں پیش کر چکا ہوں اور وزیر موصوف بھی بیان دے چکے ہیں۔ میرے قیاس کے مطابق اس دن اس وقت جو سپیکر موجود تھے انہوں نے اس سے اتفاق نہیں کیا تھا اور وقت ختم ہونے پر انہوں نے اس تحریک کو موخر کر دیا تھا۔

وزیر مال (جناب محمد ارشد خاں لودھی): جناب سپیکر! اس مسئلے پر میرے فاضل دوست کو شاید کوئی غلط فہمی ہوئی ہے میں نے اس تحریک پر قانونی اعتراض کیا تھا ابھی اس پر فیصلہ ہونا تھا کہ تحریک التوائے کار کے لئے وقت ختم ہو گیا تھا۔ میرا قانونی اعتراض اس تحریک پر یہ تھا اور اس سلسلے میں میں نے رول 67 کا حوالہ دیا تھا اور یہ گزارش کی تھی کہ تحریک التوائے کار میں single specific matter ہونا چاہیئے' لیکن اس تحریک التوائے کار میں single specific matter نہیں ہے بلکہ اس میں تین مسئلے ہیں' اس لئے اس کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ اس پر ابھی فیصلہ ہونا تھا ابھی جناب سپیکر نے اپنا فیصلہ دینا تھا کہ وقت ختم ہو گیا تھا۔

سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں بحالی کے کام میں حکومت کی ناکامی

جناب سپیکر: اس پر آپ مزید کچھ فرمانا چاہیں گے' آپ میری معلومات کے لئے کچھ فرما دیں کیونکہ میں نے آپ کا جواب نہیں سنا۔

وزیر مال: جناب سپیکر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ معزز رکن نے یہ تحریک التوائے کار جو ایوان میں پیش کی ہے۔ اگر آپ اس میں نظر دوڑائیں تو پہلے نمبر پر انہوں نے یہ کہا ہے کہ ان کے حلقے میں سیلاب کی بہت تباہ کاریاں ہوئی ہیں اور لوگ ابھی تک بغیر چھتوں کے بیٹھے ہوئے ہیں اور انہیں کچھ نہیں ملا اور وہ لوگ سردیوں میں اپنی زندگی بڑی مشکل سے گزار رہے ہیں اور حکومت نے ان کے لئے کچھ نہیں کیا۔ دوسری بات انہوں نے اپنی تحریک میں یہ کی ہے کہ سیلابی فنڈز کو انتخابی فنڈز میں تبدیل کر کے اپنے امیدواروں کو لاکھوں روپے دے دیئے جو وہ خورد برد کر گئے۔ تیسری بات یہ کی گئی کہ آج تک پل ٹوٹے ہوئے ہیں سڑکیں شکستہ حال ہیں' سیلاب کی وجہ سے تمام نظام بجلی' پانی' گیس

درہم برہم ہو گیا ہے اور لوگوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ جناب سپیکر اس سلسلے میں آپ کی توجہ رول 67 (بی) کی طرف مبذول کرواؤں گا۔

67 (b) The motion shall relate to a single specific matter of recent occurrence.

تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں تو اس تحریک التوائے کار کا جواب دینا چاہتا ہوں اور حکومت پنجاب نے سیلاب کے دنوں میں جس طرح سے خدمت کی ہے لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں اور لوگوں کو اس کا علم بھی ہے۔ کوئی آدمی آج تک کسی کیمپ میں یا کسی سڑک پر نہیں بیٹھا اور نہ ہی کوئی بغیر چھت کے ہے۔ بلکہ ہم نے اپنے وسائل کے مطابق سیلاب کے دنوں میں جو کام کیا ہے لوگ اس کے متعلق جانتے ہیں۔ بلکہ ہم نے تو دو کام بیک وقت کئے ہیں۔ ہم نے اس وقت لوگوں کی آباد کاری کے لئے کام بھی کیا اور الیکشن بھی لڑا ہے۔ لیکن اس تحریک التوائے کار کو ایک single specific matter ہونا چاہیے تاکہ میں اس کا تفصیلی جواب دے سکوں۔ کیونکہ اس تحریک التوائے کار کا پہلا حصہ relief سے متعلق ہے۔ دوسرا حصہ زکواۃ فنڈز سے متعلق ہے۔ تیسرا حصہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کے متعلق ہے۔ لہذا میں تو اس کو High Light کرنا چاہتا ہوں لیکن جناب سپیکر! پہلے آپ اس تحریک پر اپنا فیصلہ دے دیں کہ یہ specific matter ہے یا نہیں ہے۔ چونکہ زکواۃ کا محکمہ ایک علیحدہ محکمہ ہے۔ مواصلات و تعمیرات کا علیحدہ محکمہ ہے۔ relief کے لئے ایک علیحدہ محکمہ ہے۔ اس لئے اس کا جواب میں نے علیحدہ علیحدہ دینا ہے؟ یا کس طرح سے دینا ہے؟ میں قواعد و ضوابط کے مطابق بات کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اپنے دوست کی اطلاع کے لئے میں یہ عرض کر دوں کہ اتنی بڑی تباہی پر پنجاب گورنمنٹ نے اتنا بڑا کام کیا ہے جو آج تک کسی گورنمنٹ نے نہیں کیا۔

جناب سپیکر: جناب گورداسپوری صاحب۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب سپیکر۔

ان کی ضد ہے کہ زلف سے رشتہ نہیں رخسار کا

وہ کہتے ہیں کہ میری قرارداد' میری تحریک التوائے کار متضاد ہے۔ میں آپ کی دانش پر اور آپ کی دانست پر چھوڑتا ہوں۔ میں نے تو بات کی ہے کہ سیلاب آیا اور گھروں کو بہا کر لے گیا۔ اس سے پل ٹوٹے اس سے سڑکیں ٹوٹیں' سوئی گیس کا نظام معطل ہوا۔ بجلی کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ راستے ٹوٹ گئے ویران ہو گئے اور اس کے ساتھ میں نے کہا فنڈز جو کہ سیلاب سے متعلقہ بات ہے۔ آخر فنڈ کیوں بنایا گیا؟ کوئی سیلاب آیا تو فنڈ آیا؟ اگر فنڈ غیر متعلقہ ہے تو پھر فنڈز کیوں قائم کیا گیا اور یہ بات میں

نے اس لئے ساتھ رکھی کیونکہ یہ سیلاب سے مطابقت رکھتی ہے اس لئے میری تحریک میں کوئی بات غیر متعلقہ نہیں ہے۔ اس لئے میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ اس پر مجھے بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس پر بات تو آپ فرما چکے' یہ تحریک التوائے کار آپ نے پیش کر لی۔ اب اگر یہ تحریک التوائے کار admit ہو گی تو اس پر تفصیل سے بات کرنے کا موقع آپ کو ملے گا۔ وزیر مال نے قواعد کے متعلق جو بات کی ہے کہ یہ single specific matter نہیں ہے جوکہ تحریک التوائے کار کے لئے single specific matter ہونا شرط ہے۔ اس بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ single matter ہے ایک ہی مسئلہ ہے اور وہ سیلاب کا ہے۔ کیونکہ یہ پل آخر میں نے تو نہیں توڑے' پل سیلاب نے توڑے ہیں۔ اگر یہ سیلاب نے توڑے ہیں تو پھر ایک ہی بات ہے۔ ایک ہی چیز ہے سیلاب کا آنا' پلوں کا ٹوٹنا' گھروں کا بہہ جانا' نظام درہم برہم ہو جانا اور فنڈز یہ سب ایک مسئلہ ہے اور اس میں کوئی چیز زائد نہیں ہے۔ کسی بات کو اس سے علیحدہ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا۔

جناب سپیکر: اس بات سے میرا اتفاق ہے کہ یہ ایک ہی مسئلہ ہے اور وہ سیلاب ہے اور سیلاب کی ہی یہ ساری تباہ کاریاں ہیں' سڑکوں کا ٹوٹنا' گھروں کا بہہ جانا' انسانوں کا بے گھر ہو جانا' یہ سب سیلاب کی تباہ کاریاں ہیں۔ اس پر اگر آپ کچھ فرمانا چاہیں تو میں اسے single specific matter سمجھتا ہوں۔

وزیر مال: جناب سپیکر اگر آپ اسے single specific matter سمجھتے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن مجھے اس کے لئے موقع دیں۔ میں نے تو خود یہ کہا ہے کہ میں تو اس پر بات کرنا چاہتا ہوں ______

جناب سپیکر: میں آپ کو موقع فراہم کر رہا ہوں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں آپ سے صرف یہ عرض کروں گا کہ آپ ان کی تحریک پر ذرا غور فرمائیں شاید آپ نے اس پر نظر نہیں دوڑائی۔ انہوں نے جو کچھ کہا ہے اس کے مطابق پہلا حصہ تو ٹھیک ہے۔ دوسرے حصے میں انہوں نے کہا ہے کہ حکومت پنجاب نے بڑی بے حسی کے ساتھ سیلابی فنڈ کو انتخابی فنڈ میں تبدیل کر کے اپنے امیدواروں کو لاکھوں روپے دے دیا جو وہ خورد برد کر

گئے۔ پہلے تو میں نے ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا ہے کہ سیلابی فنڈ کوئی فنڈ نہیں تھا اور ہم نے کسی کو سیلاب فنڈ نہیں دیا۔ اگر حکومت نے کچھ دیا ہے تو زکواۃ فنڈ سے ان مستحقین کو دیا ہے۔ ان کا محکمہ تھا انہوں نے فہرستیں بنائیں اور انہوں نے ہی اسے تقسیم کیا یعنی اس کا اسی محکمے سے تعلق ہے۔ اب جناب سپیکر اگر اس کا جواب دینا ہے تو پھر زکواۃ کے وزیر نے دینا ہے' کیونکہ یہ ایک علیحدہ معاملہ ہے۔ یہ اس مسئلے کو سیاسی رنگ دینا چاہتے ہیں۔ اگر یہ ایسا کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ایک علیحدہ تحریک التوائے کار دیں ہم اس پر بتائیں گے کہ ہم نے غریبوں کے لئے کیا کیا لیکن مرکزی حکومت نے اس پر کیوں پابندی لگائی۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ابھی تک لاکھوں لوگ کھلے آسمان کے نیچے پڑے ہیں اور وہ حکومت کی طرف امید لگائے بیٹھے ہیں کہ ہمیں کچھ امداد ملتی ہے یا نہیں۔ لیکن اگر یہ فنڈ بند کیا ہے تو اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔ بند کیا ہے تو مرکزی حکومت نے بند کیا ہے اس لئے یہ مرکزی حکومت کا مسئلہ ہے۔ اگر وہ یہ فنڈز کھول دیں گے تو انشاء اللہ ہم ان مستحقین کو جہاں تباہ کاریاں ہوئی ہیں ان کی مدد کریں گے اور میں اپنے دوست کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے حلقہ انتخاب میں جو شاہدرہ ہے وہاں پر 56 لاکھ روپے تقسیم ہو چکے ہیں۔ اگر اسے انتخابی مہم کا حصہ بنانا ہوتا اور اگر اس کا کوئی اثر ہونا ہوتا تو میرے دوست جیت کر آج اس ہاؤس میں نہ بیٹھتے۔ یہ بات نہیں ہے۔ گورنمنٹ بیک وقت دو کام کر رہی تھی۔ گورنمنٹ انتخابات میں بھی حصہ لے رہی تھی اور لوگوں کی اشک شوئی بھی کر رہی تھی۔ اگر یہ اس کو سیاسی رنگ دینا چاہتے ہیں تو میں بھی بتانا چاہتا ہوں ـــــــ

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! باقی صرف آدھا گھنٹہ ہے۔ دوسری تحریک التوائے کار بھی بہت اہم ہیں۔ میں وزیر صاحب سے درخواست کروں گا کہ آپ نے اپنا نقطہ نظر بھی تھوڑا سا بیان کریں۔

جناب سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ اس میں مجھے وزیر مال اور آپ کی آراء میں کوئی فرق نظر نہیں آیا۔ آپ بھی اور گورداسپوری صاحب بھی اسے بڑی اہمیت کا حامل مسئلہ سمجھتے ہیں اور وزیر مال بھی اس کو بڑی اہمیت دے رہے ہیں اور میں ذاتی طور پر بھی اس کو بے حد اہمیت کا حامل مسئلہ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ ایک بہت ہی انسانی مسئلہ ہے اور بلاشبہ اس سخت سردی میں انسان بغیر چھتوں کے سو رہے ہیں اور بے حد تکلیف اور کرب میں مبتلا ہیں اور مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے ان کی آباد کاری کے لئے کچھ فنڈز دیئے اور اس کے بعد وہ فنڈز رک گئے اور یہ میرے ذاتی علم میں ہے

اب وہ فنڈز ان کو نہیں مل رہے۔ اس کو ہمارے فاضل رکن agitate کرنا چاہتے ہیں کہ پنجاب گورنمنٹ ان کی آباد کاری کے لئے کچھ نہیں کر رہی۔ پنجاب گورنمنٹ کا یہ موقف ہے کہ جو فنڈز ہم نے دیئے تھے یہ زکواۃ فنڈ سے دیئے گئے تھے اور یہ زکواۃ فنڈ مرکزی حکومت نے روک دیا ہے۔ اس لئے ان کے چیک اب کیش نہیں ہو رہے۔ تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔ جناب ریونیو منسٹر، آپ کو کوئی اعتراض ہے؟ اس کو یہاں زیر بحث لایا جانا چاہیئے۔ اس کو determine ہونا چاہیئے۔ یہ ایک انسانی مسئلہ ہے۔ یہ determine ہونا چاہیے کہ ان کی آباد کاری کا کون ذمہ دار ہے؟ اور اس کی آباد کاری روکنے کا کون ذمہ دار ہے؟

وزیر مال: مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے؟

جناب سپیکر: تو آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہے ـــــــ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ "اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرا حلقہ پی پی 116 شاہدرہ براہ راست سیلاب کی زد میں آیا تھا جہاں ہزاروں گھر سیلاب کی تباہ کاری کا نشانہ بن گئے تھے۔ وہاں لوگ ابھی تک سڑکوں کے کنارے بے یار و مددگار بیٹھے ہیں۔ ہزاروں لوگ بغیر چھت کے سردیوں میں زندگی گزار رہے ہیں۔ حکومت نے ان کی آباد کاری کے لئے ابھی تک کچھ نہیں کیا۔ حکومت نے بے حسی کے ساتھ سیلابی فنڈ کو انتخابی فنڈ میں تبدیل کر کے اپنے امیدواروں کو لاکھوں روپے دے دیئے۔ جو وہ خورد برد کر گئے۔ پل آج تک ٹوٹے پڑے ہیں۔ سڑکیں شکستہ حال ہیں۔ سیلاب کی وجہ سے گیس، بجلی اور پانی کا تمام نظام درہم برہم پڑا ہے۔ لوگوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ میری تحریک التوا کا جلد از جلد وقت مقرر کر کے اس کو منظور فرمایا جائے۔"

میں اسلم گورداسپوری صاحب کی یہ تحریک التوائے کار باضابطہ قرار دیتا ہوں۔ اس پر ہاؤس کی رائے ہے کہ اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے اس کے لئے وقت مقرر کیا جائے۔ تو آپ سب کو اس پہ اتفاق ہے لہذا یہ با اتفاق رائے منظور کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) آپ کون سا وقت چاہیں گے کہ اس کے لئے مقرر کیا جائے؟ کل نہیں ہو سکے گا، آج کا کوئی وقت مقرر ہو سکتا ہے۔ اگر آپ سب لوگ تیار ہوں تو اس کو دو بجے کے بعد لے لیا جائے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: رات کا وقت رکھ لیں یا کل صبح کر لیں۔

جناب سپیکر: ہاؤس کے prorogue ہونے کے لئے گورنر صاحب کے احکامات ان کے پاس ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: انہی کے مشورہ پر ہی prorogue ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جو بات قابل عمل ہو ہمیں وہ کرنی چاہیئے۔

میاں منظور احمد موہل: میں اس میں یہ گزارش کروں گا کہ ساڑھے پانچ بجے کا اجلاس بلا لیں۔ رات بارہ بجے تک تو آج کا دن ہی متصور ہو گا۔ دو بجے کے اجلاس کو طول دینا نا ممکن ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ صاحبان ساڑھے پانچ بجے آ جائیں گے؟ مجھے بھروسہ نہیں کہ ساڑھے پانچ بجے لوگ آئیں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! یہ صوبائی اہمیت کا مسئلہ ہے۔ آپ نے خود یہ فرمایا ہے اور جو لوگ اس کو اہم سمجھتے ہیں وہ ضرور آئیں گے اور ان لوگوں کو آنا چاہیئے جو اس کو اہم سمجھتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں دیکھ رہا ہوں کہ سرکاری بنچوں کی طرف سے بھی اور اپوزیشن کی طرف سے بھی۔ ساڑھے پانچ بجے آنے پر کوئی آمادہ نہیں ہے۔ تو میں اس کو دو بجے کے بعد ــــــ

سردار نصراللہ خاں دریشک: جناب والا! لگتا ہے رانا صاحب نے اپنے دوستوں کو سمجھایا ہے کہ "کوئی ایسا چکر چلاؤ کہ جو میں نے دو بجے کھانے کا وقت مقرر کیا ہے کس طریقے سے کھانے کی بچت ہو جائے" اس طریقے سے ان کی جان نہیں چھوٹ سکتی۔ دو بجے تو ہم نے رانا صاحب کے کھانے پہ جانا ہے۔

رانا پھول محمد خاں: جناب والا! یہ سیلاب کا مسئلہ ہے۔ ساڑھے پانچ بجے ہم سب آ جائیں گے۔ اس صوبے کے سیلاب زدہ لوگ مر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کالا باغ ڈیم کا مسئلہ بھی ضروری ہے۔ آپ شام کا وقت رکھ لیں۔

جناب سپیکر: شام کو آپ آ جائیں گے؟ ــــــ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

رانا شوکت محمود: جناب والا! میں یہ عرض کرنے لگا تھا کہ سازش میرے کھانے کے خلاف لگ رہی تھی۔ ساڑھے پانچ بجے رکھ لیں۔

جناب سپیکر: تو ٹھیک ہے ساڑھے پانچ بجے رکھ لیتے ہیں۔

سردار عاشق حسن گوپانگ: جناب سپیکر! اگر آپ اجلاس ساڑھے پانچ بجے رکھ رہے ہیں تو

اس میں اگر کالا باغ ڈیم پر بھی بحث کر لیں تو اچھی بات ہو گی۔ دونوں مسئلے بڑے اہم ہیں۔ وہ بھی ہو جائیں۔

جناب سپیکر: ساڑھے پانچ بجے جب ہم اس تحریک التوائے کار پر بحث کرنے کے لئے یہاں اکٹھے ہوں گے تو اس وقت آپ تحریک پیش کیجئے اگر ہاؤس اتفاق کرے گا تو میں اجازت دے دوں گا ـــــ تو ساڑھے پانچ بجے ہم دوبارہ اس تحریک التوائے کار پر بحث کے لئے اکٹھے ہوں گے۔ اس کے لئے میں سردست ایک گھنٹے کا وقت مقرر کرتا ہوں۔ ضرورت ہوئی تو بڑھا لیں گے۔ یہ تحریک ہائے التوائے کار رولز کے مطابق take up نہیں ہو سکتیں۔ جب ایک تحریک التوائے کار admit ہو جاتی ہے تو پھر دوسری تحریک التوائے کار take up نہیں ہو سکتی' اس کو آپ دیکھیں' اس پر پہلے پچھلی اسمبلی میں کافی بحث ہو چکی ہے' جب ایک تحریک التوائے کار in order ہوتی ہے اور admit ہو جاتی ہے تو پھر اس کے بعد باقی تحریک التوائے کار take up نہیں ہوتیں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش: جناب والا! میں ان ڈاکٹر صاحبان کے مسائل وزیر صحت کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر بنگش صاحب یہ تحریک التوائے کار رولز کے مطابق take up نہیں ہو سکتی۔

DR. ZIAULLAH BANGASH: Sir, I know that it is not according to the rules, but some thing is very important. It is a question pertaining to four thousands Doctors.

جناب سپیکر: جی! موہل صاحب۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! آپ کی رولنگ بالکل جائز ہے جب ایک تحریک التوائے کار باضابطہ قرار دے کر منظور کر دی جائے تو پھر اس کے بعد ہاؤس میں کوئی تحریک التواء پیش نہیں ہو سکتی۔ لیکن جناب والا! urgency of the matter. تقاضہ کرتی ہے' ہم نے پہلے بھی اس مسئلہ پر کہا تھا' کیونکہ قانون سازی پر بھی دونوں طرف سے افہام و تفہیم ہو گئی ہے۔ وہاں بھی زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ تو میں یہی کہوں گا کہ جس طرح آپ نے صبح ہمیں وقفہ سوالات میں کچھ وقت دے دیا تھا تو یہاں بھی آپ قاعدہ 202 کے تحت اسے معطل کرتے ہوئے وقت دے سکتے ہیں' کیونکہ اگر آج اجلاس آگے چلنا ہوتا تو پھر تو کوئی بات نہیں تھی۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

وزیر قانون: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ آج شام کو بھی اجلاس رکھا جا چکا ہے' جناب قائد حزب اختلاف کی طرف سے کھانا بھی ہے۔ اس کے علاوہ بنگش صاحب کا معاملہ واقعی نہایت اہمیت کا حامل ہے تو میں جناب وزیر صحت کی خدمت میں اور جناب ڈاکٹر بنگش صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ جونہی یہ اجلاس ختم ہوتا ہے تو آپس میں بیٹھ کر اس مسئلہ کے بارے میں کوئی بات کر لیں اور وہ گورنمنٹ کو اپنا نقطہ نظر بتا دیں تو اس طریقے سے اس معاملے کو حل کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: معاملے کو طے کر لیں۔

جناب وزیر قانون: جی ہاں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میری استدعا ہے کہ اس تحریک کو کم از کم read out کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں یہ تو رولز کو معطل کر کے ہی read out ہو سکتی ہے۔ قواعد کی معطلی کے لئے آپ کو معلوم ہے کہ اس پر ہاؤس کی رضامندی ضروری ہے۔

جناب منظور احمد موہل: جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ آپ زیادہ نہ لیں' تحریک التوا نمبر 29 جو سلمان تاثیر صاحب' ڈپٹی لیڈر آف دی ہاؤس کی ہے' وہ بڑی اہمیت کی حامل ہے' بس آپ ایک کی اجازت دے دیں۔ اس کے بعد باقی کا جو مسئلہ ہے وہ discuss کر لیں گے۔ ان کے چیمبر میں discuss کر لیں گے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں اور اس طرح سے یہ افہام و تفہیم کی فضا پیدا ہو رہی ہے اور یہ اچھی بات ہے۔

جناب سپیکر: لیکن تحریک التوائے کار کے بارے میں قواعد کو معطل کرنے کی کچھ زیادہ روایت نہیں ہے۔

جناب منظور احمد موہل: وہ تو ٹھیک ہے I agree with you. پریکٹس تو نہیں ہے لیکن جناب والا صورت حال کے مطابق اور موقع کی مناسبت سے میری اپیل یہی ہے۔

جناب سپیکر: لیکن ابھی سرکاری بنچز کچھ قانون سازی بھی کرنا چاہتے ہیں اور یہ آپ کے علم میں ہے۔ اس وقت ایک بج کر پندرہ منٹ ہو چکے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! قواعد کو معطل کرنے کی زیادہ یہاں پریکٹس نہیں رہی تو

میرا خیال ہے کہ ـــــــ

جناب سپیکر: راہی صاحب! میں نے تحریک التوائے کار کے بارے میں بات کی ہے کہ تحریک التوائے کار کے سلسلے میں قواعد کو معطل کرنے کی روایت زیادہ نہیں رہی۔

جناب فضل حسین راہی: چلیں! یہ ایک ہی تو قاعدہ بچا ہو گا جہاں زیادہ پریکٹس نہیں رہی ہو گی۔ باقی تو سب جگہ پر قواعد معطل ہوئے ہیں۔ چلیں چھوڑیں اس کو بھی پیش کر دیں' کیا ہے یہ ایک تحریک پیش کروا لیں یہ بڑی اہم ہے۔

جناب سپیکر: اگر ہاؤس کو اتفاق ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی: اتفاق ہے جی کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر۔

جناب وزیر قانون: جناب والا! اس سلسلہ میں جیسے کہ پہلے طے ہوا ہے' یہ تحریک التوائے کار میرے پاس ہے۔ ابھی جب ہم اسمبلی کے اجلاس سے فارغ ہوتے ہیں' میں اور جناب سلیمان تاثیر صاحب بیٹھ کر اس معاملے کو sort out کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ پڑھنے کی جو صورت ہے اس کے لئے تو قواعد کو معطل کرنا ہو گا۔ پھر اس میں ایک بھی پڑھی جا سکتی ہے اور دو بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔ یہ ایک بات ہو گئی ہے اب آپ آپس میں ایک فیصلہ کر لیں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش: تو قواعد کو معطل کر دیجئے پہلے بھی تو ہوتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: حضور یہ ہاؤس نے فیصلہ کرنا ہے آپ بات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش: پہلے بھی تو قواعد معطل ہوتے رہے ہیں ایک آدھ مثال تو ہے آپ کے پاس۔

جناب سپیکر: ہاؤس تو تبھی اجازت دے گا جب سرکاری بنچوں سے یہ لوگ مانیں گے۔ آپ اس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش: میں آپ کی وساطت سے ان لوگوں سے استدعا کرتا ہوں کہ تحریک التوائے

کار نمبر 21 مجھے read out کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب وزیر قانون: جناب والا! قانون سازی جلدی سے کر لیں' اس کے بعد اگر ٹائم ہوا اور اگر ہمارے دوستوں نے چاہا تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے صرف پڑھنے کی حد تک یہ پڑھ لیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ پہلے قانون سازی کو take up کر لیں۔

مسودات قانون

جناب سپیکر: میاں صاحب یہ بات طے ہو گئی ہے سلمان تاثیر صاحب کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تو اب ہم قانون سازی کو take up کرتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب۔

مسودہ قانون (ترمیم) شہری غیر منقولہ جائیداد ٹیکس مصدرہ 1988ء

MINISTER FOR LAW: Sir, I move: -

"That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 1988, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once."

MR. SPEAKER: The motion moved is :-

"That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 1988, as reported by the special Committee, he taken into consideration at once."

نواب زادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر سر! عرض ہے کہ لاء منسٹر صاحب کے علم میں یہ نہیں ہے کہ اس قاعدے کی ترمیم جو ہے اس کی عبارت غلط لکھی گئی ہے اور It becomes a defective law. اور defective کی یہ ______ اگر آپ چاہتے ہیں تو میرے پاس ڈکشنری میں ہے۔ definition کی

.... buildings and lands the annual value of which does not exceed Rs. 10,000.00.

Annual Value تو کوئی ہوتی نہیں ہے اس لئے اس میں تھوڑا سا defect رہ گیا ہے اور یہ جو ترمیم اس ہاؤس میں پیش کی گئی ہے یہ defective ہے اور یہ واضح نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ کے پاس اس کا اصل متن ہے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل: نہیں یہ جو پیش کیا گیا ہے وہ میرے پاس ہے۔ اس کی جو ترمیم ہے

inverted commas کے اندر' اس کو آپ پڑھیں۔

جناب سپیکر: ترمیم تو پیش نہیں کی گئی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: نہیں جی یہ جو بل ہے یہ amending the rules ہے amending the bill تو اس کی عبارت ہی ٹھیک نہیں ہے۔ جناب والا . . .

The point of order is that it is a defective bill.

جناب سپیکر: آپ بتائیے کہ اس میں کہاں پر defect ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: میں بتا رہا ہوں' ادھر لکھا ہے کہ

.... the buildings and lands the annual value of which....

جناب سپیکر: یہ کہاں ہے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل: یہ آپ amandment section IV میں لیں' آئٹم نمبر 2 ہے۔ اس کا پہلے Preamble ہے پھر کلاز "ون" ہے پھر کلاز "ٹو" ہے۔ اس کے نیچے جو "ون" ہے۔

And this bill cannot be moved in the House with such things .... This is a bill. This cannot be put before the House.

(Interruption)

No this is not a question of increase of an amount. I would submit that this is not correct.

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب bill is introduced جس میں ترمیم ہے اس کے سیکشن 4 کو آپ refer کر رہے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: سیکشن 4 میں جو ترمیم ہے اس کے نیچے جو نمبر(I) ہے commas inverted میں لکھا ہے اس کی آپ phrase پڑھیں۔

A building and land ... annual value of which does not exceed Rs. 10,000.00

اس کا تو کوئی مطلب ہی نہیں بنتا۔ کسی چیز کی annual value تو نہیں ہوتی اس کی تو fixed value ہوتی ہے۔ سالانہ رینٹ ہو سکتا ہے۔ سالانہ انکم ہو سکتی ہے۔ annual value تو نہیں کہ ہر سال

قیمت لگائی جایا کرے گی۔ اس بل میں defect ہے آپ ذرا سن لیں۔ یہ دوبارہ پیش ہو گا۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب یہ کلاز "(2)" میں ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: کلاز (2) کے ذریعے سیکشن 4 میں جو ترمیم کرنا ہے اس کے نیچے جو substance/matter ہے مثلاً جو matter لایا جا رہا ہے اس میں defect ہے۔

جناب سپیکر: میرا مطلب یہ ہے کہ آپ کلاز (2) میں سمجھتے ہیں سقم ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: اس کلاز کے تحت جو قانون بنانا چاہ رہے ہیں وہ نہیں ہے

This bill is out of order and cannot be put before the House. It is defective.

جناب سپیکر: آپ میری عرض سنیں۔ آپ نقص کلاز 2 میں نکال رہے ہیں یا کلاز 1 میں نکال رہے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: کلاز 2 میں سقم ہے۔

جناب سپیکر: آپ کلاز 2 میں سقم نکال رہے ہیں۔ یہ اعتراض آپ کلاز 2 کے موقع پر کیجئے۔ جب کلاز 2 زیر غور آئے گی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! اس میں ترمیم نہیں رہی ہے۔ یہ تمام کا تمام بل اس کلاز پر انحصار کر رہا ہے۔ اس کو یہ لانا چاہتے ہیں۔ یہ بل کلی طور پر ناقص ہے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب آپ اس کے متعلق کچھ ارشاد فرمایا چاہیں گے؟ گل صاحب آپ کا اعتراض میں نے سن لیا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: میں اس کی قانونی حیثیت بیان کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب نواب زادہ صاحب کو اس کی قانونی حیثیت بتا لینے دی جائے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: This is a defective law.

completeness اور legal sufficiency کے لئے اس کے اندر جو الفاظ آنے تھے وہ رہ گئے ہیں۔

This is a defective law and therefore a defective law cannot be put before the House for consideration.

وزیر قانون صاحب اس کو واپس لیں اس کو refinish کر کے جو چیز رہ گئی ہے اس کو شامل کر کے

دوبارہ ہاؤس میں آئیں۔ اس سے فائدہ کی بجائے غریب آدمیوں کا نقصان ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: کاردار صاحب نواب زادہ صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پہ ایک قانونی نکتہ اٹھایا ہے ابھی اس پہ فیصلہ ہونے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ مجھے ضرورت ہوئی تو اپنی معاونت کے لئے میں آپ کو عرض کروں گا۔ وزیر قانون۔

وزیر قانون: جناب والا! یہ Urban Immovable Property Tax کے تحت annual value for purpose of tax جو assess کی جاتی ہے یہ Levy of Tax کا سیکشن (3) سب سیکشن 2 ہے جس کے مطابق annual value for purpose of tax ڈیپارٹمنٹ assess کرتا ہے۔

جناب سپیکر: کس کو آپ refer کر رہے ہیں؟

وزیر قانون: Urban Immovable Property Tax, 1958. یہ levy of tax کا سیکشن 3 سب سیکشن (2) ہے۔

جناب سپیکر: اس کا کون سا صفحہ ہے؟

وزیر قانون: صفحہ 146 ہے۔ اس کا سیکشن 3 سب سیکشن (2) ہے۔

Subject to the provisions of sub-section 3 & 4 there shall be levy charged and paid a tax on the annual value of the buildings and lands in rating areas at the rate of 20 percent of such annual value.

اس کے مطابق assessment کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب آپ اپنا نقطہ نظر ذرا دہرائے گا۔

وزیر قانون: Annual value for purpose of tax کی assessment کے لئے جو طریقہ کار محکمہ نے وضع کیا ہوا ہے وہ Urban Immovable Property Tax, 1958. کے ذریعے dictate ہوتا ہے۔ اس کا سیکشن (2) 3 ہے جس کے مطابق کام ہوتا ہے۔

Subject to provisions of sub-section 3 & 4 there shall be levy charged and paid a tax on the annual value of the buildings and lands in rating areas at the rate of 20 percent of such annual value.

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب کا جو اس میں اعتراض ہے اس کا کیا ہوا؟

چودھری محمد اعظم چیمہ : جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر: وزیر قانون کو اپنا نقطہ نظر ذرا elahorate فرما دیجئے۔

وزیر قانون : جناب والا! اگر وہ اس کا method چاہتے ہیں اس کا طریقہ کار کیا ہے تو میں عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ یہ بل جس طریقے سے پیش کیا جا رہا ہے یہ defective ہے اس کو زیر غور لانے کے لئے پیش نہیں ہونا چاہیئے۔

وزیر قانون : جناب والا اس کی assessment کا طریقہ کار میں نے عرض کر دیا ہے اس کا method سیکشن 5 میں آ جاتا ہے۔ جس طریقے سے ڈیپارٹمنٹ annual value کو assess کرتا ہے۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب آپ وزیر قانون صاحب کی بات کو سمجھے ہیں۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: If he can give the definition of annual value. If it is somewhere in the Bill I will be satisfied. Thank you.

میرے خیال میں annual value نہیں بلکہ annual rental value قسم کی کوئی چیز ہونی چاہیئے۔ میں نہیں جانتا ان سے پوچھ لیں۔ اگر یہ سیاسی طور پر پاس کرانا چاہتے ہیں تو کرا لیں۔ مجھے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ : جناب سپیکر! اس وقت جو بل جناب کے سامنے پیش ہے' اس میں انہوں نے annual value کے بارے میں اعتراض کیا ہے کہ اس میں annual value کا اصل مطلب نہیں آتا۔ جناب کی وساطت سے میری گزارش ہو گی کہ تخصیص کرایہ داری کے بارے میں جو ایکٹ ہے' اس میں ماہوار کرائے کی سارے سال کی calculation کی جاتی ہے۔ اس پر جو ٹیکس levy کیا جاتا ہے' اس term کو کرایہ داری زبان میں ٹیکس کی زبان میں annual value کہتے ہیں۔ جہاں تک اس ایکٹ کا تعلق ہے' اس میں annual value فرمایا ہے' انہوں نے ٹوٹل پراپرٹی کی value اپنے ذہن میں تصور کی ہے۔ حالانکہ levy tax میں سارے سال کی کرایہ داری کی valuation شمار ہو گی' اس پر جو ٹیکس محکمانہ طور پر لگے گا وہ جس value پر لگے گا' وہ کرایہ داری

زبان میں annual value تصور ہو گی۔ جو سیکشن 5 اور 4 کا حوالہ دیا گیا ہے' اس میں (C) 2 میں annual value کا بخوبی ذکر ہے۔ میں عرض کروں گا کہ اب ان کی سمجھ میں بات آ جائے گی۔ جناب موہل صاحب نے بھی انہیں سمجھا دیا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: annual rental value' جو ایک ہزار روپے یا آٹھ سو روپے ماہوار بنتی ہے۔ The word rental should be added to complete the phrase as such. جو قانون کی کتابوں میں لکھا ہے' اس کے مطابق عرض کر رہا ہوں۔

جناب محمد وصی ظفر: The Bill is in order. قانون سازی میں جو باقی معاملات ہوتے ہیں This relates to the interpretation. In the original Act it is so mentioned 'the annual value'. The amendment would be made like that.

یہ بل in order ہے۔ اس میں annual value ہی ہونا چاہیئے۔ and it is construed annual rental value, and how it is calculated, there is a formula in the law. The formula has been laid-down how the annual value is determined and what does it mean.

جناب سپیکر: تو اب یہ بات clear ہو گئی' نواب زادہ صاحب؟

نواب زادہ غضنفر علی گل: clear ہو گئی ہے۔

MR. SPEAKER: It is moved that:-

"The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 1988, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once.

There is one amendment in this portion. We take up this amendment moved by Mian Manzoor Ahmad Mohal, Sardar Sikandar Hayat Khan, Mr. Fazal Hussain Rahi, and Ch. Muhammad Shahnawaz Cheema.

Mian Manzoor Ahmad Mohal to move his amendment.

MIAN MANZOOR AHMAD MOHAL : I withdraw it.

جناب سپیکر: آپ اس کو withdraw کرتے ہیں۔ تو یہ سب کی طرف سے withdraw تصور ہو گی۔

چودھری عمر دراز خان: جناب والا! میں clarification چاہتا ہوں کہ جو رپورٹ پیش ہوئی ہے اس میں ترمیم ہنگامی قانون کے ذریعے اس حد تک کو تین ہزار دو سو چالیس روپے سے بڑھا کر دس ہزار آٹھ سو روپے کر دیا گیا ہے اور بیواؤں' یتیموں کے ساتھ معذور افراد بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔ جناب والا! میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ معذور افراد کی کوئی تعریف (definition) نہیں کی گئی۔ اگر یہ تعریف نہ کی گئی تو محکمہ اسے misuse کرے گا' جیسے ہم پہلے دیکھ چکے ہیں کہ ایک دفعہ معذور افراد کے لئے کاروں کی درآمد کی اجازت دی گئی تھی اور وہ misuse ہوئی۔ میرا اعتراض یہ ہے کہ معذور افراد کی تعریف کی جائے کہ وہ کون سے معذور افراد ہوں گے کہ جنہیں یہ رعایت ملے گی۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی تجویز ہو سکتی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس مرحلے پر آپ کوئی ترمیم لا سکتے ہیں اور اس پر اظہار خیال فرما سکتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: یہ بھی defective legislation کے زمرے میں آتی ہے کہ اس کی definition نہیں کی گئی کہ معذور کون ہیں۔

This also comes under the defective legislation.

جناب سپیکر: تو یہ ٹھیک ہو گیا۔ آپ نے اس کی نشان دہی کر دی۔

The motion moved and the question is :-

"The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 1988, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Clause - 2

Now, clause 2 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

Clause 2 do stand part of the Bill.

Clause - 3

Now, clause 3 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

Clause 3 do stand part of the Bill.

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جو لوگ اس کی مخالفت کر چکے ہیں' آپ انہیں تقریر کا حق نہیں دیں گے؟

جناب سپیکر: کس موقع پر؟

جناب فضل حسین راہی: پہلی خواندگی میں۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ بل پاس ہونے کے وقت آپ اس کی مخالفت کر کے اس پر بات کر سکتے ہیں۔ لیکن اس میں آپ کی ترمیم ہو تو۔

Now, clause 1 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

Clause 1 do stand part of the Bill.

آپ کو اپنی ترمیم پر بولنے کا حق تھا لیکن وہ آپ نے واپس لے لی ہے۔

جناب فضل حسین راہی: کیا آپ نے پوچھا تھا؟

جناب سپیکر: جی' میں نے پوچھا تھا۔

جناب فضل حسین راہی: میں نے کب کہا کہ میں واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موہل صاحب اور آپ سب صاحبان کی طرف سے ترمیم پیش کی گئی تھی۔ میاں منظور احمد موہل صاحب نے اس کو واپس لے لیا۔ میں نے آپ سے دریافت کیا کہ یہ سب کی طرف سے withdrawn تصور ہو گی تو آپ نہیں بولے۔ تو میں نے سمجھا الخاموشی' نیم رضا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! اگر ہم اب نہیں بولے' تو رانا صاحب کا حکم ہے کہ آپ نے اس پر نہیں بولنا' ختم ہے۔

جناب سپیکر: تو پھر ٹھیک ہے۔ یہ بات طے ہو گئی تو آپ اس کو مانیئے گا۔

جناب فضل حسین راہی: ٹھیک ہے۔ ہم احترام کرتے ہیں۔

PREAMBE

Now, the Preambe of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is :-

"The the Preamble of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

The Preamble do stand part of the Bill.

Long Title

Now, Long Title of the Bill is under consideration, Since there is no amendment in it, it becomes part of the Bill.

Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker, I move :-

"That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment_ Bill, 1988", be passed.

MR SPEAKER: The motion moved is :-

"That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 1988", be passed.

Now, the question is :-

"That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill, 1988", be passed.

(The motion was carried)

The Bill was passed unanimously.

مسودہ قانون (ادائیگی) بھتا خصوصی ملازمین پنجاب مصدرہ 1988ء

MINISTER FOR LAW: Mr. Speaker, I move :-

"That the Punjab Employees Special Allowance (Payment) Bill, 1988, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once.

MR SPEAKER : The motion moved is :-

"That the Punjab Employees Special Allowance (Payment) Bill, 1988, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once.

MR FAZAL HUSSAIN RAHI : Opposed.

MR SPEAKER : There is an amendment in this motion. This amendment is moved by Mian Manzoor Ahmed Mohal, Sardar Sikandar Hayat Khan, Mr Fazal Hussain Rahi and Ch Muhammad Shahnawaz Cheema. I would invite Mian Manzoor Ahmad Mohal to move his amendment please.

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر! اس میں رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے کہا تھا کیونکہ اس میں کارکنوں کی تنخواہیں بڑھائی گئی تھیں یہ ایک اچھی بات تھی اس میں ہم نے اتفاق کیا ہے۔ لیکن سزا والے باب میں جو بات تھی وہ ہم نے بڑھا دی ہے کیونکہ حکومت نے 6 ماہ کی سزا رکھی تھی ہم نے اس کو 9 ماہ کر دیا ہے انہوں نے ایک ہزار روپے جرمانہ رکھا تھا ہم نے 2 ہزار روپے رکھا ہے۔ کیونکہ ہم نے یہ افہام و تفہیم سے طے کی ہے اور اس میں مزدور طبقے اور چھوٹے ملازمین کی بہتری مقصود ہے۔ جو یہ الاؤنسز نہیں دیں گے اگر وہ خلاف ورزی کریں گے تو ان کا جرمانہ بڑھا دیا گیا ہے۔ اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ جب کلاز 9 آئے گی ہم اس وقت اس پر بول لیں گے۔

جناب سپیکر: کیا آپ اس ترمیم کو پیش نہیں کرنا چاہتے؟

میاں منظور احمد موہل: جی! درست ہے۔

جناب سپیکر: یہ سب کی طرف سے تصور ہوگی کہ آپ اس کو واپس لیتے ہیں۔

Now, the motion moved and the question is :-

"That the Punjab Employees Special Allowance (Payment) Bill, 1988, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Now, we take up the Bill caluse by clause.

Clause - 3

Now, clause 3 of the Bill is under consideration, Since there is no amendment, the question is:-

That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

Clause 3 do stand part of the Bill.

Clause - 4

Now, clause 4 of the Bill is under consideration, Since there is no amendment in it, the question is :-

The clause 4 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

Clause 4 do stand part of the Bill.

Clause - 5

Now clause 5 of the Bill is under consideration, Since there is no amendment in it, the question is :-

That clause 5 of Bill no stand part of Bill.

(The motion was carried)

Clause 5 do stand part of the Bill.

Clause - 6

Now, clause 6 of the Bill is under consideration, Since there is no amendment in it the question is:-

That clause 6 of the Bill do stand part of the bill

(The motion was carried)

Clause 6 do stnad part of the Bill.

Clause - 7

Now, clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

That clause 7 of the bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

Clause 7 do stand part of the Bill.

Clause - 8

Now, clause 8 of the bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That clause 8 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 8 do stand part of the Bill.

Clause - 9

Now, clause 9 of the Bill is under consideration.

Two amendments were received in it, one from Mian Manzoor Ahmad Mohal and the other jointly from the Law Minister and Mian Manzoor Ahmad Mohal. Mian Manzoor Ahmad Mohal has withdrawn his amendment and desired that the agreed amendment may be allowed to be moved. Who will move.

MIAN MANZOOR AHMAD MOHAL: Sir, I beg to move:-

"That is clause 9 of the Bill as reported by the Special Committee, for the words 6 months the words 9 months and for the words one thousand the words two thousands be substituted!!

MR SPEAKER: Minister for Law, have you any objection to this moving of the amendment by Mian Manzoor Ahmad Mohal. It is jointly moved by you and Mian Manzoor Ahmad Mohal.

MINISTER FOR LAW: I have no objection.

MR SPEAKER: You have no objection. The amendment moved is:-

"That is clause 9 of the Bill as reported by the Special Committee, for the words 6 months the words 9 months and for the words one thousand the words two thousands be substituted!!

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! اس میں میں تھوڑی سی وضاحت کر دیتا ہوں کہ حکومت نے جو بل دیا تھا اس میں 6 ماہ کی سفارش کی گئی تھی اور جرمانے کی حد ایک ہزار روپے کی رکھی تھی۔ جو مزدوروں کو الاؤنسز وغیرہ ملتے ہیں ان سے ٹھیک طرح سلوک نہیں کریں گے عدالت کو یہ اختیار دیا گیا تھا ہم نے چونکہ ایسے موقع پر یہ سوچا ہے کہ پنجاب میں غریب عوام کی اکثریت ہے اور غریب عوام کے حقوق کے لئے دونوں طرف سے اس ایوان میں پہنچے ہیں۔ اس لئے اس آجر کے لئے مزید سزا بڑھانی چاہیے۔ 6 کی بجائے ہم نے 9 ماہ کئے ہیں اور ایک ہزار روپے کی بجائے 2000 روپے ان کو سزا کے طور پر جرمانہ کیا ہے۔ اس لئے یہ مناسب ہے۔ یہ بات غریبوں کے لئے ٹھیک تھی انہوں نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

جناب سپیکر! آپ یہ فرماتے ہیں کہ اس پر حکومت کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے اس لئے ہم نے مشترکہ طور پیش کی ہے۔

Now, the question is:-

"That is clause 9 of the Bill as reported by the Special Committee, for the words 6 months the words 9 months and for the words one thousand the words two thousands be substituted!!

(The motion was carried)

The motion is unanimously carried.

Now, the question is

"That clause 9 of the Bill as amended do stand part of the Bill"

(The motion was carried) ✓

Clause 9 as amended unnimously, do stand part of the Bill.

Clause 10

Now, clause 10 of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment in it, the question is:-

"That clause 10 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 10 do stand part of the Bill,

Clause 11

Now, clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

That clause 11 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

Clause 11 do stnad part of the bill unanimiusly.

Clause - 2

Now, clause 2 of the Bill is under consideration. There are two amendments. Minister for Law and Parliamentary Affairs to move his amendment.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:-

"That for para (v) of sub-clause (f) of clause 2 of the Bill, as reported by the Special Committee, the following be substituted, namely:-

(v) any sum paid as bonus, house rent, medical allowance, conveyance allowance, travelling allowance or any other allowance."

MR SPEAKER: The amendment moved is:-

"That for para (v) of sub-clause(f) of clause 2 of the Bill, as reported by the Special Committee, the following be substituted, namely:-

(v) Any sum paid as bonus, house rent, medical allowance, conveyance allowance, travelling allowance or any other allowance."

No body is going to oppose this amendment.

Now the question is:-

"That for para (v) of sub-clause (f) of clause 2 of the bill, as reported by the Special Committee, the following the substituted, namely:-

(v) any sum paid as bonus, house rent, medical allowance, conveyance allowance, travelling allowance or any other allowance."

(The motion was carried unanimously)

MR SPEAKER: Another amendment has been received from Mian Manzoor Ahmad Mohal. Please move your amendment.

MIAN MANZOOR AHMAD MOHAL: No sir. I withdraw it.

MR SPEAKER: So you withdraw it. Now, the question is:-

> That clause 2 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 2 do stand part of the Bill.
Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since ther is no amendment in it, the question is:-

> That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

Clause 1 do stand part of the Bill.
Now, Preamble of the Bill is under consideraton. Since ther is no amendment in it, the question is:-
That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

The Preamble do stand part of the Bill.
Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, it becomes of the Bill.
Minister for Law, please.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:-

> "That the Punjab Employees Special Allowance (Payment) Bill, 1988, as reported by the Special committee, be passed.

MR SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Employees Special Allowance (Payment) Bill, 1988, as reported by the Special Committee, be passed.

(Not Opposed)

MR SPEAKER: The question is:-

"That the Punjab Employees Special Allowance (Payment) Bill, 1988, as reported by the Special Committee, as amended be passed

(The motion was carried)

The bill was (in amended form) passed by the House unanimously.

راجہ محمد خالد: جناب سپیکر! آپ کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہتا ہوں کہ 22 فروری 1988ء کو پنجاب اسمبلی سے متعلق فنانس کمیٹی نے آپ کو یہ اختیار دیا تھا کہ ہر بجٹ اجلاس پر اسمبلی ملازمین کو ایک ماہ کی تنخواہ بطور اعزازیہ دی جائے گی۔ کیا یہ درست ہے؟ اگر یہ درست ہے تو اس طور پر یقین دہانی کرائی جائے کہ اسمبلی ملازمین کو ایک ماہ کی تنخواہ ادا کی جائے گی۔

رانا پھول محمد خاں: جناب والا! میں بھی اس کمیٹی کا ممبر تھا اور جناب نے یہ منظور فرمایا تھا۔ یہ جناب کی صوابدید پر ہے۔ لیکن آپ کے عملے نے نہایت خوش اسلوبی سے اپنے فرائض سرانجام دیئے ہیں اور اس ہاؤس کی آپ سے درخواست ہے کہ ایک ماہ کی اعزازی تنخواہ عملے کو زائد دی جائے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! میں جو بات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پچھلی کمیٹی concern نہیں ہے کیونکہ پچھلی کمیٹی ختم ہو گئی ہے اب یہ نئی اسمبلی ہے۔ تو یہاں پر ہم اپوزیشن والے بھی اس بات کی پوری تائید کرتے ہیں۔ لیکن اب پچھلی کمیٹی کے reference کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خاں: وہ کمیٹی کالعدم قرار دی گئی ہے۔

میاں منظور احمد موہل: وہی میں عرض کر رہا ہوں کہ اس میں موجودہ ہاؤس بھی آپ کا ساتھ دیتا ہے اور ہم اس بات کی تائید کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں جناب فنانس منسٹر سے کہوں گا کہ وہ اس سلسلے میں اپنا نقطہ نظر بیان کریں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! یہ ہمیشہ ہوتا رہا ہے۔ لہٰذا ایک ماہ کی زائد تنخواہ دے دیں۔

وزیر خزانہ: جناب والا! بونس دینے پر میں اس ہاؤس کی رائے کا احترام کرتا ہوں اور ہاؤس کی رائے کی تعمیل کی جائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ تو پھر یہ اسمبلی کے ملازمین کو اس بجٹ اجلاس کے خاتمہ پر ایک مہینے کی زائد تنخواہ کا اعلان کیا جاتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور ابھی یہ نشست ختم terminate نہیں ہو گی۔ یہ نشست شام ساڑھے پانچ بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔ اس میں ایک بات یہ ہے کہ آپ صاحبان نے اس کو خود ہی ساڑھے پانچ بجے مقرر کیا ہے اس لئے اس میں آپ سب کا آنا بہت ضروری ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی ساڑھے پانچ بجے شام تک کے لئے ملتوی کی گئی)

شام کی نشست

صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیسرا اجلاس

بدھ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۸ء

(چہار شنبہ ۱۶ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ)

شام کی نشست

صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیسرا اجلاس

بدھ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۸ء

(چہار شنبہ ۱۲ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام 6 بج کر 15 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ

وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ

وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا

اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ

قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا

وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ سورۃ البقر آیات 285 - 286

رسول اس کتاب پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور مومن بھی۔ سب خدا پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم اس کے پیغمبروں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور وہ (خدا سے) عرض کرتے ہیں کہ ہم نے تیرا حکم سنا اور قبول کیا۔ اے پروردگار ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا برے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار اگر ہم سے بھول یا چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کیجیو اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو۔ اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب کر۔

وما علینا الالبلاغ

سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں بحالی کے کام میں حکومت کی ناکامی سے متعلق تحریک التوا پر بحث

میاں منظور احمد موھل: جناب والا وقت نوٹ فرما لیں۔ دو گھنٹے بحث چلے گی۔ اب 6:20 ہوئے ہیں۔ 8:20 تک اس تحریک التوائے کار پر بحث ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سپیکر نے اس تحریک التوائے کار کے لئے ایک گھنٹہ مقرر فرمایا تھا۔ اگر ضرورت پڑی تو اس میں توسیع کر لیں گے۔ جناب محمد اسلم گورداسپوری کی تحریک التواء ہے۔ اس پر جو دوست بولنا چاہیں وہ مجھے اپنے اپنے نام بھجوا دیں۔

شیخ محمد اقبال: جناب والا کالا باغ ڈیم کے متعلق بھی ایک تحریک ہے۔ اس کے متعلق اگر نام نہیں ہیں تو ہم وہ نام بھجوا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ہے۔ پہلے اس کے متعلق کارروائی ہو جائے۔ اسلم گورداسپوری صاحب آپ تحریک التوا پیش کریں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: میں جناب سپیکر کا بہت بہت شکرگزار ہوں کہ انہوں نے میری اس تحریک التوا کو منظور فرمایا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پہلے اس کو پیش کریں۔

میاں منظور احمد موھل: یہ تو بحث کے لئے وقت مقرر ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پہلے پیش ہو چکی ہے۔

میاں منظور احمد موھل: پیش ہو کر یہ بحث کے لئے وقت مقرر ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ گورداسپوری صاحب میں میاں منظور احمد موھل صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ رول 71 کے تحت یہ آپ کو پیش کرنی پڑے گی۔

"On a motion to adjourn for the purpose of discussing a definite matter of recent and urgent public importance, the only question that may be put shall be "That the Assembly do now adjourn", but no such question shall be put after the time for the discussion of the motion has expired."

MR. MUHAMMAD ASLAM GURDASPURI: Sir, I move
"That the Assembly do now adjourn"

MR. SPEAKER: Motion moved is:-
"That the Assembly do now adjourn"

جناب محمد اسلم گورداسپوری: میں جناب سپیکر کا بہت شکرگزار ہوں کہ انہوں نے میرے علاقے کے عوام کے ایک اہم ترین مسئلے پر میری تحریک التوا کو منظور فرمایا اور مجھے موقع فراہم کیا کہ میں اس معزز ہاؤس کے سامنے اپنے علاقے کے عوام کی صورت حال کو بیان کر سکوں۔

جناب سپیکر! میری اس تحریک التوا کا مضمون اور عنوان سیلاب تھا۔ یہ ایک بڑی دکھ بھر کہانی ہے۔ یہ محض ایک ایسا واقعہ نہیں ہے کہ سیلاب آگیا تھا اور لوگ سیلاب کی نذر ہو گئے۔ یا پانی آیا اور انہیں بہا کر لے گیا۔ اس کے پیچھے ایک بھیانک سازش تھی جو اس سیلاب سے زیادہ خوف ناک اور سیلاب سے زیادہ افسوس ناک تھی۔ پانی کسی کا گھر نہیں دیکھتا۔ وہ سوچ نہیں سکتا۔ سیلاب اڈ سکتا ہے کسی کو مارنے کی تدبیر نہیں کر سکتا۔ لیکن حضور والا! اس وقت کے حکمران طبقہ class نے مل کر سازش کی اور وہ سیلاب سے مارے ہوئے لوگ سیلاب سے نہیں مارے گئے یہ ہلاک کئے گئے ہیں۔ 26 ستمبر کو عوام چیخیں مارتے رہے کہ پانی تیزی سے گزر رہا ہے اور کالا خطائی بند کو توڑ دیا جائے۔ بند کو توڑنے کی اجازت نہ دی گئی۔

جناب سپیکر! یہ ایک عام فہم بات تھی کہ جب ہندوستان نے 18 گھنٹے پہلے حکومت پاکستان کو اطلاع دی کہ سیلاب آ رہا ہے اور پانی کے کیوسک تک بتا دیئے گئے اور اس وقت کی نگران حکومت نے کسی ایک شخص کو خبردار نہیں کیا۔ کسی ایک شخص کو خبر نہیں کی۔ کسی گھر کو، کسی آبادی کو، کسی گاؤں کو، کسی شہر کو۔ کسی محلے کو خبردار نہیں کیا اعلان تک نہیں کرایا اور صبح تک اخبار میں بھی نہیں دیا گیا۔ کوئی ایسی تدبیر نہ کی گئی کہ عوام سے گھر خالی کرا لئے جائیں۔ لوگ بے خبر سوئے رہے۔ رات کی تاریکی میں شہر لٹ گیا پھر شہر کے باسی جاگے۔

جناب سپیکر! پھر لوگوں نے مطالبے کئے کہ پانی چڑھ رہا ہے اور کالا خطائی کا بند توڑا جائے لیکن بند کو نہ توڑا گیا۔ یہ زبان زدہ عام قصہ ہے کہ کسی فیکٹری کو بچایا گیا۔ اس میں میرے ہاؤس کے معزز رکن کا نام آتا ہے۔ میں اس فیکٹری کا ذکر نہیں کرنا چاہتا۔ اس لئے جن کو ڈوبنا ہو وہ سفینوں میں ڈوب جاتے ہیں۔

جناب والا! حکمران طبقے نے، محلوں میں رہنے والوں نے، گلشنوں میں رہنے والوں نے، جن کے گھروں کے صحن باغات ہیں، انہوں نے اپنی دنیا بچانے کے لئے، اس دنیا کی تباہی کا انتخاب کیا جن کے

کچے گھر تھے کہ ان کو بہا دیا جائے۔ پانی کے لئے کوئی منصوبہ نہ بنایا گیا۔ کوئی تدبیر نہ کی گئی پانی کے لئے کوئی اسی تجویز نہ کی گئی کہ اس کی قوت میں اضافہ نہ ہو۔ اس کو نکاس دے دیا جائے۔ اسے نکاس نہ دیا گیا۔ اس کی قوت کو اکٹھا کر دیا گیا۔ بپھرے ہوئے پانی نے جب بہت زور سے بڑھنا شروع کیا تو بے تدبیری سے بند توڑے گئے اور رات کی تاریکی میں سوئے ہوئے لوگ پانی کی نذر ہو گئے۔ نہ ماں بیٹا سنبھال سکی' نہ بچے بچ سکے نہ بوڑھے بچ سکے نہ مال ڈنگر بچا۔ نہ گھر بچے۔ نہ فصلیں بچیں۔ نہ مکان بچے۔ نہ پل بچے نہ سڑکیں بچیں۔

جناب سپیکر! انسانوں کی بستیوں کے یہ حالات ہوتے ہیں۔ کیا حکومتیں اس طرح زندہ رہتی ہیں۔ قوم پر آفات آتی ہیں۔ جناب سپیکر! برے دن قوموں پر آیا کرتے ہیں۔ سیلاب آتے ہیں۔ زلزلے آ جاتے ہیں لیکن اس بے حسی کا کہیں عالم نہیں دیکھا گیا۔ آپ قوم کو تیار نہ کریں کسی کو گھر سے نہ نکالیں۔ اس وقت دنیا گواہ ہے کہ دو قومی جماعتیں ایک قومی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی اور ایک قومی فوج یہ دونوں سب سے پہلے محاذ پر پہنچیں۔ دونوں سب سے پہلے عوام کے پاس گئیں۔ انہوں نے عوام کی داد رسی کی۔ سوائے روٹی کے اور کچھ نہ پہنچایا جا سکا۔ تین دن تک پنجاب کی نگران حکومت بند سے غیر حاضر رہی۔ سیلاب کی طرف نہ گئی۔ کوئی شخص وہاں نہ پہنچ سکا۔ کوئی بتا دیا جائے کس طرف سے کس شکل میں تین دن تک حکومت نے کوئی جنبش کی ہو۔ حکومت نے کوئی کام کیا ہو۔ تین دن بے حسی میں گزر گئے۔ کسی نے کسی ایک گھر کو' ایک ایک شخص کو وہاں جا کر بچانے کی کوشش نہیں کی اور یہ ایک سازش کی گئی' اس لئے کہ انتخاب کا اعلان ہو چکا تھا۔ انتظار کیا گیا کہ بستیاں اجڑ جائیں' لوگ بہہ جائیں' سفینے غرق ہو جائیں تاکہ انتخابات کو ملتوی کرنے کا بہانہ ہاتھ آ جائے۔ یہ ایک بڑا شرم ناک اور انتہائی مجرمانہ فعل ہے جسے بخشا نہیں جا سکتا۔ جناب سپیکر! یہ جتنے بھی قومی غبن اور قومی ظلم ہوتے ہیں' ان کو شک کا فائدہ دے کر بری نہیں کیا جا سکتا اور نہ ان معاملات سے آنکھیں بند کی جا سکتی ہیں۔ سیلاب گزر چکا ہے۔ لیکن جو بھیانک ظلم ہوا ہے کسی نے آج تک اس کے ذمہ دار افراد سے باز پرس ہی نہیں کی۔ وہ ذمہ دار کون تھے؟ جناب سپیکر! وہاں لوگوں کی زندگیاں ہی نہیں گئیں بلکہ اس پورے علاقے کے عوام کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے۔ آج تک لوگ بے گھر بیٹھے ہیں۔ کسی گھر کی دیواریں نہیں۔ میں جب انتخابی مہم کے سلسلے میں وہاں جلسے کرتا تھا تو خود مجھے سٹیج سے اندر بیبیاں اور بچیاں نظر آیا کرتی تھیں۔ در و دیوار نہ تھے۔ معمولی پردے تھے جن کے پیچھے جوان بچیاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ لوگ روٹیاں پکا رہے ہیں' کپڑے دھو رہے ہیں' عورتیں نہا رہی ہیں' اور میں نے کہیں بھی حکومت کی کوئی ایجنسی نہیں دیکھی کہ جو وہاں موجود

ہو۔ جو انہیں کوئی ڈھارس ہی بندھا رہی ہو۔ جناب سپیکر! نوجوان بچیوں کا جہیز بہہ گیا۔ ہزاروں نوجوان بچیوں کا جہیز پانی کی نذر ہو گیا۔ وہ جہیز کون دے گا؟ جبکہ آج کا معاشرہ کتنا ظالم ہے کہ آج جہیز کو بچیوں کے ساتھ تولا جاتا ہے! ساری زندگی کی پونجیاں بہہ گئیں۔ مزدوروں نے ساری زندگیاں لگا کر اپنی بچیوں کے لئے کپڑے بنائے۔ کسی نے زیور جمع کیا۔ کسی نے گندم رکھی۔ کسی نے چاول رکھے۔ سب کچھ بہہ گیا۔ آج ان بچیوں کا کیا بنے گا؟ انہیں کون بیاہ لے جائے گا؟ ان کے لئے کیا کیا ہے؟ ان گھروں کے لئے کیا کیا گیا ہے؟ آج اس علاقے میں لوگ جس حالت میں بیٹھے ہیں' کیا وہ ہمارے لئے باعث عزت ہے؟ کس شکل میں ہم نے ووٹ مانگے؟ کس شکل میں ہم نے جا کر ان کے سامنے ہاتھ پھیلائے اور کس حالت میں انہوں نے ہمیں ووٹ دیئے؟ جس قسم کے وہاں مناظر دیکھے ہیں۔ میں بیان نہیں کر سکتا کہ کوئی غیرت مند آدمی گوارا نہیں کرتا کہ ان کی زندگی دکھ کر ان سے یہ توقع کی جائے کہ وہ اٹھ کر قوم کے لئے کچھ کرنے کو تیار ہوں گے جبکہ حکومت نے ان کے لئے کچھ نہ کیا ہو۔ جبکہ ان کے گھر سے نکلنے کے راستے بند تھے۔ ان کی گیس نہیں تھی' پانی نہیں تھا۔ ان کی بجلی بند تھی۔ آج بھی عباس نگر میں جا کر دیکھیں' بجلی نہیں ہے۔ آج بھی جا کر دیکھیں' برکت ٹاؤن کی پچھلی طرف بجلی نہیں ہے۔ جیل پارک میں بجلی نہیں ہے۔ اب تک یہ سیلاب کے اثرات ہیں۔ مریدکے کا پل اب تک ٹوٹا پڑا ہے۔ کس نے توڑا؟ کیوں توڑا گیا؟ ایک غلطی نے اتنی غلطیاں کرائیں کہ جب پہلا بند نہ توڑا گیا تو پھر تمام پل توڑنے پڑے۔ جتنے راستے میں پل تھے' توڑ دیئے۔ جتنی نہروں کے بند تھے' توڑ دیئے۔ نہروں کے کنارے توڑ دیئے اور وہ اب تک ویسے ہی پڑے ہیں اور اس علاقے کے ہزاروں لوگوں نے ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے قرضے لے کر مکان بنائے۔ اب تک وہ قرض معاف نہیں کئے گئے۔ ان کو نوٹس جاری کئے جا رہے ہیں اور حکومت نے اب تک کسی ترتیب سے کسی سکیم سے اعلان نہیں کیا کہ فلاں ہمارا مرکز ہے۔ جو وہاں آئیں ان کی چھان بین ہو۔ وہاں متاثرین کے لئے کوئی امدادی کیمپ' کوئی امدادی دفتر ہو کہ وہ وہاں جا کر اپنی بات بتائیں۔ ایک ایم پی اے جو اب منتخب ہوا ہے' میری پوزیشن اور ہے۔ میں حکومت کا نہیں ہوں۔ میں اپوزیشن کا ہوں۔ مجھے پتا ہی نہیں کہ کہاں فنڈز ہیں' کیا فنڈز ہیں' کہاں سے پوچھنا ہے' کس سے لینا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے ڈی سی سے ملاقات کی۔ ڈی سی صاحب نے مجھے کہا کہ 80 فیصد رقم خرچ ہو چکی ہے۔ 20 فی صد روک لی گئی ہے۔ 80 فی صد رقم کہاں گئی؟ اس وقت کی مرکز کی حکومت نے اعلان کیا کہ ہم نے سیلاب کے لئے اڑتیس کروڑ روپیہ دیا ہے۔ یہ ریکارڈ پر ہے۔ وہ مرکزی حکومت پیپلز پارٹی کی حکومت نہ تھی۔ اس حکومت نے اڑتیس کروڑ روپیہ دیا۔ نگران حکومت نے اڑتیس

کروڑ روپیہ وصول کیا اور اس اڑتیس کروڑ روپے میں سے اس علاقے میں اڑتیس لاکھ نہیں پہنچ سکے۔ انہوں نے ایک پروگرام بنایا کہ جو گھر برباد ہوئے ہیں' ان کو آٹھ ہزار روپیہ فی گھر دیں گے۔ جناب سپیکر! یہ معزز ایوان یہاں سے ایک کمیٹی تشکیل کر لے اور وہ میرے ساتھ چلے۔ اگر آٹھ سو گھروں کو بھی آٹھ ہزار روپیہ فی گھر دیا گیا ہے تو پھر میں جھوٹا ہوں۔ آٹھ سو گھروں کو آٹھ ہزار روپیہ بھی نہیں دیا اور کہتے ہیں کہ اڑتیس کروڑ روپیہ خرچ کر دیا! کہاں خرچ کر دیا؟ سیلاب میرے حلقے میں آیا' شاہدرہ میں آیا اور روپے بانٹے گئے گلبرگ میں۔ روپے بانٹے گئے گوجرانوالہ میں۔ روپے بانٹے گئے ہر حلقہ نیابت میں۔ جناب والا! یہ اڑتیس کروڑ کا حساب کون دے گا؟ یہ لوگ جو قوم کا سرمایہ کھا چکے' کیا یہ اسی طرح ہضم ہو جائے گا؟ ان سے کوئی حساب پوچھنے والا نہیں ہوگا؟ اور آج کہتے ہیں کہ یہ جو چیک دیئے گئے' یہ مرکزی حکومت' پیپلز پارٹی کی حکومت نے ان کی ادائیگی بند کر دی! نہیں جناب سپیکر! میں آپ کو اس واقعے سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ جس دن قومی اسمبلی کا انتخاب ہوا اس کے دوسرے دن ہی اسی مرکزی حکومت نے وہ فنڈ بند کیا اور انہوں نے چیک جاری کیے۔ ہزاروں لوگوں کو چیک دیئے۔ قرآن پر ہاتھ رکھ کر چیک دیئے کہ ووٹ ہمیں دینا۔ وہ جو سیلاب کا فنڈ تھا' اسے انتخاب کا فنڈ بنایا گیا اور اپنے عزیزوں کو دیا گیا۔ اپنے ساتھیوں کو دیا گیا۔ جو ہاتھ میں قرآن پکڑ کر ایک رات ہر گھر میں گئے کہ آؤ پیسے لو اور ووٹ دو۔ یہ سوداگری کی گئی۔ یہ تجارت کی گئی اور کہتے ہیں کہ وہ سیلاب فنڈ نہ تھا' زکواۃ فنڈز تھا۔ کوئی فنڈ تو تھا۔ جناب سپیکر! کیا اس فنڈ کا کوئی احتساب کیا جا سکتا ہے؟ کوئی حساب لیا جا سکتا ہے؟ میرے حلقے میں میرے ہی مدمقابل کو انتخاب سے دو دن پہلے پچاس لاکھ روپیہ دیا گیا۔ میں پوچھ سکتا ہوں کہ وہ فنڈ کس مد سے دیا تھا؟ وہ کون سی مدتھیں' جس میں سے ایک صوبائی حلقے کے امیدوار کو پچاس لاکھ روپیہ دیا گیا؟ اور وہ پورے حلقے میں اعلان کرتا پھرا کہ آؤ مجھ سے پیسے لو اور دو دن پیسے بانٹتا رہا اور پیسے بانٹنے کے باوجود ہار گیا۔ جناب سپیکر! اتنا بڑا دھوکہ! ایک تو لوگ لٹ گئے' ایک تو لوگوں کے گھر برباد ہو گئے' بچے مر گئے' بیٹیوں کے جہیز سیلاب میں بہہ گئے اور دوسرے اس فنڈ کے ساتھ تجارت کی گئی۔ میں آپ سے کہوں گا کہ بندہ نواز! اس پچاس لاکھ روپے کا حساب لیا جائے۔ کمیٹی تشکیل دی جائے۔ آپ حکم فرمائیں۔ کم از کم سیلاب فنڈ کا تو احتساب ہونا چاہیئے اور میں مرکز سے کہوں گا کہ وہ پیسے ضرور دے۔ لیکن جو پہلے دیئے گئے تھے' اس کا حساب لے اور وہ حساب دینا ہو گا۔ جناب سپیکر! یہ ایوان اسی لئے ہے کہ ہم قوم کے پیسے کی بات کریں۔ لوگوں کے مسائل کی بات کریں۔ لوگوں کے حقوق کی بات کریں اور اگر آپ کی وساطت سے اس ایوان سے عوام کے مسائل حل نہیں ہوتے۔ عوام کے پیسے کا حساب نہیں لایا جاتا تو جناب

سپیکر! آپ کے مرتبے کے ساتھ بھی انصاف نہیں۔ اس ایوان کے ساتھ بھی انصاف نہیں۔ اس کے بعد تو کوئی عدالت نہیں رہ جاتی جہاں جا کر کوئی اپنی بات کر سکے۔ یہ انتہائی افسوس ناک امر ہے کہ اس ملک کے غریب عوام کے ساتھ ہمیشہ ہی اس طرح فراڈ اور دھوکہ ہوتا رہا۔ جناب سپیکر!

خراب کیوں نہ ہو شہر دل کی آبادی
کہ ہمیشہ لوٹنے والے ہی اس دیار میں آئے

آخر اس رقم کو کس قانون کے تحت ہضم کر کے لوگ اپنے گھروں کو جائیں گے؟ یہ ایک ملک ہے۔ اس کا ایک آئین ہے' ایک قانون ہے کہ اس قانون سے کوئی بالاتر نہیں۔ کسی بھی آدمی کو' کسی بھی حکمران کو اتنی آزادی نہیں مل سکتی کہ وہ اپنی مرضی سے لوگوں میں روپے بانٹتا پھرے' دان کرتا پھرے۔ قومی دولت لوگوں کو دان کریں' لوگوں پر نوازشیں کریں اور کسی کا نام سیلاب فنڈ رکھا جائے' کسی کا نام گرانٹ رکھ دیا جائے۔ کسی کا نام ڈویلپمنٹ فنڈ رکھا جائے۔ جناب سپیکر! میں پورے معزز ایوان سے کہوں گا کہ اس معاملے میں میرا ساتھ دیا جائے۔ یہ مسئلہ مجھ اکیلے کا نہیں۔ پوری قوم کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر! یہ تحریک التواء نہیں' فریاد ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اس ملک کے تمام کھاتے پیتے لوگوں سے' با اثر لوگوں سے با حیثیت لوگوں سے' با حیثیت اداروں سے اور اس ایوان سے اور تمام لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ شاہدرہ کے مارے ہوئے سیلاب زدہ لوگوں کی' عذاب زدہ لوگوں کی مدد کے لئے اپنا دل کھول کر کوئی نیا طریقہ ایجاد کریں کہ ان کی مدد کی جا سکے۔

اس لئے حکومت فیل ہو چکی ہے۔ حکومت نے کچھ نہیں دیا۔ اگر اسمبلی کر سکتی ہو اور آپ مجھے حکم دیں کہ میں دو گھنٹے میں ہزاروں آدمی یہاں لا کر کھڑا کر دوں گا۔ آپ خود ان کو دیکھ سکیں گے ان میں عورتیں ہوں گی' مرد ہوں گے' بچے ہوں گے۔ خدا گواہ ہے اس وقت مجھے شرم آتی ہے جب دس پندرہ عورتیں میرے گھر آتی ہیں۔ میں تو بہت غریب آدمی ہوں میں ان کو کچھ نہیں دے سکتا۔ میرے دینے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ میری مدد سے ان کا پیٹ نہیں بھر سکتا۔ ان کی دیواریں کھڑی نہیں ہو سکتیں۔

جناب سپیکر! جن کے پاس دولت ہے ان کا خیال کہ راوی کے پل کے ٹھیکیدار کو لاکھوں روپے کی Rebate دے دی گئی ہے کہ ان کا سیلاب کی وجہ سے پل بند رہا۔ لیکن غریبوں کو کسی قسم کی سہولت نہ دی گئی۔ جناب سپیکر چاہیے تو یہ تھا کہ راوی کا ٹول ٹیکس ختم کر دیا جائے۔ آخر اس مقبرے نے کتنے پیسے لینے ہیں۔ اس کی کتنی لاگت تھی؟ کیا وہ ابھی تک پوری نہیں ہوئی؟ کیا اس پل

پر جو کچھ خرچ ہوا ہے ابھی تک پورا نہیں ہوا؟ اور اگر کوئی مجبوری ہے یا قومی مجبوری ہے اور اس کو ٹھیکے پر ضرور دینا ہے تو جناب کم از کم میرے حلقے کے لوگوں کا جو جو وہاں کے مکین ہیں اور مستقل مکین ہیں ان کو ٹول ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیں۔ ان کو یہ ٹیکس چھوڑ دیا جائے۔ ان کو بغیر کسی پیسے کے گذرنے دیا جائے۔ ان کے ہاؤس ٹیکس معاف کیا جائے' ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کے ٹیکس معاف کئے جائیں۔ ان کو قرضے دیئے جائیں۔ ان کو نئے قرضے جاری کئے جائیں' اگر ان کی داد فریاد نہ سنی گئی ان کی کوئی مدد نہ کی گئی تو ان کے نمائندے کے طور پر میں ان کی کوئی خدمت نہیں کروں گا۔ میں ان کا کوئی ساتھ نہیں دے رہا ہوں۔ میں ان کے کوئی وعدہ پورا نہیں کر رہا ہوں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ مہربانی فرما کر اس مسئلے کو ایک قومی مسئلہ جانیں اور اس کو بحث برائے بحث نہ بنایا جائے۔ اس پر پورا ایوان جو بھی بجٹ یہاں سے پاس کیا گیا ہے۔ اور وزیر اعلیٰ کے پاس جو فنڈ ہے اس میں خصوصی طور پر جو فنڈ ہے اس میں سے وہ زیادہ سے زیادہ حصہ سیلاب زدگان کو دیا جائے۔ ان کی مدد کی جائے۔ ان کے لئے کوئی نئی منصوبہ بندی کی جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب سپیکر میری ایک استدعا ہے کہ پہلی میٹنگ میں یہ طے ہوا تھا کہ اس تحریک کار کے لئے ایک گھنٹہ دیا جائے گا۔ دوسرے حزب اختلاف کے بھائیوں سے میری استدعا ہے اور میں ان سے یہ یقین دہانی بھی لینا چاہتا ہوں کہ اس تحریک التوائے کار کے بعد جس وقت کالا باغ ڈیم پر بات کرنے کا وقت آئے تو وہ اس وقت باہر نہ چلے جائیں۔ میں خاص طور پر میاں منظور احمد موہل صاحب یہاں پر تشریف فرما ہیں اور اس وقت وہ میرے خیال میں سب سے زیادہ سینئر ہیں' اگر وہ اس سلسلے میں کچھ فرما دیں تو ان کی بڑی مہربانی ہو گی۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر یہ اجلاس خاص طور پر تحریک التوائے کار کے لئے بلایا گیا تھا۔ جہاں تک کالا باغ ڈیم کا مسئلہ ہے آخر ہم بھی اس پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ ہم کوئی باہر سے نہیں آئے ہیں۔ ہمیں بھی پنجاب کا مفاد اسی طرح عزیز ہے جس طرح ان کو عزیز ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ ایک تحریک التوائے کار پر بحث کے لئے یہ ٹائم مقرر کیا گیا ہے اور سپیشل طور پر ہم نے یہ نشست منعقد کی ہے۔ کیا ہم کوئی اور معاملہ زیر بحث لا سکتے ہیں۔ یہ ایک قانونی نکتہ ہے۔ اس کا فیصلہ ہو گا اور ویسے بھی جو فیصلہ ہو گا ہم اس سے پورا تعاون کریں گے۔ ہم جانے کے لئے قطعاً تیار نہیں ہیں چاہے ہمیں رات کے بارہ بج جائیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! کسی نے یہ کہا ہے کہ :-

بھلی ہے یا بُری ہے رات کٹ جاتی ہے دونوں کی
فرق اتنا ہے کہ تم سوتے ہو ہم فریاد کرتے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر: گل صاحب ایک آپ اپنے ذہن میں رکھیں آپ کے لئے دس منٹ ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا میرے ذہن میں بہت سی باتیں رہتی ہیں۔ یہ ذہن تو باتیں رکھنے کے لئے بنا ہے۔ یہ خالی الذہن نہیں ہے۔ یہ حزب اختلاف کا ذہن ہے یہ مثبت ذہن ہے۔ یہ عوام کی قوتوں والا ذہن ہے۔ یہ جکڑے ہاتھوں والے لوگوں کا ذہن نہیں ہے یہ آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے لوگوں کا ذہن نہیں ہے۔ یہ اس قوم کے درد کا ذہن ہے اور میں نے جو شعر پڑھا ہے ایک پنجاب جو سو رہا ہے۔ ایک پنجاب جو فریاد کر رہا ہے۔ یہ پنجاب Battle جاری رہے گی۔ ان کے پنجاب کی اور میرے پنجاب کی۔ اور یہ سیلاب بھی اسی تناظر میں دیکھا جائے گا۔ لوہے اور کنکریٹ والے پنجاب کے تناظر میں اور کچھ گھروندوں میں۔ ایک پنجاب Air Condition میں سونے والوں' دوسرا پنجاب کمروں میں سونے والوں کا ہے۔ جن کی رضائیوں کے اندر بجلی لگی ہوتی ہے۔ دوسرا پنجاب کھلے آسمان کے تلے سونے والوں کا ہے۔ ایک طرف تو گھروں میں میاں بیوی کا بیڈ روم الگ ہے۔ بیٹی کا بیڈ روم الگ ہے۔ لڑکے کا بیڈ روم الگ ہے۔ نوکر کا الگ ہے۔ ڈرائیور کا الگ ہے اور خانساماں کا الگ ہے۔ اور دوسری طرف اس پنجاب میں ایک ہی کمرے میں میاں' بیوی' بیٹا' بیٹی' نابالغ بچے سبھی سوتے ہیں۔ یہ وہ تفریق اور فرق ہے' جناب والا! اس وقت سوچ قومی ہو' علاقائی سوچ نہ ہو اور محدود نہ ہو۔ دل میں درد ہونے کے لئے بڑا آدمی ہونا ضروری نہیں ہے۔

"بھری ہے درد کی دولت دلبری سے"

یہ اللہ کی دین ہے۔ اور جناب والا! سیلاب آیا اور میرے بھائی نے فرمایا کہ اس کی اطلاع بھی آئی ہم نے انتظام نہ کیا اور یہ علاقہ سیلاب سے بچ سکتا تھا۔ ہم نے اس بند کو بروقت نہ توڑا اس کے بعد جناب والا جب ہم نے توڑا تو جب اس کو توڑا تو اس کا رخ اس پنجاب کی طرف موڑا' انہوں نے اس کا رخ اپنے پنجاب کی طرف نہیں موڑنا تھا اس کا رخ لوہے اور کنکریٹ کے پنجاب کی طرف نہیں موڑنا تھا۔ اس کا رخ انہوں نے کچے گھروندے والے پنجاب کی طرف موڑنا تھا۔ اس لئے اگر پانی لوہے اور کنکریٹ کے اوپر سے گذر بھی جائے تو کہ کمرے رہتے ہیں۔ وہ سیمنٹ کے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اگر ان کے اوپر سے بھی پانی گذر جائے گا تو وہ پھر بھی محفوظ رہتے ہیں۔ ان کی کھڑکیاں Insulated ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ ایئرکنڈیشنڈ ہوتے ہیں۔ ان میں سے تو ہوا نکل نہیں سکتی۔ پانی کہاں

سے گذرے گا لیکن اس کا رخ اس طرف موڑ دیا گیا جو ہوا سے گر جانے والے مکان ہیں۔ اس پانی کو ادھر بہا دیا گیا جو خس و خاشاک کی طرح ان کچے گھروندوں کو بہا کر لے گیا۔ ایسا کیوں ہوا اس لئے کہ اس پنجاب میں کچھ لوگ زیادہ اہم ہیں۔ اور کچھ لوگ ان کی حیثیت کا اندازہ نہیں کرتے کیونکہ ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اور میں نے یہ اگلے روز کہا تھا کہ غریب آدمی کو پیدا نہیں ہونا چاہیے۔ اس لئے پیدا نہیں ہونا چاہیے کہ ایک تو آبادی پر دباؤ بڑھتا ہے۔ اور جب آبادی پر دباؤ بڑھتا ہے تو اس سے فی کس آمدنی کم ہوتی ہے۔ اس سے Demands بڑھتی ہیں اس سے اور بہتیرے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اور ہم نے جو پارکوں پر روپیہ خرچ کرنا ہوتا ہے ان کو بھی دینا پڑتا ہے۔ چڑیا گھر کو بھی خرچ دینا پڑتا ہے اور سرکاری پارکوں پر بھی خرچ کرنا پڑتا ہے۔ ہم کو تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان کو بھی کچھ دینا چاہیے۔ اس لئے غریب آدمی کو پیدا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ وہ اپنے لئے بھی مسائل پیدا کرتا ہے۔ اور دوسرے شریف آدمیوں سے ہر وقت مانگتا رہتا ہے کہ میرے پاس مکان نہیں ہے یہ مکان گر گیا ہے میرے پاس اپنی بیٹی کے لئے جہیز نہیں میں نے یہ دیکھا ہے کہ اگر ان کی منگنی ہوتی ہے تو اس سے ایسا لگتا ہے کہ اس سے تو چار شادیاں ہو جاتی ہیں۔ ادھر غریب کی بچی کے ہاتھ پیلے کرنے کے لئے وہ سوچ میں پیلے ہو جاتے ہیں۔ کہ اس کے ہاتھ پیلے کیسے کریں۔ تو اس کے لئے آپ کوئی ایسا انتظام کریں کہ اس کو پیدا ہی نہ ہونے دیں۔ اپنے لئے بھی مسائل پیدا نہ کریں اور اس ملک کے لئے بھی مسائل پیدا نہ کریں۔ اور روز جو ہم کہتے ہیں کہ غریبوں کو کچھ دو' یہ دو' یہ مسئلے ہیں۔ تو جناب والا! اگر پانی کھولنا تھا تو اس طرف کھولا جانا چاہیے تھا کہ نقصان کم ہو یا نقصان ہو ہی نہیں۔ پانی اس طرف کھولا گیا کہ پھر ہم دیکھتے رہے کہ پانی کیسے مکانوں کو گراتا ہے اور غریبوں کی لاشیں کیسے بہتی ہیں اور مال مویشی کیسے پانی میں بہہ جاتے ہیں۔ جناب والا! یہ حالات شاہدرہ میں بھی اور گجرات میں بھی ہوئے ہیں۔ دریائے چناب کے ساتھ ساتھ گجرات کے جو گاؤں ہیں ہیڈ مرالہ سے لے کر کھالہ چناب تک' وزیر آباد تک ان کے ساتھ جو ہوا ہے۔ تحصیل پھالیہ میں جو کچھ ہوا ہے۔ قادر آباد میں جو ہوا ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جن کے ساتھ ہوا ہے ــــــــــ

رانا پھول محمد خاں: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا۔ میرے خیال کے مطابق اور میری گنتی کے مطابق کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں یہ تمام ہاؤس نے فیصلہ کیا تھا کہ کورم کے سلسلہ میں نشاندہی نہیں کی جائے گی۔

رانا پھول محمد خاں: جناب والا! پہلے یہ فیصلہ ہاؤس میں کر لیں کہ کورم نہ ہو اور ہاؤس چلتا رہے۔

ایک معزز ممبر: جناب والا یہ لودھی صاحب نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی کورم کی صورت پیدا ہو تو Point Out نہ کریں۔

رانا پھول محمد خاں: جناب والا! میں پوائنٹ آؤٹ کرتا ہوں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: یہ ٹھیک ہے۔ اس لئے تو انہوں نے بولنا شروع کر دیا ہے یہ ان کی سماعت پر گراں گزرا ہے کہ ہم غریب آدمی کا نام کیوں لیتے ہیں۔ ہم حقیقتوں کو منکشف کرنا چاہتے ہیں۔

رانا پھول محمد خاں: حضور! میں نے کورم کے متعلق Point Out کیا ہے۔ آپ کو گنتی کرانا پڑے گی۔ آپ پہلے گنتی کرائیں۔ کورم پورا کرائیں۔ اس کے بعد ہاؤس کی کارروائی چل سکتی ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! رات کو یہی طے ہوا تھا لیکن اگر رانا صاحب بضد ہیں تو ہمیں رولز کے تابع ہونا پڑے گا کیونکہ وہ رانا صاحب ہیں۔ راجپوت ہیں۔ اور جب راجپوت بات پر جاتا ہے تو وہ ہٹتا نہیں۔ اگر یہی صورتحال ہے تو رانا صاحب کی بات تو ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: موہل صاحب نے پتے کی بات فرمائی ہے اور وہ بجا فرما رہے ہیں۔

جناب محمود الحسن ڈار: جناب والا! رانا صاحب نہیں چاہتے کہ غریبوں کی بات ہو۔ سیلاب کے سلسلے میں جو سرمایہ خرچ کیا گیا ہے جو چیک پیش کئے گئے ہیں رانا صاحب یہ نہیں چاہتے کہ عوام کو بتایا جائے کہ وہ چیک کہاں سے آئے اور کس طرح تقسیم ہوئے۔ اس لئے رانا صاحب یہ چاہتے ہیں کہ یہ بحث ختم ہو جائے۔

رانا پھول محمد خاں: جناب والا! ہم نے کوئی پیسہ لے کر الیکشن پر خرچ نہیں کیا۔ پنجاب والو کالا باغ ڈیم کو زیر غور لاؤ۔ جب تک ہم کالا باغ ڈیم زیر غور نہیں لاتے ہم یہاں نہیں بیٹھیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر بالکل ٹھیک ہے۔

رانا پھول محمد خاں: جناب والا! آپ کو قاعدے کے مطابق گنتی کرانی پڑے گی۔ اگر آپ

نہیں کرائیں گے تو پھر اس کو اسمبلی نہیں کہا جا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب آپ بجا فرماتے ہیں۔ میں اس سے انکار نہیں کر رہا۔ آپ بجا فرما رہے ہیں۔ آپ کے پوائنٹ آف آرڈر بالکل ٹھیک ہے۔

رانا پھول محمد خاں: لیکن جناب والا آپ گنتی کرا لیجئے۔ اگر کورم پورا ہے تو ٹھیک ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب والا! اگر کوئی پوائنٹ آوٹ کرے تو یہ لازم ہے اس میں تو کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ میری پارٹی بھی ناراض ہوتی ہے تو ہو مجھے اس کی پرواہ نہیں لیکن قاعدہ قاعدہ ہے۔ اصول اصول ہے۔ قواعد و ضوابط کو پامال کرنا ان معزز اراکین کے لئے درست نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب لاء منسٹر صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

رانا پھول محمد خاں: جناب والا! لاء منسٹر صاحب کا اس سے تعلق نہیں ہے۔ میرا تعلق اس بات سے ہے کہ آپ گنتی کرائیں۔ جب کورم پورا نہیں تو ہاؤس نہیں چل سکتا۔ اگر کوئی Point Out نہ کرے تو چل سکتا ہے۔ اس لئے بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے Point کے بعد آپ کو گنتی کرانی چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ بجا فرماتے ہیں۔ جی موہل صاحب آپ کیا فرماتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! اس سلسلے میں طے ہو گیا تھا لیکن اگر رانا صاحب نے پوائنٹ آوٹ کر دیا ہے تو پھر قانون اور رولز کی بالا دستی کے لئے آپ کو گنتی کروانی پڑے گی۔ کیونکہ وہ بضد ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! ہم نے روز آکر اور آٹھ آدمیوں نے بیٹھ کر بجٹ چلایا۔ سپیکر صاحب اس کے گواہ ہیں اور یہ پریس اس کا گواہ ہے۔ یہ قرارداد اس سلسلے میں ہدایت دے کر بھیجی گئی کہ ہم Expose ہو جائیں گے۔ جناب سپیکر! میں وزیروں کے قربان جاؤں۔ ان کو بھیجا گیا ہے کہ ہم Expose ہو جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورام پورا نہیں ہے لہٰذا ہاؤس کی کارروائی پانچ منٹ کے لئے معطل کی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی۔ کورم پورا نہیں تھا)

جناب ڈپٹی سپیکر: ایوان کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(ایوان کی کارروائی سات بج کر دو منٹ پر پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(وقفہ کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب سپیکر' دوبارہ شروع ہوئی)

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! اس تحریک کے محرک ہی تشریف نہیں رکھتے ہیں' تحریک پر بحث کے دوران اس کا یہاں ایوان میں موجود ہونا لازمی ہے۔ ان کی غیر حاضری میں اس تحریک پر بحث نہیں ہو سکتی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر' اس کے متعلق وزیر موصوف کو رولز کا حوالہ دینا چاہیے۔

جناب سپیکر: رولز کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ تو بہت زیادہ ہے۔ کہ تحریک التوائے کار کے محرک ہی تشریف نہ رکھتے ہوں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا' رانا صاحب کو خصوصی ہدایات دے کر بھیجا گیا ہے کہ کورم توڑ دو' میں نے ابھی دس فقرے ہی بولے تھے اور وہ اٹھے بوجھل ہو گئے کہ جناب سپیکر' کورم تڑوانا پڑا۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! مجھے مخاطب کیا گیا ہے۔ میں جناب والا کی وساطت سے اپنے قابل احترام عزیز نواب زادہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ میں یہ حلفاً" کہتا ہوں کہ ہمارے وزیروں نے مجھے کہا کہ کورم کا اعتراض مت کرو' لیکن انہوں نے یہ دیکھ کر کہ کالا باغ کا مسئلہ آئے گا' اپنے ارکان کو ہدایت کی ہے جو کہ میں نے اپنے کانوں سے سنی ہے کہ تم چلے جاؤ' ہم تحریک التوائے کار پر ان کو گالیاں نکالیں اس لئے کورم وہ خود تڑواتے ہیں۔ آپ جناب والا' گن لیں کہ ہمارے کتنے آدمی ہیں اور ان کے کتنے آدمی بیٹھے ہیں۔ اگر جناب والا' کالا باغ ڈیم کو آج زیر بحث نہ

لایا جائے تو ہمارے لئے بڑی لعنت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے عوام کی نظریں آج اس ایوان پر جمی ہوئی ہیں کہ یہ ہمارے حقوق کے لئے کیا کرتے ہیں۔ پنجاب میں چھ کروڑ انسان بستے ہیں' لاشیں نہیں ہیں' جو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دی جائیں' یہ خود کورم توڑتے ہیں' خود انہوں نے ہدایت جاری کی ہیں اور الزام ہم پر ہے' ان کو تقریریں کرنے اور گالیاں دینے کی اجازت ہے یہ اپنی قوم کے مسائل کو یہ بھول گئے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کی بات تو ختم بھی ہو گئی راہی صاحب' تشریف رکھیں۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا' کالا باغ ڈیم بھی بن جائے گا' وہ تو بعد کی بات ہے۔

جناب سپیکر: تو رانا صاحب آپ کورم کا مسئلہ نہیں اٹھاتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا' کورم کا مسئلہ نہیں اٹھاتا لیکن آپ کو کالا باغ ڈیم کو بھی آج زیر غور لانا چاہیے' آپ نے صبح فرمایا تھا اور یہ نہایت اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: تو یہ رانا صاحب کی قرار داد ہے کہ رولز کو معطل کرتے ہوئے کالا باغ ڈیم کی قرار کو زیر بحث لایا جائے۔ اس تحریک کے بعد اگر اس کو زیر بحث لایا جائے تو آپ کو منظور ہے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: Sir, it cannot be given in advance, According to the Rules of Procedure a point can only be raised at any particular time when the issue arises.

جناب سپیکر: لیکن Issue تو Arise ہو چکا ہے۔ اس لئے کہ وہ آپ کو تقریر ہی نہیں کرنے دیتا' اگر آپ اس بات کو نہ مانتے تو۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: مجھے اس کی فکر نہیں ہے۔ لیکن میں قانون کی بات کرتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! اگر کالا باغ ڈیم اتنا ضروری تھا تو گیارہ سال میں بنا لیا ہوتا۔ سوا تین سال ان کی حکومت اس ملک کے اندر رہی' چاروں صوبوں میں ان کی حکومت تھی۔

جناب سپیکر: راہی صاحب اس پر جب بحث ہو گی' تو اس وقت آپ بات کریں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! اس ایوان کی کارروائی تو غیر مشروط چلائی جاتی ہے ہم یہاں پر سٹہ نہیں کھیل رہے ہیں کہ اگر ایسا ہو گا تو ایسا ہو گا؟ یہ سپیشل اجلاس شام کو اس تحریک التوائے کار پر بحث کے لئے بلایا گیا ہے۔ آپ اگر اس بات کو مشروط کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں تو مشروط نہیں کرنا چاہتا' رانا صاحب اس کو مشروط کرنا چاہتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: Sir, We are not concerned with Rana Sahib or any Sahib, گورا صاحب' یا کالا صاحب We are only concerned with Rules of procedure question is that before this you can't start with the proceeding conditionally, either you start the proceedings or if there is no quorum....., We are not going to accept any typical problem.

جناب سپیکر: یہ بات اس بات پر Depend کرتی ہے کہ کورم کا سوال رانا صاحب اٹھاتے ہیں یا نہیں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر' میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اگر آپ کالا باغ ڈیم کی قرار داد لیں گے تو مہربانی کرکے جو میری دوسری قرار داد ہے وہ بھی آپ ضرور لیجئے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی بات صحیح ہے' آپ رانا صاحب کیا کہتے ہیں؟

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر' جس طرح سے مچھر دھویں سے دوڑتے ہیں' مولانا بھی اسی طرح کالا باغ ڈیم پر بحث سے دوڑتے ہیں' آپ ذرا ان کی طرف دیکھیں' ان کے ساتھی کتنے بیٹھے ہوئے ہیں' اور ہم حاضر ہیں' کورم کا اعتراض اٹھانے کے باوجود ہم حاضر ہیں' وہ اپنے ممبران پورے کریں۔ ہم تو کالا باغ ڈیم کے حق میں بولنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس میں پوزیشن یہ ہے کہ اگر آپ کورم کو Point Out کرتے ہیں تو کورم نہیں ہے تو اس اجلاس کو Proroague کرنا پڑے گا۔ سیدھی بات یہ ہے کہ کالا باغ ڈیم کو زیر بحث لانے کے وہ لوگ حق میں نہیں ہے۔ لیکن آپ کے حق میں ہونے سے پوری بات نہیں ہو سکے گی۔ پھر ادھر سے حزب اختلاف کی طرف سے کورم کا مسئلہ اٹھایا جائے گا۔ اور وہ لوگ اس کو مشروط نہیں کرنا چاہتے ہیں۔

رانا پھول محمد خاں: جناب والا ہم ان کا احترام کرتے ہیں اور میرا یقین ہے کہ اس ایوان میں اپوزیشن کا کردار ایک استاد کا کردار ہوتا ہے۔ اپوزیشن ہماری کوتاہیوں کی اور غلطیوں کی نشاندہی کرتی ہے اور حکمران پارٹی اپنی اصلاح کرتی ہے' ہم ان کو اپنا دشمن نہیں سمجھتے بلکہ ہم ان کو ایک Tutor کا درجہ دے رہے ہیں۔ ایک استاد کا درجہ دے رہے ہیں' لیکن جب دو شریف گروپوں میں ایک معاہدہ

ہو جائے اور اس معاہدہ پر اگر قوم کے منتخب نمائندے قائم نہ رہیں' اگر وہ اپنے وعدہ کا پاس نہ کریں' تو پھر ہم اچکوں کو کیا کہیں گے' اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ اگر ایک Gentleman Promise ہو گیا ہے تو انہیں اس کا پاس کرنا ہو گا۔ جناب میاں منظور احمد موہل صاحب نے درست فرمایا ہے کہ یہ بھی کر لیں اور کالا باغ ڈیم کی قرار داد بھی یہ لے آئیں ہم کورم کا سوال نہیں اٹھائیں گے۔ اگر یہ نہیں کریں گے تو ہم بھی حاضر ہیں' ہم بھی کورم Point Out نہیں کریں گے وہ اگر اس کی قرار داد اپنی طرف سے لائیں' تو میں اپنی قرار داد واپس لے لوں گا' وہ اپنی طرف سے لے آئیں ہم ان کی تائید کریں گے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا' اس سلسلہ میں میں جو گزارش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ صبح آپ نے یہ تحریک In Order قرار دی' ایوان نے اس کو متفقہ طور پر تسلیم کیا۔ اگر اس کی کوئی مخالفت کرتا تو 1/5 کو اپنی سیٹ پر کھڑا ہونا چاہیے تھا کیونکہ یہ قرار داد باتفاق رائے سے منظور ہوئی تھی۔ یہ ساڑھے پانچ بجے زیر بحث آنی تھی۔ یہ ایوان 6 بج کر 20 منٹ پر شروع ہوا ہے۔ اور اس تحریک التوائے کار پر بحث 6 بج کر 20 منٹ پر شروع ہوئی' اب دو گھنٹے تک یہ ایوان 8 بج کر 20 منٹ تک چلنا تھا۔ for this particular purpose اس کے بعد ہم نے کہا تھا کہ جب وہ مرحلہ آئے گا تو اس وقت دیکھیں گے۔ کیونکہ دیکھنا یہ ہے کہ غیر سرکاری اراکین کی کارروائی کے دن پر ہم اس کو اس طرح سے لا سکتے ہیں۔ لہٰذا دو گھنٹے تک اسمبلی کے اس مخصوص مسئلے پر بحث کرنے کے لئے ملتوی کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس تحریک التوائے کار پر آٹھ بج کر بیس منٹ تک بحث ہونی تھی۔ ہم نے یہ کہا تھا کہ جب وہ مرحلہ آئے گا پھر دیکھیں گے۔ یہ مسئلہ بھی زیر غور آیا کہ غیر سرکاری اراکین کی کارروائی کے دن ہم اس طرح کا کام کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کر سکتے ہیں تو جس طرح محترمہ نے فرمایا ہے کہ میری قرار داد بھی ہے۔ پھر اس پر کیا صورت حال بنے گی؟ ہم نے اس بات کو بھی مد نظر رکھنا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ ایوان قواعد و ضوابط کے مطابق چلے۔ اس کو اس بات سے مشروط نہ کیا جائے کہ پہلے آپ ہمارا یہ کام کریں ہم آپ کے لئے یہ کرتے ہیں۔ اس کو مشروط نہ کریں۔ اس لئے میرے خیال میں یہ بات درست نہیں۔

جناب سپیکر : میاں صاحب! اس میں سیدھی بات یہ ہے کہ رانا صاحب چاہتے ہیں کہ کورم کا پوائنٹ آوٹ کر کے بحث ختم کر دی جائے۔ یا ان کی اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ کالا باغ ڈیم پر بات ہو۔ اور بات ہونے کی جو بات ہے وہ یہ ہے کہ کالا باغ ڈیم کے لئے وہ ایوان میں قرار داد پیش

کریں۔ اس وقت ایوان میں جو معزز رکن تشریف رکھتے ہیں وہ اپنی رائے دے کر قواعد کو معطل کروا سکتے ہیں۔ لیکن بات اس میں بھی وہی ہو گی جو اس وقت موجود ہے۔ بے شک قواعد معطل کرکے قرار داد پیش کر دی جائے اگر آپ کورم کی نشاندہی کر دیں گے تو اس پر بات نہیں ہو سکے گی۔ لہذا اس پر مسئلہ باہمی افہام و تفہیم سے حل ہو گا۔ اگر آپ کی آپس میں کوئی افہام و تفہیم ہو جائے تو پھر رانا صاحب بھی کورم کا Point Out نہیں کریں گے۔ یعنی اس تحریک التوائے کار پر بھی بحث ہو جائے رانا صاحب کی قرار داد پر بھی بحث ہو جائے گی۔ لیکن اس سلسلے میں کوئی شرط نہیں ہے لیکن اگر وہ کورم کی نشاندہی کر دیں تو پھر بحث میں حصہ نہیں لیا جا سکتا۔ لہذا پھر اجلاس کو غیر معینہ عرصہ کے لئے ملتوی کرنا ہو گا۔

جناب **فضل حسین راہی**: جناب سپیکر! پھر اجلاس کو ملتوی کر دیں ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب **سپیکر**: اس میں جھگڑے کی بات نہیں ہے۔ آپ بات طے کریں۔ رانا صاحب آپ اس پر فرمائیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! ہم تو کوئی جھگڑا نہیں کرنا چاہتے' وہ ہمارے بھائی ہیں جب کوئی قرار داد غیر سرکاری دن میں پیش ہوتی ہے تو وہ حکومت پارٹی یا حزب اختلاف کی نہیں ہوتی۔ اس کے لئے ہم نے قواعد معطل کرنے کے لئے آپ سے اجازت مانگی ہے۔ جب کوئی قرار داد پیش ہو جاتی ہے تو وہ تمام اراکین صوبائی اسمبلی کی ہوتی ہے۔ اگر قومی مفاد میں کوئی قرار داد پیش ہوئی ہو تو اس میں ایک دوسرے کی مخالفت نہیں ہوتی۔ اور یہ قرار داد اس صوبے کے مفاد میں ہے جنہوں نے ہمیں منتخب کرکے یہاں بھیجا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جناب ہم ان کی تحریک التوائے کار کی بھی مخالفت نہیں کر رہے حالانکہ ہم پر اس تحریک میں الزام لگایا گیا ہے کہ زکوۃ اور عشر کے پیسے سیلاب زدگان کی بجائے الیکشن میں خرچ ہوئے ہیں' اگر تو اس کا وہ کوئی ثبوت پیش کرتے ـــــــ لیکن چونکہ جناب اس پر رولنگ دے چکے ہیں اور بحث کے لئے منظور کر چکے ہیں اس لئے ہمیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن ہماری ایک چھوٹی سی قرار داد جو کہ متفقہ طور پر پیش ہو جاتی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس پر کوئی غور کرے یا نہ کرے۔ ان کو کم از کم ہماری مخالفت نہیں کرنی چاہیے۔ جبکہ ہم خندہ پیشانی سے ان کی غیر قانونی کارروائی کو ماننے کے لئے تیار ہیں' اب نواب زادہ صاحب ہمیں کتاب دکھا رہے ہیں حالانکہ کتاب میں لکھا ہے کہ کورم کے بغیر کارروائی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے

انہیں فراخ دلی سے ہماری اس قرار داد کی حمایت کرنی چاہیے اور وہ تو پنجاب کے ایک اچھے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے انہیں پنجاب کے لئے ترجمانی کرنی چاہیے۔ تاکہ ہم مرکزی حکومت سے یہ مطالبہ کر سکیں ۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! تشریف رکھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! رانا صاحب نے کورم کی نشاندہی کرکے بداعتمادی کی فضا خود پیدا کی ہے۔ ہم کسی غیر قانونی اور قواعد کے خلاف معاہدے میں شریک نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اور کسی زبانی معاہدے میں بھی شریک نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ Ultra Vires ہوتا ہے اور Void ہوتا ہے اور اگر کوئی غیر قانونی اور غیر آئینی معاہدے طے بھی پا جائے تو وہ Frustrate ہو جاتا ہے۔

it is not betting shop, It is floor of this Honourable House. The adjournment motion was to be taken up in this evening sitting.

یہ میں انگریزی اس لئے بول رہا ہوں کہ رانا صاحب کو کوئی سمجھ نہ آئے

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب کی بات سن لیں شاید کوئی بات سمجھ جائے۔

سردار عاشق حسین خان گوپانگ: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنے ساتھی رانا صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس بات پر ضد نہ کریں اور ان کو اپنی تحریک التوائے کار پیش کر لینے دیں ہم اس کا جواب دیں گے۔ کالا باغ ڈیم پر ہم اگلے اجلاس میں بھی بات کر سکتے ہیں۔ کیونکہ بہت سارے ساتھی ان کی طرف سے بات کر چکے ہیں لیکن ہم اس کا جواب بھی نہیں دے سکے۔ اس لئے میں رانا صاحب کی خدمت میں پھر گزارش کروں گا کہ تحریک التوائے کار پر بحث جاری رہنے دیں۔ اس کے بعد کالا باغ ڈیم پر اگر ہمارے معزز ساتھیوں نے بات کرنی دی ٹھیک ہے ورنہ پھر ہم اس پر اگلے اجلاس میں بات کر لیں گے۔ اس وقت ہمیں تحریک التوائے کار پر جواب دینے کا موقع ملنا چاہیے۔ اس لئے رانا صاحب سے میری یہ گزارش ہے کہ وہ ضد نہ کریں۔

جناب سپیکر: یہ بات طے ہوتی مجھے نظر نہیں آتی۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! یہ بات ہمارے علم میں ہے کہ یہ مسئلہ کالا باغ ڈیم کا جو ان لوگوں نے کھڑا کیا ہے۔ یہ ہر اجلاس میں کھڑا کیا جائے گا۔ اس کا ہمیں علم ہے۔ یہ ہم جانتے ہیں

کہ یہ مسئلہ اب ہر اجلاس میں آئے گا اور یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ جب انہی نشستوں سے جناب ریاض حشمت جنجوعہ نے کالا باغ ڈیم بنانے کے لئے ایک قرار داد پیش کی تھی اس وقت یہی وزیر

جناب سپیکر: راہی صاحب! اس پر تقریر نہ فرمایئے' راہی صاحب پھر آپ غلط بات کر رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب میں تو اخبار کی بات کر رہا ہوں۔ ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میں اس کی آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ راہی صاحب جب یہ قرار داد ایوان میں آئے گی آپ اس پر اس وقت بات کیجئے گا۔ (قطع کلامیاں)

راہی صاحب! یہ بات آپ کے شایان شان نہیں ہے' میں آپ کو روک رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں اور آپ کالا باغ ڈیم پر بات کر رہے ہیں۔ راہی صاحب کالا باغ ڈیم زیر بحث نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں اور اگر یہی ایک بات آپ ترک کر دیں تو پھر آپ جیسا پارلیمنٹرین شاید اس ایوان میں نہ ہو۔ ایک تو آپ غلط بات بھی کرنا چاہتے ہیں تو دوسرے آپ اس پر اصرار بھی کرتے ہیں کہ آپ وہ بات ضرور مکمل کریں۔ اب کالا باغ ڈیم زیر بحث نہیں ہے اور آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

ابھی یہ معاملہ طے نہیں ہو سکا۔ وزیر قانون صاحب اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر میں نے رانا صاحب کی خدمت میں بھی گزارش کی ہے اور حزب اختلاف کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے بھی گزارش کی ہے۔ لہذا یہ تحریک التوائے کار جس پر نواب زادہ صاحب بحث کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ اس پر اپوزیشن کے تین صاحبان پانچ پانچ منٹ تک بولیں گے ــــــ

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ ذرا حوصلہ رکھیں ان کو اپنی بات مکمل کر لینے دیں اس کے بعد آپ فرمالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ہماری طرف سے صرف ایک مقرر بولیں گے اور وزیر متعلقہ اس پر بات کریں گے۔ اس مسئلے پر میری میاں منظور احمد موہل سے بات ہو گئی ہے۔ اگر وہ اس بات سے اتفاق کرتے ہیں تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر وہ منحرف ہوتے ہیں تو پھر میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا' گزارش یہ ہے کہ دریشک صاحب نے جو فرمایا ہے ہم نے پہلے ہی ان کی خدمت میں یہ عرض کر دیا ہے کہ ہم مشروط طور پر کوئی بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اور دوسرے یہ سیلاب کا مسئلہ اتنا اہم ہے اور اکثر ممبران ایسے ہیں جو کسی نہ کسی طریقے سے سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں۔ اب جناب والا' یہ تو کوئی بات نہیں کہ دو آدمی بول لیں تین آدمی بول لیں اور باقی ممبران کو بات کرنے سے محروم کر دیا جائے۔ تو جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ہم سب بات کریں گے۔ یہ بڑا حساس مسئلہ ہے۔ میرے حلقہ نیابت کا مسئلہ ہے' موہل صاحب کے حلقہ نیابت کا مسئلہ ہے' ان کے حلقہ نیابت کا مسئلہ ہے اور دوسرے دوست جو بیٹھے ہیں۔ اب ہم کس کو کہیں کہ آپ نہ بولیں ہمیں بات کرنے دیں۔ اس لئے جناب والا! جن لوگوں نے ہمیں بھیجا ہے۔ آخر ہم نے ان کی نمائندگی کرنی ہے۔ ہم ایسے کسی معاہدے میں' جو کہ مشروط ہو' جو ہمیں اس حق سے محروم کرے' شامل نہیں ہو سکتے ہم سب بولیں گے۔ ہمیں یہ حق ملنا چاہیے۔ ہم اپنا حق چھوڑنے کے لئے قطعاً" تیار نہیں ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ' تشریف رکھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر' بحث کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ رانا صاحب نے اچانک آ کر' جیسے کوئی ناگہانی چیز آ گئی ہے' انہوں نے آ کر کورم کا مسئلہ اٹھا دیا۔ ہم سب نے کہا کہ مسئلہ طے پا گیا ہے کہ کورم کا سوال نہ اٹھایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں' یہ قانون کی بات ہے۔ یہ تو ہونا ہی ہونا ہے۔ اب جناب والا' وہی ہو گا جو قانون کہے گا اور کچھ نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ گوپانگ صاحب' آپ بھی تشریف رکھیں۔ میاں صاحب آپ اس پہ کچھ کہنا چاہیں گے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں نے اس پہ یہی گزارش کرنی ہے کہ قاعدہ نمبر 59 (3) کے تابع آپ دو گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں دے سکتے۔ ایک تحریک التوائے کار پر زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے کا وقت دیا جا سکتا ہے۔ اس میں محرک نے 20 منٹ اور منسٹر صاحب نے 20 منٹ بولنا تھا۔ اس طرح 40 منٹ گزر جاتے ہیں۔ باقی 80 منٹ بچتے ہیں اور اس میں آٹھ سپیکرز نے بولنا تھا۔ غضنفر علی گل صاحب بول رہے تھے کہ کورم کا مسئلہ آ گیا۔ اس کے بعد ہاؤس ملتوی کر دیا گیا۔ اب جیسے کہ ناظم حسین شاہ نے کہا ہے کہ ہمارے کافی ساتھی نئے ہیں۔ ان کو پتا نہیں ہے۔ اگر کوئی رہ جاتا ہے تو وہ

ناراض ہوتا ہے کہ مجھے اس حق سے محروم کر دیا گیا۔ اس میں آپ دیکھ لیں کہ جتنے اراکین بنتے ہیں۔ 20 منٹ ہمارے گئے اور 20 منٹ منسٹر صاحب کے گئے۔ باقی جتنا وقت بچتا ہے اس میں پانچ مقرر بول لیں یا چھ مقرر بول لیں ان کو وقت دے دیں۔ میں تو اس مسئلہ پر نہیں بولتا۔ کیونکہ ہم نے پہلے بھی کافی بولا ہے۔ جو دوست نہیں بول سکے انہیں موقع دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: میں ساری بات سن چکا ہوں۔ میری سمجھ میں جو بات آئی ہے کہ معزز خواتین و حضرات' میں آپ سب کا بے حد مشکور ہوں کہ اس بجٹ اجلاس میں آپ سب نے میرے ساتھ بے حد مروت کی اور بہت تعاون کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں سرکاری بنچوں پر بیٹھنے والے ارکان کا بھی مشکور ہوں اور حزب اختلاف کا بھی مشکور ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) ______

وزیر مال (جناب محمد ارشد خاں لودھی): جناب والا! مجھے افسوس ہے کہ آپ کے بولنے کے دوران مجھے مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ (معزز ممبران نے اعتراض کیا) میں نے سپیشل اجازت لی ہے۔ (شور) انہوں نے مجھے اجازت دی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ راہی صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! اپوزیشن کی طرف آپ کا انداز تخاطب بہت خوبصورت اور روانی کی صورت اختیار کر گیا تھا اور ہماری طرف آپ کی محبت اور شفقت کی نظر پڑ رہی تھی۔ یہ اس کو روک کر اپنے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ ان سے ہماری یہ درخواست ہے کہ جب جناب سپیکر بول رہے ہوں تو نہ کوئی رکن بول سکتا ہے اور نہ منسٹر بول سکتا ہے۔ جناب والا' آپ ان سے کہیں کہ وہ بیٹھ جائیں۔

جناب سپیکر: یہ بات بالکل ایسے ہی ہے جیسے راہی صاحب فرما رہے ہیں کہ اگر سپیکر ایوان سے مخاطب ہو تو اس میں کسی قسم کی مداخلت نہیں ہونی چاہیے۔ یہ بات نہ صرف قواعد میں واضح اور عیاں ہے بلکہ اس کی روایات اتنی ٹھوس ہیں کہ جب سپیکر ایوان سے مخاطب ہو تو اس کو interrupt نہیں کیا جاتا۔ لیکن ہمارے ریونیو منسٹر صاحب کچھ بہت ضروری بات کرنا چاہتے ہوں گے اس لئے میں اپنی بات کو روک کر ان کی بات سننا چاہوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

نواب زادہ غضنفر گل: میں بھی پوائنٹ آف انفریشن پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

وزیر مال: جناب سپیکر' مجھے بے حد افسوس ہے۔ میں نے پہلے آپ سے اجازت نہیں لی۔ میں جانتا

ہوں کہ مجھے آپ کو interrupt نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ جناب والا' میں یہ عرض کرنے والا تھا کہ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ آپ کا موڈ اس اجلاس کو ختم کرنے کا ہے۔ اگر تو یہ بات ہے تو میں بڑے ادب سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ نے صبح میرے اعتراض کے باوجود کہ یہ قواعد کی رو سے تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔ آپ نے بڑی مہربانی سے اس کو منظور کیا کہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ اس پر ایوان میں بحث ہونی چاہیے۔ اور ہم نے بھی آپ کے حکم کے مطابق یہ تسلیم کیا کہ بحث ہونی چاہیے۔ جناب سپیکر! آپ کے آنے سے پیشتر یہ اجلاس شروع ہوا اور محرک نے جو تقریر کی انہوں نے اس جگہ پہ کھڑے ہو کر حکومت پر بے شمار الزامات لگائے۔ ان کا جواب ہم نے دینا ہے اور وہ بہت ضروری ہے۔ لیکن وہ بات کرکے یہاں سے چلے گئے۔ میں تو یہ عرض کر رہا تھا کہ اگر آپ اجلاس کو ختم کر رہے ہیں تو مہربانی سے اسے ختم نہ کریں۔ کیونکہ یہ ہمارا حق ہے کہ اگر انہوں نے یہاں غریبوں کی بات کی ہے' انہوں نے امیروں کی بات کی ہے' انہوں نے اپنے حلقے کی بات کی ہے' انہوں نے پنجاب کی بات کی ہے۔ انہوں نے سیلاب فنڈ کی بات کی ہے' انہوں نے خرد برد کے الزامات لگائے ہیں۔ جن کا قطعاً" کوئی وجود نہیں ہے۔ ان کا میں جواب دینا چاہتا ہوں اور میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جن غریبوں کی وہ بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔ شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ ڈار صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ وزیر مال کی بالکل جائز ہے کہ ایک تحریک التوائے کار منظور ہوئی ہے اور اس پر محرک نے بات کی ہے اور نواب زادہ صاحب دوسرے مقرر تھے جو بات کر رہے تھے۔ بہرصورت یہ ایک طرح سے حکومت کے Conduct پر تنقید ہوئی ہے اور اس پر حکومت کو جواب دینے کا حق ہے کہ وہ اس پر اپنی بات کر سکتے ہیں۔ لیکن میں نے یہ محسوس کیا کہ اس وقت دونوں طرف سے کورم کی نشاندہی کرنے کی اور اس پر بحث و تمحیص کی' جو کوئی نتیجہ خیز شکل اختیار نہیں کر رہی۔ اس لئے ارشد لودھی صاحب کا یہ اندازہ صحیح ہے کہ میں اس اجلاس کو ملتوی کرنا چاہتا تھا اور اب میں منسٹر ریونیو کے کہنے پر یہ محسوس کرتا ہوں کہ اگر میں ان کی رائے کے بغیر اس اجلاس کو غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کر دوں تو پھر حکومت کو اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔ تو اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ کیا یہ بات درست ہے کہ اگر محرک نے اس پہ بات کی ہے تو اس پہ حکومت کو اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔ تو اب آپ کیا چاہیں گے؟

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب والا! اس سلسلے میں میری ایک تجویز ہے۔ اس بحث و تمحیص

کے دوران میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے اور اس کا ایک درمیانی راستہ یہ ہے کہ ایک سپیکر وہاں سے بات کرے اور ایک سپیکر یہاں سے بات کرے اور پھر تقریباً" دونوں طرف سے مسئلہ حل ہو جائے گا۔ ہمارا نقطہ نظر بھی آ جائے گا اور ان کا نقطہ نظر بھی آ جائے گا۔ پہلے نواب زادہ صاحب بات کر لیں ان کے بعد منسٹر صاحب بات کر لیں گے یا میں بات کر لوں گا' اس کے بعد وہ بات کر لیں گے' اس طریقے سے بات ہو سکتی ہے اور یہ جناب والا درمیانی راستہ ہے۔

جناب سپیکر: تو اس میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس پر نواب زادہ صاحب بات کر لیں اور اس کے بعد منسٹر ریونیو بات کر لیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہم اپنے اس حق سے محروم نہیں ہو سکتے' جناب والا اگر ہم نے بات کر لی ہے تو یہ اگلے اجلاس میں بھی بات کر سکتے ہیں۔ یہ پریس کانفرنس بھی کر سکتے ہیں اور ان کو تو یہ مسئلہ اٹھانا بھی نہیں چاہیے تھا۔ بہت ساری باتیں ایسی ہیں کہ جہاں پر یہ بات کر چکے ہیں وہاں ہمیں تو موقع ہی فراہم نہیں کیا گیا' ہم سردار صاحب کی یہ شرط قطعاً" ماننے کے لئے تیار نہیں کہ جناب والا ایک ادھر سے ہو اور ایک ادھر سے ہو' اگر ان کو اتنا ہی احساس تھا تو رانا صاحب کا کورم پوائنٹ آؤٹ نہ کرتے' اب جبکہ کورم Point Out ہے تو پھر رولز کے تحت چلیں' ان کی مرضی ہے ٹھیک ہے آپ اجلاس کو Prorogue نہ کریں آپ جاری رکھیں' کل کے لئے کر لیں۔ پرسوں کے لئے کر لیں' ہم یہ تو نہیں کہتے کہ آپ آج ضروری ہے Prorogue کریں۔ آپ تو ماشاء اللہ ویسے بھی گھر سے ہو کر آئے ہیں اس لئے آپ کو تو جانے کی جلدی نہیں ہے۔ ہمیں بھی جانے کی اتنی جلدی نہیں ہے۔ اب اگر یہ ہاؤس کو جاری رکھنا چاہتے ہیں تو ایسا کریں اور آپ کل صبح کو بھی اجلاس بلا لیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا ہم نے یہ دیوار نہیں گرائی' ہم تو ابھی بول رہے تھے اور دس ہی جملے بولے تھے کہ وہ کورم تڑوا کے چلے گئے اور کورم توڑ دیا گیا اور پھر درد کس کا ہے۔

جناب سپیکر: میں مسئلے کو نمٹا دیتا ہوں۔ اس مسئلے پر بحث کس وقت شروع ہوئی' 6 بج کر 20 منٹ پر بحث شروع ہوئی تو اس کا مطلب ہے کہ یہ بحث 8 بج کر 20 منٹ تک رہ سکتی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! بیچ میں ہاؤس تو Adjourn رہا ہے۔ اور ہاؤس میں کورم نہیں تھا۔

جناب سپیکر: یہ بحث 8 بج کر 20 منٹ تک ہے تو اس وقت 8 بجنے میں 5 منٹ باقی ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: پھر تو جناب والا کورم ہی نہیں ہے' نہ کھیلیں گے نہ کھیلنے دیں گے۔ آپ کیا کریں گے؟

جناب سپیکر: جی اگر آپ کے پاس اس کا کوئی راستہ ہے کہ آپ بھی بات کر لیں۔ 8 بج کر 20 منٹ تک اور منسٹر ریونیو بھی بات کر لیں۔ اگر اس کا کوئی راستہ ہے تو آپ تجویز کیجئے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ دیکھئے کہ وقت کتنا ضائع ہوا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ کارروائی چل رہی تھی' اور رانا صاحب نے قواعد کے مطابق پوائنٹ آف آرڈر پر کورم کی نشاندہی کی۔ اس کے بعد اس ہاؤس نے چلنا ہے لیکن ابھی تک آپ یہ طے نہیں کر سکے رانا صاحب کا ابھی تک پوائنٹ آف کورم برقرار ہے اور انہوں نے ابھی تک پوائنٹ آف کورم واپس نہیں لیا۔

رانا پھول محمد خان: میں واپس لیتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی: جی انہوں نے اپنا پوائنٹ آف کورم واپس لے لیا ہے۔ اب پتہ چلا ہے کہ انہوں نے واپس لے لیا ہے' اب آپ جناب والا ایسے کریں کہ اس بحث میں جو ممبران حصہ لینا چاہتے تھے ان کے نام آپ کے پاس ہیں اور میں بعد میں آیا ہوں میں بھی حاضر ہوں۔

جناب سپیکر: تو یہ بات 8 بج کر 20 منٹ تک ہو سکتی ہے اس سے زیادہ نہیں ہو سکتی' دو گھنٹے تک ہو سکتی ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! جو بولنا چاہتے ہیں ان کا کیا قصور ہے؟ آپ سرکاری بنچوں کو یہ بتا سکتے ہیں کہ پوائنٹ آف کورم اٹھانا ان کی ذمہ داری نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ میں صحیح نتیجے پر پہنچ چکا تھا' اور اس کا کوئی اور علاج میری سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ تو راہی صاحب تشریف رکھئے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! ہم سے آپ کے حضور میں جوش بیان میں اگر کچھ ہو گیا تو ہم معذرت خواہ ہیں ______

جناب فضل حسین راہی: جناب والا یہ منسٹر صاحب ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆ بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے

یہ مسئلہ کیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ راہی صاحب کے الفاظ کراس ٹاک ہیں اور جو کراس ٹاک ہو گی میں اس کو کارروائی سے حذف کروں گا۔ یہ الفاظ آپ نے یوں ہی بیٹھے بیٹھے ادا کر دیئے ہیں جو الفاظ بیٹھے بیٹھے کہیں گے ان کو میں کارروائی سے حذف کر دوں گا تو میں ان کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ تو معزز خواتین و حضرات! میں اپنی بات شروع کر چکا تھا پھر مجھے ریونیو منسٹر صاحب کے مداخلت کرنے سے رکنا پڑا۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ آپ کا تعاون' آپ کی مہربانی اور آپ کی رہنمائی مجھے حاصل رہی جس کے لئے میں آپ کا بے حد ممنون ہوں' کچھ تلخیاں بھی ہوئیں' کچھ محبت کے الفاظ ادا کئے گئے' کچھ پارلیمانی باتیں کی گئیں اور کچھ غیرپارلیمانی باتیں کی گئیں' لیکن یہ اس اسمبلی کی اور اس ایوان کی ابتداء تھی یہ ہمارا پہلا اجلاس تھا۔ اس موقع پر میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں جبکہ اسمبلی جماعتی حیثیت میں منتخب ہو کر آئی ہے ______

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب اب شاہ صاحب کو آپ روکئے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا اب آپ کھانا کب دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: اب شاہ صاحب کو یہ بھی علم نہیں ہے اور انہوں نے اس چیز کا خیال بھی نہیں فرمایا کہ میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں' آخری دنوں میں نہیں اجلاس کے دوران کسی بھی روز سپیکر کی طرف سے کھانا ہوتا ہے اور میں نے یہ کوشش کی ہے کہ اس روایت کو قائم رکھا جائے۔ شاہ صاحب اتنی جلدی بھول گئے مجھے اس کا خیال نہیں تھا۔ میں بات یہ کر رہا تھا کہ جماعتی ایوان میں ایکشنوں کی تلخیاں انتخابی مہم میں جو باتیں کی گئیں اس کا اثر ابھی تک ذہنوں میں تھا' اور ایک پارٹی کی دوسری پارٹی کے خلاف Reservation باتیں' نعرے اور یہ سارے معاملے جن مرحلوں سے ہم گزر کر آئے تھے اس کے بعد اتنی سی تلخیوں کا ذہن میں ہونا قدرتی بات تھی۔ میں سمجھتا ہوں جتنی گرما گرمی ہوئی ہیں۔ جتنی تلخی ہوئی ہے میں اسے غیر معمولی نہیں سمجھتا یہ اس قسم کی اسمبلی میں جن حالات میں یہ اسمبلی منتخب ہو کر آئی ہے یہ ایک معمول کی بات ہے۔ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔ اس میں ایک فرق یہ ہے کہ جس وقت ایسی صورت حال ہو مجھے ایک طرف سے منتخب کیا گیا۔ جو میری پارٹی کے لوگ تھے انہوں نے مجھے منتخب کیا۔ پاکستان پیپلز پارٹی میری پارٹی نہیں تھی' انہوں نے میری مخالفت کی۔ ایک طرف تو یہ صورت حال تھی کہ جن لوگوں نے مجھے منتخب کیا ان کا مجھ پر اعتماد تھا کیونکہ میں ان کی پارٹی کا آدمی تھا اور ان کو یہ یقین ہے کہ میں ان کے مفاد کے خلاف نہیں

جا سکتا۔ لیکن جن دوستوں سے میرا تعلق نہیں تھا میری پارٹی سے نہیں تھے ان کو مجھ پر اعتماد آتے آتے آئے گا۔ میرے Conduct سے آئے گا۔ میرے سلوک سے آئے گا۔ ہاؤس کو Conduct کرنے سے آئے گا۔ جس وقت ان کو مجھ پر اعتماد ہو گا کہ یہ ہمارے مفاد کے خلاف نہیں جا سکتے اور ہمارے حقوق سے ہمیں محروم نہیں کر سکتے اور ہمارے استحقاق کا یہ خیال کریں گے ہمارے Right of speech کا خیال کریں گے اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کے بنچز بھی میری بات کا احترام کریں گے۔ میری بات کو سنیں گے۔ میری بات کو مانیں گے۔ اب بھی میں سمجھتا ہوں یہ ایک نیا ہاؤس ہے جس میں میرے خیال میں حزب اقتدار میں زیادہ پرانے چہرے نظر آتے ہیں جو پچھلی اسمبلی میں بھی موجود تھے۔ یہ بھی حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے بنچز میں فرق ہے۔ حزب اختلاف کے بنچز پر وہ لوگ جن میں زیادہ چہرے نئے ہیں۔ جو پرانے نہیں ہیں۔ جو پرانے پارلیمنٹرین نہیں ہیں نئے چہرے ہیں انہوں نے ابھی آداب سیکھے ہیں۔ انہوں نے ابھی پارلیمانی پریکٹس سیکھنی ہے۔ اور انہوں نے ابھی کئی مرحلوں سے گزرنا ہے مجھے امید ہے کہ وہ محنت کریں گے۔ پارلیمانی آداب سے آگاہی حاصل کریں گے اور اس ایوان کے احترام سے روشناس ہوں گے تو یقیناً ان میں سے میں دیکھ رہا ہوں کچھ لوگ اچھے پارلیمنٹرین بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کچھ پرانے لوگ ہوں اور وہ بات فالتو کر جائیں ان پر ذرا احساس ہوتا ہے پارلمنٹرین جن کو اس ہاؤس کے آداب سے واقفیت ہے ان کو ضرور ایوان کے جملہ معاملات کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

میں اس معاملہ کو زیادہ لمبا نہیں کرنا چاہتا۔ اس میں میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں۔ آخر میں میں آپ کو یہ بات کہنا چاہتا ہوں یہ ہمارے ان اداروں کا' ہماری ان سیاسی پارٹیوں کا اور اس ملک کے سیاستدانوں کا ایک بہت بڑا ٹسٹ ہے۔ یہ بہت بڑا امتحان ہے۔ ہمیں ایک بہت بڑے چیلنج کا سامنا ہے۔ اس میں ہمیں رواداری کو ملحوظ خاطر رکھنا ہو گا۔ ہمیں پارلیمانی آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا ہو گا۔ ہمیں ان اداروں کی عظمت کو ملحوظ خاطر رکھنا ہو گا۔ اور ہمیں اس ملک کی عظمت کو ملحوظ خاطر رکھنا ہو گا۔ یہ روایات بنتے بنتے بنتی ہیں۔ ادارے بنتے بنتے بڑے بنتے ہیں۔ ایک دن میں ان اداروں کو استحکام نصیب نہیں ہوتا۔ استحکام ان کو کس نے دینا ہے' ہمیں نے استحکام دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم یہ تہیہ کر چکے ہیں اب ہم ان اداروں کو استحکام بخشیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کو ہر قسم کی نظربد سے بچائیں گے۔ ہمارا یہ تہیہ ہے۔ ہمارا یہ مصمم ارادہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس ایوان کے ایک ایک معزز رکن کا ایک ایک فرد کا ارادہ ہے کہ ہم ان کو نظربد سے بچائیں گے لیکن وہ بچے گی کیسے؟ ہمیں تھوڑا سا تحمل پیدا کرنا ہو گا۔ اپنے آپ میں کچھ رواداری

پیدا کرنا ہو گی۔ اور ہمیں دوسروں کی باتوں کو سننے کا سلیقہ سیکھنا ہو گا۔ دوسروں کی تند و تیز باتوں کو سہنا ہو گا۔ ہمیں ایک دوسرے کے لئے محبت کے جذبات رکھنے ہوں گے۔ بہت اچھی پارلیمانی روایت ہے جس کا میں یہاں ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ ہاؤس میں جتنی بھی گرما گرمی ہو جائے' جتنی بھی ایک دوسرے کے بارے میں تیز باتیں ہو جائیں لیکن اچھے پارلیمنٹرین کی بنیادی صفت یہ ہے کہ جب اس ایوان کے دروازے سے باہر قدم رکھا جائے تو وہ ساری تلخیاں بھلا کر باہر جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس لئے میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ آج اگرچہ ہم تھوڑی تعداد میں ہیں لیکن دیے سے دیا جلتا ہے آپ جس وقت اس ایوان کے دروازوں سے باہر نکلیں تو ازراہ کرم اپنے دل میں جو یہاں باتیں کی گئی ہیں کچھ تلخ باتیں بھی ہیں۔ کچھ تند و تیز باتیں بھی ہیں۔ کچھ ایک دوسرے کے بارے میں بھی باتیں ہیں۔ سب سے پہلے میں اس کی پہل کرتا ہوں کہ جس وقت میں یہاں سے نکلوں گا۔ اس کرسی سے اٹھوں گا تو میرے بارے میں جن دوستوں نے کچھ بھی کلمات کہے ہوں مجھ پہ شک کا اظہار کیا ہو گا' میری ذات پہ عدم اعتماد کا اظہار کیا ہو گا یا مجھ پر کسی بھی حیثیت میں کوئی بات کی ہو میں اس کو بھلا کر یہاں سے نکلوں گا۔ اچھی باتوں کو' آپ کی مہربانی کی باتوں کو' آپ کی پیار بھری باتوں کو اپنی زندگی کا سرمایہ سمجھوں گا۔ آپ سے بھی مجھے یہی توقع ہے اور اس کے ساتھ میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔ بہت بہت شکریہ۔ بہت مہربانی۔

اس میں ایک چھوٹی سی بات رہ گئی جو میں خاص طور پر کرنا چاہتا ہوں اس ایوان میں مجھے کہنے کی اجازت دیجئے کہ جناب وزیر قانون نے اپنی بہترین صلاحیتوں سے اس ایوان کو چلانے کے لئے بڑے تدبر کے ساتھ' بڑی رواداری کے ساتھ' بڑی انکساری کے ساتھ اور بے حد پیار کے ساتھ اس ایوان کے معاملات کو چلانے کی کوشش کی اور دوسری طرف سے مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ جناب منظور احمد موہل نے رولز کے معاملے میں مجھے Assist کرنے میں' اس ایوان کی رہنمائی کرنے میں اور اپوزیشن کے تند و تیز جذبات کو ٹھنڈا کرنے میں' الزام سن کر بھی اپنے آپ کو نارمل رکھنے میں' اور رولز آف پروسیجر پر عبور رکھنے کے معاملے میں میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اور مجموعی طور پر میں سارے ہاؤس کا' قائد ایوان کا' معزز وزراء کرام کا' قائد حزب اختلاف کا اور معزز خواتین و حضرات آپ سب کا دلی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں خصوصی طور پر پریس کا' ریڈیو کا' ٹی وی کا' قومی اخبارات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو ٹھیک انداز میں کوریج دی اور مثبت انداز میں کوریج دی۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اس کے ساتھ ہی میں پنجاب اسمبلی کے جو ہمارے اہلکار ہیں' جو سٹاف ہے آپ سب نے دیکھا کہ انہوں نے دن رات اسمبلی کے معاملات کو چلانے کے لئے بڑی جانفشانی سے بہت محنت کی ہے میں ان کو شاباش کہتا ہوں اور یہاں ہماری آفیشل گیلری میں بیٹھنے والے جو ہمارے افسران ہیں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ انہوں نے یہاں اسمبلی کی گیلری میں بیٹھ کر جتنا وقت یہاں صرف کیا۔ اسمبلی کی کارروائی میں دلچسپی لی اور خاص طور پر اسمبلی میں تنقید برداشت کرتے ہوئے بھی وہ یہاں اسمبلی کی گیلری میں بیٹھے رہے بڑے بڑے صبر کے ساتھ بڑے تحمل کے ساتھ اور بڑے دل گردے کے ساتھ یہاں بیٹھے رہے۔ افسران ہمارے بھائی ہیں۔ وہ ہم میں سے ہیں۔ تو میں ان افسران کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ خواتین و حضرات بہت بہت شکریہ' بہت مہربانی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب عالی آپ نے جو باتیں کی ہیں' میں بھی کچھ گزارش کرنی چاہتا ہوں۔ چونکہ اس طرف سے ہم نئے آئے ہیں اور ہمیں ابھی کماحقہ ایوان کے کاروبار کا علم نہ تھا اس لئے اگر ہم سے کوئی تلخی' ناسمجھی یا نادانی میں ہوئی ہے تو اس کے لئے ہم آپ سے معذرت خواہ ہیں اور آپ کے حوصلے کی داد دیتے ہیں کہ آپ نے انتہائی خندہ پیشانی اور انتہائی استقلال سے اپنے اس اعلیٰ منصب کو نبھایا ہے۔ اور ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کروں گا کہ یہ جو اونچی آوازیں تھیں' تو ہم گیارہ سالہ گھٹن کے بعد جمہوری ذریعے سے اس ایوان میں آئے ہیں۔ چنانچہ اتنی رکی ہوئی آوازیں اگر ذرا اونچی ہو جائیں تو ان کو محسوس نہیں کرنا چاہیے' وہ آپ نے خود فرمایا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ ہم Senior Coleague کی موجودگی میں اور آپ کی رہنمائی میں اس ایوان کو اس کے شایان شان طریقے سے چلائیں گے اور اس درمیانی عرصے میں اس کی روایات اور اس کے قواعد کا مطالعہ کریں گے۔ اپنے کردار کا جائزہ لیں گے۔ اس ایوان کے تقدس کو مدنظر رکھیں گے۔ انشاء اللہ آئندہ جب ہم اس ایوان میں آئیں گے تو آپ ہمارے رویوں میں کچھ تبدیلی اور ہماری آواز میں دھیما پن پائیں گے۔ اس کے ساتھ ہم امید رکھیں گے کہ اچھے پارلیمنٹرین بننے میں آپ بھی ہماری مدد فرمائیں گے۔ ہم اسمبلی کے عملے' دروازے کھولنے والوں' ہمیں کاغذات مہیا کرنے والوں' ہمیں پنسلیں مہیا کرنے والوں کے شکر گزار ہیں کہ ان کی غیر موجودگی میں اس اسمبلی کو چلانا مشکل ہوتا۔ علاوہ ازیں میں ان باکسوں میں بیٹھے ہوئے اصلی حکمرانوں کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ ان میں اس لئے صبر ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کے اوپر یہ ملک چل رہا ہے۔ ہم ایوان سے آنے جانے والے ہیں اور وہ ہمیشہ اس Box میں بیٹھنے والے ہیں۔ ان میں حوصلہ بھی ہم سے زیادہ ہونا چاہیے۔ ہم ان کی فہم و فراست اور قابلیت کو سلام پیش کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ آپ کا شکریہ۔

جناب سپیکر: حزب اختلاف کی طرف سے نواب زادہ صاحب نے بات کرلی ہے۔ میرے خیال میں یہ کافی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جس فرض منصبی پر آپ بیٹھے ہوئے ہیں' اس کا تقاضا ہے کہ آپ ہمیں موقع فراہم کریں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں چند کلمات کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: بنگش صاحب' اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں شاہ صاحب کو اجازت دے دوں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: پہلے مجھے اجازت فرمائیں۔ جناب والا' سب سے پہلے تو ہم آپ کی شفقت کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہم جو Back Benchers ہیں' آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ جب حزب اقتدار کی طرف سے کوئی پوائنٹ آف آرڈر آتا ہے تو ایک پوائنٹ آف آرڈر پر بھی انہیں اجازت مل جاتی ہے۔ ہمارے Front Benchers کو دو دفعہ کہنے کے بعد اجازت ملتی ہے۔ لیکن ہم بے چارے Back Benchers دس مرتبہ کھڑے ہوتے ہیں اور آپ کی مہربانی ایک مرتبہ ادھر ہوتی ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ Back Banchers کی طرف بھی ذرا نگاہ دوڑا لیا کریں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ ڈاکٹر صاحب۔ شاہ صاحب

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر' ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ اس ایوان میں آپ کے ذاتی طرز عمل پر' آپ کے ذاتی رویے پر ہمیں کوئی اعتراض ہے اور نہ ہی کسی شک و شبے کی گنجائش ہے۔ آپ نے جس خندہ پیشانی اور حوصلے سے اس ایوان کو چلایا اور جناب سپیکر' یہ آپ کے فرائض میں بھی شامل ہے کہ اگر ہم بھی کسی حلقہ نیابت سے منتخب ہو گئے ہیں تو جنہوں نے ووٹ دیئے ہیں ہم ان کے بھی نمائندے ہیں۔ جنہوں نے نہیں دیئے' ہم ان کے بھی نمائندے ہیں' پورے حلقے کے نمائندے ہیں۔ اسی طریقے سے جناب سپیکر' آپ کو بھی ہمارے جس معزز بھائی نے ووٹ دیا ہے' آپ اس کے بھی نمائندے ہیں' جس نے آپ کو ووٹ نہیں دیا' آپ اس کے بھی نمائندے ہیں۔ آپ نے اپنے اس منصب کو نبھانے کے لئے جس تدبر اور حوصلے کا مظاہرہ کیا ہے' اس پر ہم شکر گزار ہیں۔ ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کر دوں کہ ہمارے ذہن میں کبھی بھی قطعاً" یہ نظریہ نہ تھا کہ ہم خدانخواستہ آپ کی شان میں کوئی گستاخی کریں' آپ کی تذلیل کریں یا آپ کو Degrade کریں۔ لیکن اگر ہم نے یہاں تند و تیز باتیں کی ہیں تو اس پر ہمیں اپنا حق نمائندگی مجبور کرتا ہے جو عوام نے ہمیں

دے کر یہاں بھیجا ہے۔ اس کے ساتھ میں آپ کا شکر گزار بھی ہوں اور جیسے میرے بھائی گل صاحب نے بھی کہا ہے' آئندہ کے اجلاس میں آپ دیکھیں گے کہ دھیما پن بھی ہو گا' کچھ دوستوں کو قواعد و ضوابط کا بھی پتا ہو گا۔ اور میں توقع کرتا ہوں کہ آپ نے جس طرح کوشش کی ہے کہ ان حالات میں غیر جانب دار رہیں' آئندہ بھی ہم آپ سے انصاف کی توقع کرتے ہیں۔ ساتھ ہی اگر آپ ہم سے جوش خطابت میں یا جوش جذبات میں ایسی کوئی چیز ہو گئی' یا اس ایوان کے تقدس اور آپ کی کرسی کے لئے کوئی نازیبا الفاظ نکلے تو میں اس کے لئے بھی معذرت خواہ ہوں۔ شکریہ۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب سپیکر' میں اس ایوان میں ایک ایسا مفلوک الحال ممبر ہوں جو دو بڑی طاقتوں کے درمیان پس رہا ہوں۔ میری ایک طرف امریکہ ہے اور دوسری طرف روس ہے۔ خدارا' میری حالت پر رحم کریں اور مجھ پر کچھ احسان کیا کریں اور مجھ پر کچھ شفقت رکھا کریں۔ میں نے جو یہ سیشن گزارا ہے' آپ سے بڑھ کر میرے جذبات کا امتحان ہوا ہے۔ آپ کے لئے تو دو اڑھائی سو آدمی تھے اور میرے لئے صرف یہ دو آدمی اتنا بڑا امتحان رہے ہیں کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر

وزیر قانون: جناب والا! آج کا دن پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ جس دن ہم نے نئی اسمبلی کا حلف اٹھایا۔ اس کے بعد جناب والا کا انتخاب ہوا' قائد حزب اختلاف کا انتخاب ہوا' قائد ایوان کا انتخاب ہوا' اس وقت اس قسم کے جذبات تھے کہ ہم ایک دوسرے سے ڈرتے ہوئے اپنی مبارک باد دینے کی روایت پر بھی عمل نہ کر سکے۔ جناب والا' آج ہماری خوشی کی یہ انتہا ہے کہ ہم نے پچھلی روایات کو پس پشت ڈال دیا ہے اور اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکے۔ حالانکہ روایت ہمیشہ یہی رہتی ہے کہ جب ایوان کا آخری دن ہوتا ہے' اسمبلی کو Prorogue ہونا ہوتا ہے تو جب جناب سپیکر اپنی تقریر فرما لیتے ہیں تو اس کے بعد Prorogation Order پڑھتے ہیں۔ ایوان Prorogue ہو جاتا ہے۔ لیکن ہمارے جذبات کی یہ انتہا ہے کہ آج جناب والا کے بولنے کے بعد ہم سے رہا نہ گیا ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا اور ہماری طرف سے بھی بہت سے دوستوں کی خواہش تھی اور انہوں نے مجھے اس بات پر اصرار کیا کہ میں ضرور حزب اقتدار کے بنچوں کی طرف سے اپنے جذبات کا اظہار کروں۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج صبح جس طریقے سے حکومت اور اپوزیشن نے افہام و تفہیم سے معاملات کو چلایا ہے میں اپنے اپوزیشن

کے بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں اس میں اس ایوان کا' اپوزیشن کے اراکین کا اور حزب اقتدار کے اراکین کا وقار بہت بلند ہوا ہے۔ اور ہم انشاء اللہ العزیز آئندہ جو اجلاس ہو گا۔ اس کو اور زیادہ موثر اور بامقصد بنائیں گے۔ اور اس ہاؤس کو ہم اس طریقے سے چلائیں گے کہ آنے والی نسلیں ہماری تقلید کرنے پر مجبور ہوں۔ جناب والا آپ نے ہمارے بارے میں جن جذبات کا اظہار فرمایا ہے۔ میں اپنے آپ کو ان کے قابل نہیں سمجھتا اصل میں میں نے جو تھوڑی بہت Contribution کی ہے صرف اور صرف جناب والا کی مہربانی اور رہنمائی اور میرے اپوزیشن کے بھائیوں کی خصوصی مہربانی کی وجہ سے ہوئی ہے۔ وگرنہ جب مجھے وزارت قانون کا قلمدان دیا گیا جناب اس بات کے گواہ ہیں اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس میں جہاں تقریباً" 100 ممبران کی اپوزیشن ہے اور پارٹی کی بنیاد الیکشن ہونے کے بعد گیارہ سال کے بعد یہ ایوان پہلی بار بنا ہے تو میرے لئے اس ایوان میں اپنے عہدے کے ساتھ انصاف کرنا بڑا مشکل ہو گا میں اپنے اپوزیشن کے بھائیوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور میں اپنے بھی بھائیوں کو خلوص دل سے سلام کرتا ہوں ان کے تعاون کے ساتھ مجھے تھوڑی بہت ایوان میں کامیابی حاصل ہوئی ہے اور میں توقع کرتا ہوں کہ آئندہ بھی مجھے ان کا اعتماد حاصل رہے گا۔ اور انشاء اللہ العزیز میری ہمیشہ کوشش ہو گی کہ یہ ایوان کامیابی کے ساتھ حزب اختلاف کے تعاون سے ہی ٹھیک طریقے سے چل سکتا ہے۔ جناب والا میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا لیڈر آف دی اپوزیشن کا اور ڈپٹی لیڈرز آف دی اپوزیشن' سیکرٹری اپوزیشن اور واجب الاحترام اراکین حزب اختلاف کا' لیڈر آف دی ہاؤس' کابینہ کے اراکین اور اپنے بھائی ممبر صاحبان کا ایک دفعہ پھر تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور ساتھ یہ بھی گذارش کرتا ہوں کہ اس سیشن کے دوران میری وجہ سے میرے کسی بھائی کی دل آزاری ہوئی ہو جیسے آپ نے فرمایا ہے کہ آج کی محفل کے بعد ہمیں یہاں سب کچھ بھلا کر ایک نئے دور کے سفر کا آغاز کرنا ہو گا۔ خدا حافظ۔

جناب سپیکر: آپ میں سے جن صاحبان کو ہماری اسمبلی کی مطبوعات نہیں ملیں وہ لے سکتے ہیں۔ ہمارے پاس پنجاب اسمبلی کی پبلی کیشنز ہیں۔ ہم نے ایک سیمینار کیا تھا ان کی روداد پر مبنی ہمارے پاس ایک کتاب ہے۔ "The Punjab Legislators" نامی کتاب ہے۔ پچھلی اسمبلی پر کتاب ہے۔ کچھ منتخب تقاریر ہیں۔ Glimps of Speeches نامی کتاب میں دی گئی ہیں۔ جس میں ہم نے ہر دور کی عمدہ عمدہ تقاریر کو اکٹھا کیا ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب اسمبلی کی گولڈن جوبلی کی 50 سالہ تقریبات ہم نے یہاں منعقد کی تھی اور وہ میں سمجھتا ہوں کہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے اور Political process میں جو Contribution ہیں ان کا اس میں کوئی جواب نہیں۔ اس پر بھی ہماری کتاب چھپ چکی ہے۔

اگر آپ کو یہ کتابیں نہیں ملی ہیں تو آپ سب صاحبان اسمبلی سیکرٹریٹ سے وہ کتابیں لے سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں نے آپ کو کہا ہے کہ اسمبلی کے رولز اینڈ پروسیجرز کو سمجھنے کے لئے اور پارلیمانی روایات کو سمجھنے کے لئے اور ہماری پبلی کیشنز آپ کے کس کام آ سکیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری خوش قسمتی ہو گی۔

وزیر قانون: میں ایک بات بھول گیا تھا اگر آپ اجازت دیں۔ وہ یہ ہے کہ میں یہ ناانصافی کروں گا اگر میں اپنے پریس کے بھائیوں کا، سرکاری ملازمین اور لاء ڈیپارٹمنٹ کا اور پنجاب اسمبلی کے جتنے بھی ملازمین ہیں ان کا شکریہ ادا نہ کروں کہ یہ سارا کام احسن طریقے سے انجام دینے میں انہوں نے بہت بھرپور انداز میں ہماری معاونت کی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: تو اب Prorogation آرڈر پڑھا جاتا ہے۔

"In exercise of the powers conferred by Article 109 of Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I General (Retd.) Tikka Khan, Governor Punjab, hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with effect on and from 28th December, 1988 after the termination of the sitting of the Assembly on the day". So, the Assembly has been prorogued.

(اس مرحلہ پر اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو گیا)